نور المصابیح

فخر العلماء والمحدثین واقفِ رموزِ شریعت ودین
حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی
مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ

5

• ناشر •

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، بتازنی، ٹولی روڈ، حیدرآباد، الہند

www.ziaislamic.com
zia.islamic@yahoo.co.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری اطلاع

الحمدللہ! مجلس نشرواشاعت کی جانب سے حضرت محدث دکن مولانا ابوالحسنات سیدعبداللہ شاہ نقشبندی قادری کی یادگار تصنیف نورالمصابیح کی ماقبی جلدوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ اس وقت تک کتاب الحج والزیارہ اور حصہ پنجم نورالمصابیح طبع وشائع ہوچکے ہیں۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ آئندہ جو کتب مجلس ہذا کی جانب سے طبع وشائع کیے جائیں گے ان میں اس بات کوملحوظ رکھا گیا ہے کہ ہر کام نفع ونقصان کے بغیر عوامی فائدہ کی بنیاد پر ہوگا۔ یعنی اصل لاگت پر کتب فروخت کیے جائیں گے تاکہ حضرت کا منشاء اصلی پورا ہواور عوام تک زیادہ سے زیادہ ان کا فیض پہنچ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک کی شائع شدہ ہر دو کتب یعنی کتاب الحج والزیارہ اور حصہ پنجم نورالمصابیح کی قیمتیں صرف اپنی اصلی لاگت کے لحاظ سے کم سے کم رکھی گئی ہیں۔

حضرت قبلہ کے وابستگان سے خصوصاً اور عامۃ المسلمین سے عموماً گزارش ہے کہ اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور مجلس نشرواشاعت کی اس مفید عام اسکیم میں تعاون فرمائیں۔ تعاون کی صورت یہی ہے کہ ان کتب کی خریداری فوری اور زیادہ سے زیادہ ہو، تاکہ آئندہ طباعت کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ اور جو مسودات طبع شدنی ہیں وہ چھپ جائیں اور آپ اس سے استفادہ فرماسکیں۔ لہذا ان کو خود بھی خریدیئے اور اپنے حلقہ احباب میں بھی اس کی کوشش کیجئے۔

منجانب:۔ مجلس نشرواشاعت تالیفات حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین نور المصابیح،

حصہ پنجم

سلسلہ نشان حدیث	خلاصہ مضمون حدیث	صفحہ نور المصابیح	صفحہ زجاجۃ المصابیح
،،	تعارف زجاجۃ المصابیح	22	
،،	ضروری التماس	24	
	کتابُ الزکوٰۃ	27	
1	زکوٰۃ کی فرضیت اور اس کی وصولی کی نسبت ہدایات	29	
ف	بچے اور مجنون پر زکوٰۃ فرض نہ ہونے کا ثبوت	30	
2	یتیم کے مال پر زکوٰۃ فرض نہیں	31	
3	نابالغ کے مال پر زکوٰۃ فرض نہیں	"	
4	سونے یا چاندی کی زکوٰۃ نہ دینے والے پر عذاب کا بیان	"	
،،	اونٹوں کی زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب	33	
،،	گائے اور بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب	"	
،،	گھوڑے اپنے مالک کے لئے گناہ یا عزت یا ثواب کا سبب ہوتے ہیں	34	
،،	گدھے پر زکوٰۃ فرض نہ ہونے کا بیان	36	

5	جانوروں کی زکوۃ نہ دینے کا عذاب	"	
6	مال کی زکوۃ نہ دینے کا عذاب	37	
7	دوسری حدیث	38	
8	تیسری حدیث	"	
9	چوتھی حدیث	"	
10	منکرین زکوۃ کے خلاف حضرت صدیق اکبرؓ کا عزم جہاد	40	
11	تارک زکوۃ کی وعید	41	
ف	زیورات پر بھی زکوۃ فرض ہے	43	
12	عاملین زکوۃ کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت	44	
13	دوسری حدیث	"	
ف	عاملین کی زیادتی کے بارے میں احکام	"	
14	تیسری حدیث	45	
15	زکوۃ ادا کرنے والوں کو عاملین سے مال نہیں چھپانا چاہئے	"	
16	زکوۃ دینے والے اور زکوۃ وصول کرنے والوں کے لئے ہدایات	46	
17	زکوۃ وصول کرنے والا زکوۃ دینے والے کے حق میں دعا کرے	"	
ف	عاملین زکوۃ کن الفاظ میں دعا کریں	47	
18	عاملین زکوۃ کو ہدیہ لینا جائز نہیں	"	
,,	جائز اور ناجائز کام کے وسائل کا حکم	48	
19	خیانت کرنے والے عامل کی وعید	49	
20	عامل زکوۃ کا درجہ غازی کے برابر ہے	50	
ف	صاحب نصاب کو درمیانی سال میں اور مال حاصل ہو تو وہ کس طرح زکوۃ ادا کرے	51	
21	سال پورا ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت	"	
22	زکوۃ میں نفس مال کی بجائے دوسری جنس دینے کا ثبوت	52	

ف	زکوۃ میں نفس مال کی بجائے قیمت دینا جائز ہے	53	
	باب ما یجب فیه الزکوٰة	54	
ف	عورتوں کے زیورات پر بھی زکوۃ فرض ہے	56	
23	زکوۃ میں پیداوار پر دسواں اور بیسواں حصہ دینے کی تفصیل	"	
ف	زمین کی ہر پیداوار پر زکوۃ فرض ہے	57	
24	دوسری حدیث	"	
25	تیسری حدیث	"	
26	زمین کی ہر پیداوار پر زکوۃ فرض ہے	58	
27	دوسری حدیث	"	
ف	زمین کی ہر پیداوار پر بلا تعین مدت ومقدار زکوۃ کے واجب ہونے کا ثبوت	"	
28	غلام اور گھوڑے کی زکوۃ کا حکم	59	
29	اونٹوں کی زکوۃ کی تفصیل	"	
30	دوسری حدیث	62	
31	تیسری حدیث	63	
32	چاندی کی زکوۃ اور اس کا نصاب	67	
33	درہم اور دینار کی زکوۃ کا نصاب	68	
34	دوسو درہم کے بعد ہر چالیس درہم پر زکوۃ واجب ہوتی ہے	"	
35	دوسری حدیث	69	
،،	گائے، بیل کی زکوۃ اور ان کا نصاب	"	
36	گائے، بیل کی زکوۃ کا بیان	70	
37	گائے کے نصاب سے کم پر زکوۃ نہیں	71	
38	(۱۲۰) اونٹوں کے بعد زکوۃ کا نصاب	"	

39	جن جانوروں سے کام لیا جاتا ہے ان پر زکوۃ نہیں	"	
40	دوسری حدیث	72	
41	تیسری حدیث	"	
42	چوتھی حدیث	"	
43	چوپائے سے ہلاک ہونے اور کنویں یا کان میں ہلاک ہونے والے کے احکام اور کان یا دفینہ کی زکوۃ کی تفصیل	"	
44	زکوۃ کی وصولی میں ظلم اور زیادتی کرنے والے کی وعید	73	
45	تخمینہ لگا کر زکوۃ وصول کرنے کی ممانعت	74	
46	شہد کی زکوۃ کا بیان	"	
47	زیورات کی زکوۃ کا حکم اور نہ دینے کی وعید	75	
48	دوسری حدیث	"	
49	تیسری حدیث	76	
50	چوتھی حدیث	"	
51	تجارتی سامان پر زکوۃ کا حکم	77	
	باب صدقة الفطر	78	
ف	(صدقۂ فطر کے احکام اور مسائل)	"	
52	صدقۂ فطر کا نصاب	79	
53	صدقۂ فطر کا وجوب	"	
54	دوسری حدیث	80	
55	تیسری حدیث	"	
ف	بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنے کے مسائل	"	
56	صدقۂ فطر اپنے ہر غلام کی طرف سے ادا کیا جائے اور صدقۂ فطر عید کے دن، نماز سے پہلے اور اس کے بعد بھی ادا کیا جاسکتا ہے	81	

57	صدقۂ فطر کس پر واجب ہے	82	
58	صدقۂ فطر کا نصاب اور اس کی تحقیق	"	
59	صدقۂ فطر کا نصاب	83	
60	دوسری حدیث	"	
61	تیسری حدیث	"	
،،	صدقۂ فطر روزہ کی کوتاہیوں کا کفارہ اور مساکین کی خوراک کا سبب ہے	84	
ف	صدقۂ فطر کے وجوب کی علت	"	
	باب من لا تحل له الصدقة	85	
62	زکوٰۃ اور صدقہ کا لینا حضورؐ پر حرام ہے	"	
63	دوسری حدیث	86	
64	بنی ہاشم پر زکوٰۃ اور صدقہ لینا حرام ہے	"	
ف	بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی تحقیق	"	
65	دوسری حدیث	87	
ف	جن بنو ہاشم کو صدقہ دینا حرام ہے ان کی تفصیل	"	
66	باندی جب آزاد کردی جائے تو اس کو سابقہ نکاح فسخ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے	88	
،،	مالک بھی آزاد کردہ غلام یا باندی کا وارث ہوسکتا ہے	"	
،،	صدقہ لینے والا صدقہ لینے کے بعد اس مال کو بطور ہدیہ دوسروں کو دے سکتا ہے	"	
67	ہدیہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا مسنون ہے	89	
68	دعوت اور ہدیہ کا قبول کرنا مسنون ہے اگر چہ کہ وہ کمتر درجہ کے ہوں	"	
69	مستحق زکوٰۃ کون ہیں؟	90	
ف	مسکین اور فقیر کون ہیں؟	"	

70	بنی ہاشم کو اور ان کے غلاموں کو صدقہ لینا جائز نہیں	"	
71	بغیر احتیاج کے سوال کرنے کی وعید اور غنی کے لئے صدقہ لینے کی حرمت	91	
ف	غنی کے اقسام	"	
72	قوی اور تندرست کا سوال کرنا حرام ہے اور ایسے شخص کے مانگنے پر زکوۃ کا دینا جائز ہے	92	
72/1	زکوۃ لینے کے مستحق کون کون ہیں	93	
73	دوسری حدیث	95	
ف	مستحقین زکوۃ میں سے کسی ایک کو بھی زکوۃ دی جائے تو زکوۃ ادا ہوجاتی ہے	96	
74	تنگدست کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر چیکہ وہ صحیح اور تندرست ہو اور باوجود تنگدستی کے سوال نہ کرنا افضل ہے	"	
75	فرض زکوۃ اسی مقام کے مسلمان فقراء میں تقسیم کرنا چاہئے	97	
76	زکوۃ کا مال ہدیۃً قبول کرنے سے پرہیز بطور تقوی اولی ہے	98	
	باب من لا تحل له المسئلة و من تحل لهٗ	100	
77	وہ تین آدمی جن کے لئے سوال کرنا جائز ہے	"	
78	ناجائز سوال کی وعید	102	
79	دوسری حدیث	"	
80	ضرورت پر کس سے سوال کریں	103	
81	مانگنے کی مذمت اور کسب حلال کی ترغیب	"	
82	مانگنے کی مذمت اور کسب حلال کی ترغیب کا ایک واقعہ	104	
83	مانگنے کی وعید	105	
84	دوسری حدیث	106	
85	تیسری حدیث	"	
86	فقر و فاقہ میں مسلمان کیا کرے	"	

87	سوال نہ کرنے کی فضیلت	"	
88	سوال نہ کرنے کی تاکید	107	
89	دوسری حدیث	"	
90	تیسری حدیث	108	
91	اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے	"	
92	دوسری حدیث	"	
93	سوال سے بچنے کی فضیلت اور صبر کرنے کی تاکید	109	
94	عامل زکوۃ کو معاوضہ لینا جائز ہے	"	
95	دوسری حدیث	110	
96	غنی کے لئے سوال حرام ہے اور غنی کی تعریف	"	
97	دوسری حدیث	111	
	باب الانفاق و کراھیۃ الامساک	112	
98	سخاوت کی ترغیب	"	
99	سخاوت کی ترغیب میں حضرت ابوذرؓ کا ایک واقعہ	"	
100	حضورؐ کو تھوڑی دیر کے لئے بھی اپنے پاس مال رکھنا پسند نہ تھا	113	
101	حضورؐ کو بعد رحلت مال کا چھوڑ جانا پسند نہ تھا	114	
102	سخاوت کی فضیلت اور بخل کی مذمت	"	
103	راہِ خدا میں ایک تہائی نفع خرچ کرنے کی برکت کا ایک واقعہ	115	
ف	نعمتوں کو اتفاقی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ نعمتیں بحکم خداوندی ہی ملتی ہیں	116	
104	خیرات گنے بغیر اور کم و زیادہ کا خیال کئے بغیر کرنا چاہئے	"	
105	مال کا خرچ کرنا زیادتی نعمت کا سبب ہے	"	
106	مال جمع کرنے کی وعید	117	

107	ضرورت سے زائد مال خیرات کرنے کا اور خرچ کی ابتداء اپنے اہل و عیال سے کرنے کا بیان	"	
108	صدقہ ردِّ بلا ہے	118	
109	سخی اور بخیل کی ایک مثال	"	
110	مرتے وقت خیر خیرات کرنے کی مثال	119	
111	سخی اور بخیل کا انجام	"	
112	شُحّ کی مذمت	"	
113	زائد مال جمع کرنے کی وعید	120	
114	ناشکری سے نعمت کے زائل ہونے کا ایک عبرتناک واقعہ	"	
115	سائل کو خالی ہاتھ لوٹانے کا ایک عبرتناک واقعہ	123	
116	خیرات کرنے میں جلدی کرنا چاہئے	124	
117	دوسری حدیث	"	
118	تیسری حدیث	125	
119	عابد بخیل سے جاہل سخی بہتر ہے	"	
120	خیرات کی فضیلت	"	
121	بخل اور بداخلاقی مؤمن کی شان نہیں	126	
122	دغابازی، بخل اور احسان جتانے کی وعید	"	
123	بخل اور بزدلی کی مذمت	"	
124	اللہ کے نام پر نہ دینے کی وعید	127	
125	چھپا کر خیرات کرنے کی فضیلت اور غیر مستحق کو لاعلمی سے خیرات دی جائے تو اس کا ثواب مل جاتا ہے	"	
126	سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہئے	128	

	باب فضل الصدقة	129	
127	مال میں زکوٰۃ کے سوااور بھی حقوق ہیں	"	
128	حلال مال میں سے تھوڑی خیرات بھی بہت ہے	130	
129	صدقہ کے کم سے کم اورزیادہ سے زیادہ ثواب کا بیان	131	
130	خیرات کرنے، قصور معاف کرنے اور انکساری اختیار کرنے کی فضیلت	"	
131	راہ خدامیں دوہری چیز خرچ کرنے کی فضیلت	"	
132	دوسری حدیث	132	
133	ان چار اعمال کا بیان جن سے جنت حاصل ہوتی ہے	133	
ف	انا یعنی ''میں'' کہنا اچھا بھی ہے اور برا بھی	"	
134	تحفہ کتنا ہی کم ہو اس کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے	134	
135	ہر نیکی صدقہ ہے	"	
136	کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا چاہئے	"	
137	خوش اخلاقی اور مسلمان کی تھوڑی سی خدمت بھی صدقہ ہے	135	
138	جن اعمال پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے ان کی تفصیل	"	
139	چند قابل قدر نصیحتیں	"	
140	خیرات کا وجوب اور ان کاموں کی تفصیل جن سے خیرات کا ثواب ملتا ہے	137	
141	انسان کے ہر جوڑ پر اس کے کارآمد ہونے کے شکرانہ میں صدقہ واجب ہے	138	
142	ان اعمال کی صراحت جن کی وجہ سے دوزخ سے برأت حاصل ہوتی ہے	"	
143	راستہ سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے کا ثواب	139	
144	دوسری حدیث	"	
145	تیسری حدیث	140	
146	ان چیزوں کا بیان جن پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے	"	

147	پانی اور نمک کے دینے سے انکار نہ کرنا چاہئے	141	
148	پھل یا کھیتی کے نقصان پر صبر کرنے سے خیرات کا ثواب ملتا ہے	"	
149	دوسری حدیث	"	
150	دودھ والے جانور کو مستعار دینا بھی بڑا ثواب ہے	142	
151	ان اعمال کا بیان جن پر غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے	"	
152	جانور کو پانی پلانے کا ثواب	143	
153	جانور کو بھوکا مارنے کا عذاب	"	
154	جنت میں لے جانے والے اعمال کا بیان	"	
155	دوسری حدیث	144	
156	صدقہ بُرے خاتمہ سے بچاتا ہے	"	
157	صدقہ قیامت کے دن سایہ کا کام دے گا	145	
158	جو کچھ اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے وہ باقی ہے	"	
159	وہ تین شخص جن سے اللہ تعالی محبت رکھتے ہیں	146	
160	وہ تین آدمی جن سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں اور وہ تین آدمی جن سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں	"	
161	چھپا کر خیرات کرنے کی عظمت اور اہمیت	147	
162	ننگے، بھوکے اور پیاسے کی مدد کرنے کا جنت میں بدلہ	148	
163	مسلمان کو کپڑا پہنانے کی فضیلت	"	
164	میت پر ایصال ثواب کا جواز	149	
165	عاشوراء کے دن خرچ کرنے کی برکت	"	
	باب افضل الصّدقه	150	
166	بہترین صدقہ کا بیان	"	

167	دوسری حدیث	"	
168	تیسری حدیث	151	
169	مال کا بہترین مصرف اہل وعیال اور جہاد میں خرچ کرنا ہے	"	
170	مال کو خرچ کرنے کی ترتیب	"	
171	اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرنا بھی نیکی ہے	152	
172	افضل ترین خرچ وہ ہے جو اہل وعیال پر ہو	"	
173	اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب	"	
174	صلہ رحمی کا ثواب خیرات سے بڑھ کر ہے	153	
175	دوسری حدیث	"	
176	لن تنالوا البر کی ایک تفسیر	"	
177	عورت کا اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرنے کا ثواب	154	
ف	بیوی کا اپنے شوہر اور اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہیں اس پر دلیل	155	
178	پڑوسی کی تعریف اور اس کے حقوق	156	
179	پڑوسیوں سے سلوک کرنے کی تاکید	157	
180	بہترین آدمی اور بدترین آدمی کون ہے	"	
ف	اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کرنے کی اور ایسے سائل کو نہ دینے کی وعید	"	
181	احسان کا بدلہ احسان سے دینا چاہئے	158	
182	اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگنا چاہئے	159	
183	سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا چاہئے	"	
	باب صدقة المَرْءَةِ من مال الزوج	160	
184	بیوی اور ملازم کے خیرات کرنے کا بیان	"	

ف	خیرات کی ان صورتوں کا بیان جن میں شوہر یا مالک کی اجازت ضروری نہیں اور ان صورتوں کا بیان جن میں اجازت ضروری ہے	"	
185	شوہر کے حکم کے بغیر بیوی کے خیرات کرنے کا بیان	161	
186	دوسری حدیث	162	
187	تیسری حدیث	"	
188	مالک کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر غلام خیرات کرسکتا ہے	"	
189	خیرات کے ثواب میں مالک کے ساتھ ملازم بھی شریک ہے	163	
190	میت کے لئے ایصال ثواب کا ثبوت	164	
	باب من لا یعود فی الصدقة	165	
191	خیرات دے کر واپس لینے کی ممانعت	"	
192	بعض حالتوں میں خیرات واپس لی جاسکتی ہے	"	
193	میت کی طرف سے اس کے قضا روزوں کا فدیہ دینے کا بیان	166	
194	میت کی طرف سے کوئی شخص روزہ قضا نہیں کرسکتا البتہ فدیہ دیا جاسکتا ہے	"	
195	میت کی طرف سے حج بدل کا ثبوت	167	
ف	عبادات کے اقسام اور ان کو نیابتاً ادا کرنے کی تفصیل	"	
	کتاب الصّوم	168	
196	رمضان المبارک کی فضیلت کا بیان	169	
197	دوسری حدیث	170	
198	شب قدر کی فضیلت	171	
199	دوسری حدیث	172	
200	روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت اور ملازمین سے کام کم لینے کا ثواب	"	
201	روزہ دار اعزاز کے طور پر جنت میں باب الریان سے داخل ہوگا	173	

202	رمضان میں نیک اعمال کرنے سے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں	174	
203	روزہ کی فضیلت اوراس کے آداب	"	
204	قیامت میں روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے	177	
205	رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت	"	
206	رمضان کے لئے جنت آراستہ کی جاتی ہے	178	
207	رمضان کے آخری رات کی فضیلت	"	
	باب رؤية الهلال	179	
208	چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند دیکھ کر روزہ ختم کیا کرو	"	
209	ابر کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دے تو کیا کیا جائے	181	
210	دوسری حدیث	"	
211	تیسری حدیث	"	
212	مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے یا تیس دن کا	182	
213	مہینہ ۲۹ واں بھی ہو تو فضیلت یا ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی	183	
214	شعبان کے آخری دنوں میں کون روزے رکھے اور کون نہ رکھے	184	
215	شعبان میں نفل روزہ رکھنے کا جواز	"	
ف	یوم الشک میں روزہ رکھنے کی تحقیق	185	
216	رویت حلال کا اہتمام	186	
217	رمضان کے چاند کے لئے ایک شخص کی گواہی ہی کافی ہے جبکہ مطلع ابر آلود ہو	"	
218	دوسری حدیث	187	
	باب (روزہ کے متفرق مسائل کا بیان)	188	
219	سحری کھانا سنت ہے	189	
220	سحری کے کھانے میں برکت ہے	"	

221	ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کا امتیاز	"	
222	بہترین سحری	"	
223	افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت	190	
224	دوسری حدیث	"	
225	افطار میں دیر کرنا یہود و نصاریٰ کا عمل ہے	"	
226	افطار اور نماز مغرب میں جلدی کرنا مسنون ہے	191	
227	صبح صادق کے وقت سحری کھانے یا نہ کھانے کا حکم	"	
228	روزہ دار افطار کب کرے	192	
229	صومِ وصال کی ممانعت	"	
230	فرض اور نفل دونوں روزوں کی نیت زوال سے پہلے تک کی جا سکتی ہے	193	
ف	اس روزہ کا بیان جس میں رات ہی سے نیت کرنا شرط ہے	194	
231	کھجور سے افطار کرنا مستحب ہے	195	
232	اگر کھجور نہ ہوں تو پانی سے افطار کرنا چاہئے	"	
233	روزہ افطار کرانے کا ثواب	"	
234	افطار کے بعد کی دعا	196	
235	افطار کی دعا	"	
	باب تنزیہِ الصّومِ	197	
ف	رمضان میں غسل جنابت صبح صادق کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے	198	
236	روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنے کی وعید	"	
237	دوسری حدیث	199	
238	روزہ کی حالت میں بوس و کنار کا کیا حکم ہے	"	
239	دوسری حدیث	"	

240	رمضان میں غسل جنابت صبح صادق کے بعد بھی کیا جاسکتا ہے	200	
241	حالت روزہ میں پچھنے لگوانے کا جواز	"	
242	وہ تین چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا	201	
243	روزہ کی حالت میں پچھنا لگوانا	"	
244	بھول کر کھانے پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا	202	
245	روزہ کی حالت میں جماع کرنے کا کفارہ	"	
,,	روزہ کی حالت میں عمداً کھانا کھانے کا کفارہ	203	
ف	روزہ کے کفارہ کی تفصیل	"	
,,	عمداً روزہ توڑنے سے کفارہ اور قضاء دونوں لازم آتے ہیں	205	
246	خود بخود قئے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا	"	
ف	وہ قئے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	206	
247	روزہ کی حالت میں مسواک کرنا مسنون ہے اور دن کے ہر حصہ میں مسواک کرنا جائز ہے	"	
248	دوسری حدیث	207	
249	روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا جائز ہے	"	
250	دوسری حدیث	208	
251	تیسری حدیث	"	
252	چوتھی حدیث	"	
253	روزہ کی حالت میں سر پر پانی ڈالنے کا بیان	"	
254	کسی عذر شرعی کے بغیر رمضان کا روزہ چھوڑنے کی وعید	209	
255	لعاب اور پانی کی تری کے پیٹ میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا	210	
	باب صوم المسافر	211	
256	سفر میں روزے رکھنے کا جواز	212	

257	دوسری حدیث	"	
258	سفر میں روزہ نہ رکھنے کا بیان	"	
259	فتح مکہ کے سفر میں روزہ توڑنے کا بیان	213	
260	حالت سفر میں رمضان کے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کی اجازت	214	
261	رمضان کے روزے کون قضا کریں	"	
261	سفر کی حالت میں رمضان میں روزے رکھنا افضل ہے	215	
263	دوسری حدیث	216	
264	تیسری حدیث	"	
265	چوتھی حدیث	"	
266	پانچویں حدیث	"	
267	چھٹی حدیث	217	
268	ساتویں حدیث	"	
	باب القضاءِ	218	
269	رمضان کے قضا روزوں کے ادا کرنے کی تفصیل	219	
270	فرض اور نفل روزوں کی قضا کی تفصیل	"	
271	حائضہ کو روزوں کی قضا کا حکم	220	
272	میت کے قضا روزوں کا فدیہ	"	
273	کوئی شخص کسی کی جانب سے نہ تو روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے	221	
274	قضا روزہ کے فدیہ کی مقدار	"	
275	کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا	222	
	باب صیام التطوع	223	
276	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے	"	

ف	ان مہینوں کا بیان جن میں نفل روزے رکھنا مستحب ہے	224	
277	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ میں کچھ نہ کچھ نفل روزے رکھا کرتے تھے	"	
278	ماہ محرم میں نفل روزے رکھنا افضل ہے	225	
279	دسویں محرم کے روزہ کی فضیلت	"	
280	دوسری حدیث	226	
281	عاشوراء کا روزہ رکھنا مستحب ہے	"	
282	یوم عاشوراء کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھنا مستحب ہے	227	
283	عرفہ کے دن حاجی اور غیر حاجی کے روزہ رکھنے کا حکم	"	
284	حاجی کے لئے یوم عرفہ میں روزہ رکھنے کی ممانعت	228	
285	ان دنوں کا بیان جن میں نفل روزے رکھنا مستحب ہے	"	
286	دوسری حدیث	229	
ف	پیر اور جمعرات کے روزوں کا استحباب اور ان کی تفصیل	"	
287	ان نفل روزوں کا بیان جن سے سال بھر کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے اور اگلے پچھلے گناہ معاف ہوتے ہیں	"	
288	ایام بیض کے روزوں کا بیان	231	
289	نفل عبادتوں میں اعتدال کی تاکید	232	
290	ایام بیض روزوں کے بارے میں حضورؐ کا عمل	233	
291	دوشنبہ کے روزہ کی فضیلت	"	
292	پیر اور جمعرات کے روزے	"	
293	دوسری حدیث	"	
294	آپس میں قطع تعلق کی وعید	234	
295	ستہ شوال کی فضیلت	"	
296	عید کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں	"	

297	دوسری حدیث	235	
298	ایام تشریق میں روزوں کی ممانعت	"	
ف	ممنوعہ ایام میں روزوں کی نذر درست ہے البتہ اور دنوں میں ان کی قضاء کی جائے	"	
299	جمعہ کے دن منفرداً روزہ رکھنا مستحب ہے	236	
300	دوسری حدیث	"	
301	تیسری حدیث	"	
302	عبادت کے لئے کسی ایک رات کو مختص کرنا ممنوع ہے	237	
303	اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت	238	
304	اللہ کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھنے کی فضیلت	"	
305	اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت	"	
306	ہفتہ کے دن منفرداً روزہ رکھنا مکروہ ہے	239	
307	جاڑوں کے روزے نعمت ہیں	"	
308	روزہ جسم کی زکوۃ ہے	"	
	باب (روزہ کے متفرق مسائل)	240	
ف	نفل روزہ کو توڑ دیا جائے تو اس کی قضا واجب ہے	"	
,,	بدعت حسنہ کی دلیل اور اس پر ثواب	241	
309	نفل روزہ کو توڑ دیا جائے تو اس کی قضا واجب ہے	"	
310	دوسری حدیث	242	
311	تیسری حدیث	243	
312	چوتھی حدیث	244	
313	پانچویں حدیث	"	
314	چھٹی حدیث	245	

315	ساتویں حدیث	"	
،،	اگر بحالت روزہ کھانا پیش کیا جائے اور نفل روزہ نہ توڑنا چاہیں تو صاحب خانہ کے گھر میں نفل نماز پڑھ کر دعا کریں	246	
،،	دوسری حدیث	"	
،،	نفل روزہ توڑنے کے شرائط	247	
316	روزہ دار کے سامنے جب تک کھانا کھایا جائے تو فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں	"	
317	دوسری حدیث	248	
	باب لیلة القدر	249	
318	شب قدر رمضان میں ہوا کرتی ہے	"	
319	رمضان میں جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کو شب قدر مل جاتی ہے	250	
320	رمضان میں مغرب اور عشاء جماعت سے پڑھنے والے کو شب قدر مل جاتی ہے	"	
321	رمضان میں عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے والے کو شب قدر مل جاتی ہے	251	
322	دو مسلمانوں کے جھگڑے کی وجہ سے شب قدر کا تعین اٹھالیا گیا	"	
323	ہر رات عبادت کرنے والے کو شب قدر مل جاتی ہے	"	
ف	شب قدر تمام سال کی راتوں میں دورہ کرتی ہے	252	
324	رمضان کے آخری دہے میں عبادت میں مشقت اٹھانا مستحب ہے	"	
325	دوسری حدیث	253	
326	شب قدر کی دعا	"	
327	شب قدر میں عبادت کرنے سے اور عید کے دن دعا مانگنے سے بخشش ہوتی ہے	"	
	باب الاعتکاف	255	
328	اعتکاف ایسی مسجد میں درست ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو	256	
329	دوسری حدیث	"	

330	رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے	"	
،،	عورتیں اپنے گھروں کی مسجد میں اعتکاف کریں	257	
ف	اعتکاف کے مسائل	"	
331	دوسری حدیث	258	
332	رمضان میں حضور کی سخاوت اور اعتکاف میں قرآن پڑھنے کا بیان	"	
333	رمضان میں حضورؐ کا اعتکاف کرنے اور قرآن کے دور کرنے کا بیان	"	
334	معتکف کس ضرورت سے مسجد کے باہر نکل سکتا ہے	259	
335	اعتکاف کی نذر پورا کرنے کا بیان	260	
336	معتکف کے لئے بیمار پرسی اور نماز جنازہ میں شرکت کس صورت میں جائز ہے	261	
337	دوسری حدیث	262	
338	معتکف کو مسجد میں بستر بچھانا جائز ہے	263	
339	معتکف اعتکاف کی وجہ سے جو نیکیاں نہیں کرسکتا، ان کا ثواب اس کو مل جاتا ہے	"	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف زجاجۃ المصابیح

کتاب کی اصلی قدر و قیمت تو مطالعہ سے ہی ظاہر ہو سکے گی، تاہم بطور تعارف چند سطور ہدیہ ناظرین ہیں:۔

واقعہ یہ ہے کہ مولف مدّ ظلہٗ العالی مشکوٰۃ شریف کے بنظر غائر مطالعہ کے بعد اس امر کی شدید ضرورت محسوس فرمائی کہ جس طرح مشکوٰۃ شریف مسائل کے لحاظ سے شافعی حضرات کے لئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہترین مجموعہ ہے، بالکل اسی طرح ان احادیث کو بھی یکجا کیا جائے جن پر فقہ حنفی کی بنیاد ہے، اللہ تعالی ان اہل علم حضرات کی سعی مشکور فرمائے جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور بہترین انداز سے حنفی احادیث جمع فرمائیں لیکن مشکوٰۃ جیسی جامعیت میسر نہ ہوئی۔

ایسی عظیم الشان کتاب کی تالیف اللہ تعالی نے حضرت مولانا موصوف کے حصہ میں رکھی تھی، چنانچہ مولانا ممدوح نے بتائید غیبی جس کا اظہار اپنی کتاب زجاجۃ المصابیح کے دیباچہ میں فرمایا ہے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ پیش شدہ تالیف کی وجہ سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہو جائیں گے کہ امام صاحبؒ کا قول علاوہ حدیث کے کسی نہ کسی صحابیؓ یا تابعیؒ کے قول سے ماخوذ ہے، اس لئے امام ممدوح پر اعتراض صحابیؓ یا تابعیؒ پر اعتراض کے مماثل ہے اور اس طرح یقیناً دنیا کے بڑے حصہ

کے امام کی کوئی بات بلا سند نہیں۔

زجاجۃ المصابیح میں مولف ممدوح نے حسب ذیل امور کا التزام رکھا ہے:۔

(1) صحیح بخاری کے طرز پر ہر بڑے عنوان کے بعد متعلقہ آیات قرآنی کو جمع کیا گیا۔

(2) چونکہ اس تالیف سے مقصود اصلی مشکوۃ کے طرز پر احناف کے لئے حدیثوں کا ایک جامع ذخیرہ مہیا کرنا تھا اس لئے کتاب و باب و عنوان مشکوۃ ہی سے لئے گئے البتہ فاضل مولف مشکوۃ علیہ الرحمتہ نے عنوان میں جن مقامات پر فقہ شافعی کی رعایت رکھی ہے۔اس کتاب میں بھی ان مقامات پر فقہ حنفی کی رعایت پیش نظر رہی۔

(3) مشکوۃ میں ایک مسئلہ کے متعلق احادیث تین فصلوں میں منتشر تھیں جس سے پڑھنے والے میں ایک تو کیفیت تسلسل کا برقرار رہنا اور دوسرے مسائل کا بیک نظر تلاش کرنا دشوار تھا۔اس لئے ہر مسئلہ سے متعلق احادیث بلالحاظ فصل یکجا کئے گئے۔

(4) ظاہر ہے کہ فقہ حنفی ایک ناپید اکنار سمندر ہے، علامہ موصوف نے اس بحر ذخار سے انمول موتی چن لئے ہیں، ہر مسئلہ میں کئی کئی قول ہیں اس وجہ سے اولاً قول مفتیٰ بہ حاصل کیا گیا۔ ثانیاً اس کے موافق حدیث تلاش کی گئی۔ثالثاً اس حدیث کی چھان بین کر کے رفع اعتراض کا موقع بہم پہنچایا گیا اسی وجہ سے اکثر احادیث کے آخر میں تنقید رواۃ مذکور ہے۔

(5) فقہ حنفی پر اعتراضات کے مدلل جواب احادیث کی صحیح تعبیر کے بعد حنفی مقاصد کی وضاحت اور حسب ضرورت احادیث سے اور حنفی کتابوں کے حوالہ سے حاشیہ پر مسائل کا اندراج کامل احتیاط سے کیا گیا۔

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کے اور بھی کئی اہم خصوصیات ہیں جو بوقت مطالعہ ہی ظاہر ہوں گے۔ مختصر یہ کہ جس طرح مشکوۃ شافعی مذہب والوں کے لئے ایک نعمت ہے، بالکل اسی طرح یہ کتاب حنفی حضرات کے لئے ایک بہترین اور نادر تحفہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضروری التماس

یعنی

دیباچۂ کتاب

مسلمانو! سنو غور سے سنو، اللہ تعالیٰ کے پاس کا قاعدہ خاص مسلمانوں کے لئے یہ ہے کہ ان کی دنیا دین کے ساتھ ہے، جب مسلمان دین چھوڑ دیتے ہیں تو دنیا بھی ان سے چھوٹ جاتی ہے، جب یہ دین برباد کردیتے ہیں توان کی دنیا بھی برباد ہوجاتی ہے، اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہم تو دین دار ہیں پھر ہماری دنیا کیوں برباد ہورہی ہے۔

صاحبو! ہماری حالت اس شخص کے جیسی ہے جو ایک پیسہ کما کر اپنے کو مالداروں کی فہرست میں گننے لگتا ہے، سچ فرمائیے ایک پیسہ رکھنے والے کو آپ مالدار کہیں گے یا یہ کہیں گے کہ اس کو جنون ہوگیا ہے، کیونکہ ایک پیسہ رکھنے والے کو کوئی مالدار نہیں کہتا ہے بلکہ جس کے پاس مال معتد بہ مقدار میں ہو تو وہ مالدار ہے اسی طرح ایک دو عمل کرکے اپنے کو دین دار کہنے والا بھی مجنون کہلائے جانے کے لائق ہے، دین میں جو اعمال مقرر ہیں وہ سب اعمال کرنے کے بعد آپ دیندار کہے جانے کے مستحق ہیں۔

یا یوں سمجھئے کہ حسین اس کو کہتے ہیں جس کی آنکھ، ناک، سب درست ہوں، جیسے کسی کی ناک کاٹ لی گئی ہو، وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ میں بھی حسین ہوں، ذرا ناک پر سے ہاتھ ہٹایا جائے تو معلوم ہوگا کہ کیسے حسین ہیں، ایسا ہی ہم اپنے کو دین دار سمجھ رہے ہیں، اگر دین کی حقیقت

کھلے کہ دین کس کو کہتے ہیں تو آپ کو بھی ناک کٹے ہوئے حسین کی طرح شرمانا پڑے گا۔

یا یوں سمجھئے کہ آپ کسی دوست سے کہیں کہ ہم کو ایک آدمی کی ضرورت ہے وہ دوست ایک مدت کے بعد آپ کے پاس ایک آدمی کو چارپائی پر لٹا کر لایا، جتنے بیماریاں ہیں قریب سب اس میں ہیں آنکھ بھی نہیں، کان بھی نہیں، ہاتھ پیر بھی بے کار ہیں، جنون ہوگیا ہے، البتہ جاندار ہے، اگر اس کو کوئی قتل کرے تو قانوناً اس کو قصاص ہوگا، مگر کیا اس آدمی سے آپ کی غرض پوری ہوسکتی ہے، ہرگز نہیں، آپ تعجب سے پوچھیں گے کہ بھائی اس کو کیوں لائے ہو؟ اگر وہ دوست یہ کہے کہ آپ کے واسطے لایا ہوں آپ نے فرمائش کی تھی کہ ایک آدمی لا دو، تو آپ ہنسیں گے اور کہیں گے کہ اگرچہ یہ لغتاً قانوناً آدمی ہے، لیکن جب اس سے میری غرض حاصل نہیں ہوتی ہے تو میرے لئے یہ آدمی نہیں ہے۔

صاحبو! ایسا ہی دین سے کیا غرض ہے، نجات کامل ہونا ہے، یا ایک قومی شعار ہے، مسلمانی سے بالکل بے توجہی ہوگئی ہے، نہ عقائد کی پروا، نہ اعمال کی فکر، نہ حسن معاشرت کا خیال، نہ بداخلاقی پر رنج، کوئی جز ہمارے دین کا ٹھیک نہیں، ہمارا دین بعینہ ویسا ہی ہے جیسے مذکورالصدر آدمی کہ جس کو دوست لایا تھا، ہمارا دین صرف قومی شعار ہے اس سے دین دار کہے جانے کے قابل نہیں ہیں، جب ہم دین دار نہیں تو پھر ہماری دنیا کیسے درست ہوگی؟

صاحبو! اگر آپ دین کی حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو ''زجاجۃ المصابیح'' کا مطالعہ کرو، پھر اس پر عمل کرکے دین دار کہے جانے کے لائق بنو، تمام ''زجاجۃ المصابیح'' کو پڑھنے کے بعد آپ کا علم الیقین، عین الیقین کو پہنچ جائے گا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں، انسان کی دنیا اور آخرت درست کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت تھی وہ آپ کامل طور پر بیان فرمادیئے ہیں اور وہ سب ''زجاجۃ المصابیح'' میں آگیا ہے، لیکن انقلاب زمانہ سے عربی عام فہم نہ رہی، ضرورت تھی کہ اس کا ترجمہ اردو میں کیا جائے، اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر مولوی محمد منیرالدین صاحب شیخ الادب جامعہ نظامیہ نے ''زجاجۃ المصابیح'' کا عام فہم اور سلیس ترجمہ کرنا شروع کیا، تمام مسلمانوں کی طرف سے مولوی صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو زجاجۃ المصابیح سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع دیا۔

اس ترجمہ کے طبع ہونے سے پہلے مولوی عبدالستار خاں صاحب ایم۔ اے لکچرار عربی جامعہ عثمانیہ نے بڑی کوشش اور محنت سے اپنا عزیز وقت دے کر ترجمہ میں قوسین کی عبارت بڑھا کر اور ''ف'' کے تحت فائدوں کا اضافہ کر کے ترجمہ کے حسن کو دوبالا کر دیا، اس سے ''زجاجۃ المصابیح'' کے سمجھنے میں جو دقتیں پیش آ رہی تھیں وہ اب باقی نہ رہیں، اس کے لئے تمام مسلمانوں کی طرف سے موصوف کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں صاحبوں کو اس علمی خدمت کا صلہ صدقہ جاریہ بنا کر ہمیشہ ثواب پہنچاتے رہیں اور اس کے بدلہ میں ان سے راضی ہو جائیں اور ثواب عظیم دے کر ان کو اپنے سے راضی کر لیویں۔

ترجمہ کے وقت اور ترجمہ میں قوس اور فوائد کے اضافہ کے وقت میں بھی ان دونوں صاحبوں کے ساتھ شریک رہا۔ میں نے اس ترجمہ کا نام ''نورالمصابیح'' رکھا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے۔ آمین

نورالمصابیح کا حصہ پنجم آپ کے سامنے آ رہا ہے جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں اور آپ سن رہے ہیں، یا حضرت کوئی کام کر رہے ہیں آپ اس کو دیکھ رہے ہیں، خوش تقدیر ہیں وہ حضرات جو اس نعمت کو حاصل کرتے ہیں۔

اب میرا ضروری التماس تمام مسلمانوں سے اور خاص اپنے احباب سے یہ ہے کہ اس نورالمصابیح کو ایک بار پڑھ کر طاق نسیاں میں نہ رکھ دیں بلکہ اس کو مثل وظیفہ کی کتابوں کے بار بار پڑھیں، اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اے اللہ! آپ ہمارے ہیں ہم کو بھی آپ اپنا بنالیں اور توفیق دیں کہ ہم آپ کے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل پر عمل کرتے رہیں۔ آمین

شر حدستخط مبارک

حقائق آگاہ معرفت دستگاہ حضرت الحاج مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی وقادری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الزکوٰۃ

(اس کتاب میں زکوۃ کا بیان ہے)

ف: واضح ہو کہ زکوۃ کے لغوی معنی بڑھنے اور پاک کرنے کے ہیں، چنانچہ ادائی زکوۃ سے مال بڑھتا ہے اور پاک بھی ہوتا ہے، اور زکوۃ ادا کرنے والے کے ثواب میں اضافہ اور اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور زکوۃ کے شرعی معنی یہ ہیں کہ مال کے ایک حصہ کو ایسے مسلم فقیر کو جو ہاشمی نہ ہو مالک بنادیا جائے، اور اس میں یہ بات ضروری ہے کہ زکوۃ دینے والا کسی حیثیت سے اس دیئے ہوئے مال سے فائدہ نہ اٹھائے اور ادائی زکوۃ میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ مال مالک کے پاس ایک سال رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر (82) جگہ فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے بعد زکوۃ ساری عبادتوں میں افضل ہے۔ زکوۃ مدینہ منورہ میں ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی اور زکوۃ کی فرضیت سے شریعت مطہرہ کا مقصود، فقراء کی اعانت اور ان کی دستگیری ہے اور زکوۃ دینے والے میں حُبِّ مال کی کمی ہوگی اور باطن میں تواضع پیدا ہوگا۔ جس سے حسد وغیرہ کم ہوجائیں گے۔

زکوٰۃ فریضۂ محکمہ ہے، زکوۃ کا منکر کافر ہے اور زکوۃ سے روکنے والا لائق قتل ہے اور مال پر پورا سال گزر جائے تو علی الفور زکوۃ واجب ہوجاتی ہے اور بغیر عذر زکوۃ کی ادائی میں تاخیر سے گناہ ہوگا اور ادائی کے وقت نیت لازمی ہے اور اگر نیت نہ کی جائے تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

زکوٰۃ کے واجب ہونے کے شرائط حسب ذیل ہیں:۔

(1) حُریت یعنی زکوٰۃ ادا کرنے والا حُر ہو، غلام نہ ہو (2) اسلام یعنی کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں (3) عقل اور بلوغ یعنی بچہ اور مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ (4) مال نصاب کو پہونچ جائے (5) ملکیت تامہ یعنی مال قبضہ میں ہو اور اس پر تصرف کا پورا حق حاصل ہو (6) مال حاجت اصلی سے زائد ہو یعنی سکونتی مکان، کپڑوں، گھر کے اسباب، سواری کے جانوروں اور خدمت کے غلاموں اور استعمال کے ہتھیار پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

زکوٰۃ کے مستحقین حسب ذیل ہیں:۔

(1) فقیر، ایسا شخص جو صاحب نصاب نہیں اور حاجتمند ہو (2) مسکین، ایسا شخص جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو (3) عامل، وہ شخص جس کو امیر وصولی زکوٰۃ پر مامور کرے، بشرطیکہ وہ ہاشمی نہ ہو (4) مقروض، جو قرض میں مبتلا ہو (5) فی سبیل اللہ، اس میں ایسے لوگ داخل ہیں جو غازی ہوں یا حاجاج ہوں اور فقیر ہو چکے ہوں (6) مسافر، مسافر کو بحالت سفر زکوٰۃ سے صرف اتنا مال لینا جائز ہے جو اس کی ضرورت کے مطابق ہو (7) رقاب یعنی غلاموں کے آزاد کرانے پر زکوٰۃ کی رقم استعمال کی جاسکتی ہے (فتاویٰ عالمگیری ردالمحتار، حاشیہ مؤطا، لمعات اور مرقات)

وقول اللہ عزّ وجل "وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ" اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورہ بقرہ پ 1 ع 5 میں) اور تم (اے مسلمانو!) زکوٰۃ دیا کرو۔ وقولہٗ "سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ ال عمران پ 4 ع 18 میں) (جو لوگ صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں) ان کو قیامت کے دن (اس مال کا سانپ بنا کر) طوق پہنایا جائے گا، جس مال میں انہوں نے بخل کیا تھا۔ وقولہٗ "وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ

بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ ‘‘اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ بقرہ پ 3 ع 36 میں) اور تم ردی یعنی ناکارہ چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں خرچ کردو، حالانکہ (ویسی ہی چیز اگر کوئی تم کو تمہارے حق واجب کے عوض دینے لگے تو) تم کبھی اس کے لینے والے نہیں، ہاں اگر چشم پوشی اور رعایت کر جاؤ (تو اور بات ہے) اور یقین کر رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں (جو ایسی ناکارہ چیزوں سے خوش ہوں) اور وہی تعریف کے لائق ہیں (یعنی ذات وصفات میں کامل ہیں تو ان کے دربار میں چیز بھی کامل اور تعریف کے لائق پیش کرنا چاہئے)

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عاملِ زکوٰۃ جب زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے جائے تو درمیانی قسم کے جانور لے، نہ بالکل ناکارہ جانور لے اور نہ عمدہ قسم کے جانور۔ آیۃ شریفہ سے فقہاء کے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔12

زکوٰۃ کی فرضیت اور اس کی وصولی کی نسبت ہدایات

1/2601 ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن (کا حاکم بنا کر) بھیجے تو فرمائے کہ تم ایک ایسی قوم میں جا رہے ہو جو اہل کتاب یعنی یہود ونصاری ہیں۔ پس تم ان کو (اسلام کی) دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ اس کو مان لیں یعنی اسلام قبول کرلیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس بات کو یعنی پنجگانہ نمازوں کے وجوب کو مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے (ایسے) مالداروں سے لی جائے گی (جو صاحب نصاب ہیں اور جن کے مال پر زکوٰۃ واجب

ہونے کے شرائط (زکوۃ کے واجب ہونے کے شرائط اور مستحقین کی تفصیل اسی باب کے ابتداء میں مذکور ہے۔12) پر پورے اترتے ہیں) اوران کے (مسلمان) فقراء پر تقسیم کی جائے گی (جوزکوۃ لینے کے مستحق (زکوۃ کے واجب ہونے کے شرائط اور مستحقین کی تفصیل اسی باب کے ابتداء میں مذکور ہے۔12) ہیں) اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کا بہترین مال (زکوۃ میں) نہ لینا (اوراسی طرح ناقص مال بھی نہ لینا بلکہ متوسط مال لینا کہ نہ تو زکوۃ دینے والے کا نقصان ہواور نہ بیت المال کا، زکوۃ کا مال وصول کرنے میں زیادتی اور بدزبانی سے زکوۃ دینے والے کوتکلیف نہ دینا اور) ایسے مظلوم کی بددعا سے خودکو بچائے رکھنا کیوں کہ مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا (یعنی مظلوم کی فریاد قبول ہوکر رہتی ہے)

اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بچے اور مجنون پر زکوۃ فرض نہ ہونے کا ثبوت

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ زکوۃ مالداروں سے لی جائے گی۔ مرقات اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حدیث شریف کے لفظ ''اَغْنِيَا ئِهِمْ'' سے مراد مکلفین ہیں اور مکلفین سے ایسے صاحب نصاب مراد ہیں جو عاقل و بالغ ہوں۔ اس لئے زکوۃ عاقل پر فرض ہوگی مجنون پر فرض نہ ہوگی اور ایسے ہی زکوۃ بالغ پر فرض ہوگی، نابالغ پر فرض نہ ہوگی۔ اس کی تائید ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ تین شخص مرفوع القلم ہیں یعنی ان کے اعمال لکھے نہیں جاتے اور نہ ان کا مؤاخذہ ہوتا ہے۔ ایک سونے والا کہ جب تک کہ وہ نہ جاگے۔ دوسرا بچہ جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو۔ تیسرا مجنون جب تک کے اس کا جنون ختم نہ ہوجائے۔ اس حدیث شریف سے بچے اور مجنون کا غیر مکلف ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس بناء پر سفیان ثوری، عبدالرحمن بن مبارک، ابووائل، سعید بن جبیر، نخعی، شعبی، حسن بصری رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ یتیم کے مال پر زکوۃ واجب نہیں اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول

ہے کہ یتیم کے مال پر زکوۃ واجب نہ ہونے کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ اور آپ کے شاگردوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور سعید بن المسیب نے فرمایا ہے کہ جس شخص پر نماز اور روزہ فرض ہے، زکوۃ بھی اسی شخص پر فرض ہوگی، اس سے معلوم ہوا کہ چونکہ نابالغ اور مجنون پر نماز اور روزہ فرض نہیں ہے، اسی لئے ان پر زکوۃ بھی فرض نہ ہوگی اور حمید بن زنجویہ نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے کہ مجنون اور نابالغ پر زکوۃ فرض نہیں ہے، اور مبسوط میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے کہ مجنون اور بچے پر زکاۃ فرض نہیں ہے اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ نے اپنے والد امام محمد باقر رحمۃ اللہ سے یہی روایت کی ہے اور قاضی شریح بھی اسی کے قائل ہیں کہ نابالغ اور مجنون پر زکوۃ فرض نہیں ہے جیسا کہ نسائی نے روایت کی ہے، یہ پورا مضمون بنایہ اور عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے۔12

یتیم کے مال پر زکوۃ فرض نہیں

2/2602۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یتیم کے مال پر زکوۃ (فرض) نہیں۔ اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے اور ابراہیم نخعی سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

نابالغ کے مال پر زکوۃ فرض نہیں

3/2603۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نابالغ کے مال پر زکوۃ فرض نہیں ہے تاوقتیکہ اس پر نماز فرض نہ ہو، (یعنی جب بالغ ہوجائے گا تو نماز کی طرح زکوۃ بھی اس پر فرض ہوجائے گی) اس حدیث کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

سونے یا چاندی کی زکوۃ نہ دینے والے پر عذاب کا بیان

4/2604۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں جو کوئی سونے یا چاندی کا مالک ہو (یعنی صاحب نصاب ہو) اور وہ اس (مال) کا حق (یعنی زکوۃ) ادا نہ کرے تو ایسے شخص کے

لئے قیامت کے دن وہ سونا اور چاندی (عذاب کا ذریعہ بن جائیں گے اس طرح کہ) اس سونے اور چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی، اور ان تختیوں کو آگ میں اس قدر تپایا جائے گا کے وہ آگ بن جائیں گی اور آگ کی ان تختیوں سے اس شخص کے پہلو پیشانی اور پیٹھ کو داغ دیا جائے گا۔ اس عمل سے جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے اور تپایا جائے گا اور ان سے داغ دیا جاتا رہے گا اور وہ دن (جس میں یہ عمل کیا جاتا رہے گا وہ اتنا بڑا ہوگا کہ جس) کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار برسوں کے برابر ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کا حساب وکتاب ختم ہو جائے گا اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں بھیج دئے جائیں گے (صاحب مرقات اور اشعۃ اللمعات نے بیان کیا ہے کہ حدیث شریف میں پہلو، پیشانی اور پشت کو داغ دئے جانے کا جو ذکر آیا ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ تینوں جسم کے اشرفِ اعضاء ہیں کہ اعضاء رئیسہ دل، دماغ اور جگر ان ہی میں ہیں۔ ان اعضاء کے داغ دینے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ان ہی اعضاء کی زیب وزینت کے لئے اس نے مال جمع کیا اور زکوٰۃ دینے سے گریز کیا، ان اعضاء کو داغ دینے کی تیسری وجہ یہ ہے یہ ہے کہ ان ہی اعضاء سے اس نے سائل کو تکلیف پہونچائی۔ پہلو پر اس لئے داغ دیا جائے گا کہ سائل کے سوال پر پہلو تہی کیا اور پیشانی کو اس لئے داغا جائے گا کہ سائل کو دیکھ کر منھ پھیر لیا، اور پیٹھ کو اس لئے داغا جائے گا کہ حاجتمند سے پیٹھ پھیرا) (رسول اللہصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سونے چاندی کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وعید کو سن کر) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ (یہ تو زرِ نقد کا حکم تھا اب ارشاد ہو کہ) اونٹوں (اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب آئندہ باب میں آ رہا ہے۔12) کے متعلق کا کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اونٹ والے پر دو حق ہیں، ایک حق تو اونٹوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا ہے جو فرض ہے دوسرا حق جو مستحب ہے یہ ہے) کہ اونٹوں کا دودھ اس دن نکالا جائے جس دن ان کے پانی پینے کی باری ہوتی ہے (تاکہ فقراء جو ایسے موقعوں پر جمع ہو جاتے ہیں وہ پی کر دودھ

سے شکم سیر ہوسکیں، اور یہ حکم مستحب ہے)۔

اونٹوں کی زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب

حضورؐ نے اونٹوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈالا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ وہاں پوری تعداد میں موجود ہوں گے ان میں ایک بچہ بھی کم نہ ہوگا، اور وہ خوب موٹے تازے ہوں گے یہ اونٹ اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور کچلیں گے اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے اور جب ان اونٹوں کی ایک قطار اس طرح روندکر، کچل کر، اور کاٹ کر گذر جائے گی، تو اونٹوں کی دوسری قطار روندنے، کچلنے اور کاٹنے کے لئے آجائے گی، اور اس طرح یہ عمل اس دن ہوتا رہے گا کہ جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار برسوں کے برابر ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا حساب وکتاب ختم ہوجائے گا اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں بھیج دیے جائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ گائے اور بکریوں کے مالک کا کیا ہوگا (جس نے صاحب نصاب ہونے کے باوجود ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو)

گائے اور بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب

حضورؐ نے گائے اور بکریوں کی زکوٰۃ (گائے اور بکریوں کی زکوٰۃ کا نصاب آئندہ باب میں آرہا ہے۔12) نہ دینے والے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈالا جائے گا اور اس کی سارے گائیں اور بکریاں وہاں پوری تعداد میں موجود ہوں گی، ان میں ان کا ایک بچہ بھی کم نہ ہوگا۔ ان کے سینگ نہ تو مڑے ہوئے ہوں گے نہ تو ٹوٹے ہوئے ہوں گے اور نہ وہ بے سینگ کے ہوں گے (یعنی سب کے سروں پر سینگ ہوں گے، اور سینگ صحیح وسالم ہوں گے تاکہ) یہ گائے اور بکریاں ان سینگوں سے اپنے اس مالک کو ماریں

(جس نے ان کی زکوۃ نہ دی ہو) اور اپنے کھروں سے اس کو کچلیں گے اور روندتے ہوئے گذر جائیں گے اور جب ان گائے اور بکریوں کی ایک قطار اس طرح سینگوں سے مارتی ہوئی اور پیروں سے کچلتی ہوئی گذر جائے گی تو ان کی دوسری قطار مارنے اور کچلنے کے لئے آجائے گی، اور اسی طرح یہ عمل اس دن ہوتا رہے گا۔ جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار برسوں کے برابر ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کا حساب وکتاب ختم ہوجائے گا اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں بھیج دئے جائیں گے (اس حدیث شریف میں کئی بار یہ ذکر ہے کہ قیامت کا دن دنیا کے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ اس بارے میں صاحب مرقات اور اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ اس دن کی پچاس ہزار کے برابر درازی کافروں کے لئے ہے اور گنہگاروں کے لئے اس دن کی درازی ان کے گناہوں کے لحاظ سے ہوگی اور نیکوکار مؤمنین پر یہ دن اتنی دیر میں گذر جائے گا جتنی دیر میں فجر کی دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔

گھوڑے اپنے مالک کے لئے گناہ یا عزت یا ثواب کا سبب ہوتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر عرض کیا گیا یا رسول اللہ! گھوڑوں (گھوڑوں کی زکوۃ کے بارے میں تفصیلات آئندہ باب میں آرہی ہیں۔ 12) کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضورؐ ارشاد فرمائے سنو! گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، (1) ایک تو وہ گھوڑے ہیں جو اپنے مالک کے لئے گناہ کا سبب بنتے ہیں، (2) دوسرے وہ گھوڑے ہیں جو اپنے مالک کے لئے پردہ ہوتے ہیں، یعنی گھوڑوں کی وجہ سے وہ معزز سمجھا جاتا ہے اور اس کی محتاجی کا گمان کسی کو نہیں ہوتا، اور (3) تیسرے وہ گھوڑے ہیں جو اپنے مالک کے لئے ثواب کا ذریعہ بنتے ہیں، وہ گھوڑے جو مالک کے لئے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس شخص

کے گھوڑے ہیں جن کو مالک نے فخر وغرور اور ریاء کے لئے باندھ رکھا ہے یا مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے رکھ چھوڑا ہے تو ایسے گھوڑے (اس شخص کی ایسی نیت کی وجہ سے) اس کے لئے گناہ کا سبب ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لئے پردہ (عزت) کا سبب ہوتے ہیں، ایسے گھوڑے ہیں جن کو ان کے مالک نے خدا کی راہ میں اطاعت اور بندگی کی غرض سے باندھ رکھا ہے اور جو حقوق گھوڑوں کی پیٹھوں اور گردنوں سے متعلق ہیں ان کو ادا کرنا بھی نہیں بھولا ہے۔ (مثلاً کسی کی ضرورت پر ان کو مستعار دیا کرتا ہے) تو ایسے گھوڑے اپنے مالک کی عزت کا سبب بنتے ہیں۔ تیسرے وہ گھوڑے ہیں جو اپنے مالک کے لئے اجر وثواب کا سبب ہوتے ہیں، اور یہ اس شخص کے گھوڑے ہوتے ہیں جن کو مالک نے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے چراگاہوں اور سبزہ زاروں میں باندھ رکھا ہے، ان چراگاہوں اور سبزہ زاروں میں سے یہ گھوڑے جس قدر کھائیں گے اس سبزہ کی مقدار کے موافق اس کے مالک کے حق میں نیکیاں لکھی جائیں گی اور ان گھوڑوں کی لید اور پیشاب کا شمار بھی نیکیوں میں ہوتا ہے حتی کہ اگر کوئی گھوڑا اپنی رسی تڑا کر ایک یا دو ٹیلوں پر پھلانگتا ہے تو بھی اللہ تعالی اس گھوڑے کے قدموں کے نشانات کی تعداد کے برابر (اور اس دوڑنے کی حالت میں جو لید کرتا ہے) اس کی لید کی مقدار کے موافق اس کے مالک کے حق میں نیکیاں لکھ دیتے ہیں، اگر مالک ان گھوڑوں کو لے کر کسی نہر پر سے گذرے اور مالک کے ان گھوڑوں کو پانی پلانے کے ارادے کے بغیر بھی یہ گھوڑے پانی پی لیں تو پیئے ہوئے پانی (کے قطرات کی تعداد) کے برابر اللہ تعالی اس کے مالک کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھ دیتے ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ مالک کی نیت اور ارادہ کے بغیر گھوڑوں کے پانی پی لینے پر جب اتنا بڑا ثواب دیا جاتا ہے تو جب مالک ان کو ارادہ اور نیت کے ساتھ پانی پلاتا ہوگا تو اس ثواب کا کیا پوچھنا!) یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ گدھوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

گدھے پر زکوٰۃ فرض نہ ہونے کا بیان

حضورؐ ارشاد فرمائے گدھوں کے متعلق مجھ پر تو کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوا، ہاں یہ جامع آیت موجود ہے:۔

(پ 30۔ ع 1 میں) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ط O وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ع O

جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو قیامت میں دیکھ لے گا، اور جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر بھی بدی کرے گا وہ بھی اس کو قیامت میں دیکھ لے گا

(صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کے تعلق سے اس آیت کو جو بیان فرمایا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ اگر گدھے کو کسی نیک کام میں استعمال کرے گا تو اس کے مالک کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اور اگر کسی برے کام میں اس کو استعمال کرے تو اس کے مالک کو اس کی سزا ملے گی، صاحب مرقات نے یہ بھی لکھا ہے کہ آیت مذکورہ اتنی جامع اور مانع ہے کہ باوجود الفاظ کی کمی کے ایسے معنی اور مطالب کے لحاظ سے ہر عمل نیک و بد پر حاوی ہے)۔اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

جانوروں کی زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب

5/2605۔ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس کسی کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں (بقدر نصاب) ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن یہ جانور نہایت فربہ اور تنومند ہو کر اس شخص کی طرف آئیں گے اور اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور سینگوں سے ماریں گے۔ان جانوروں کی پہلی جماعت جب اسی طرح روند کر گذر جائے گی تو فوراً دوسری جماعت (روندنے اور کچلنے کے لئے) آموجود ہو جائے گی اور (جانوروں کی جماعتیں یکے بعد دیگرے) اسی طرح کرتی رہیں گی، یہاں تک کہ لوگوں کا حساب

وکتاب ختم ہو جا گا (اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں بھیج دیئے جائیں)۔
اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

مال کی زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب

پہلی حدیث

6/2606۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اللہ تعالی نے جس شخص کو مال عطا کیا اور اس نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے گنجا سانپ بنادیا جائے گا (معمر ہونے اور زیادہ زہریلا ہونے کی وجہ سے سانپ گنجا رہے گا) اور اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ (اس قسم کا سانپ بھی بہت زہریلا ہوتا ہے) اور یہ سانپ قیامت کے دن طوق کی طرح اس شخص کی گردن میں ڈال دیا جائے گا اور یہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑ کر اس کو کاٹے گا، اور کہے گا کہ میں تیرا (وہ) مال ہوں، میں تیرا (وہ) خزانہ ہوں (جس پر تو نے زکوٰۃ نہ دے کر مجھ سے بھلائی کی امید رکھی تھی، لیکن چونکہ تو نے میرا حق ادا نہ کیا یعنی زکوٰۃ نہ دی، اس لئے تجھے یہ سزا مل رہی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کی تائید میں) یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

”وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ“ (پ 4۔ع 18۔ سورہ ال عمران)

اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو (ضروری موقعوں) پر ایسی چیز کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں جس کو اللہ تعالی نے اپنے فضل سے ان کو دی ہے کہ یہ بات ان کے لئے کچھ اچھی ہوگی، ہرگز نہیں! بلکہ یہ بات ان کی بہت ہی بری ہے کیونکہ انجام اس بخل کا یہ ہوگا کہ وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جاویں گے، اس مال کا

سانپ بنا کر جس میں انھوں نے بخل کیا تھا۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

دوسری حدیث

7/2607۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس کسی نے زکوۃ ادا کئے بغیر مال جمع کر کے رکھا ہو تو اس کا وہ مال قیامت کے دن گنجا اور زہر بھرا سانپ بن جائے گا اور وہ شخص اس سے بھاگے گا اور سانپ اس کا تعاقب کرتا رہے گا (یہاں تک کہ اس کو پالے گا اور اس شخص کا یہ حال ہوگا کہ) وہ اپنی انگلیوں کو خود آپ چبالے گا (جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ سانپ وغیرہ سے خوف اور دہشت کے وقت اپنی انگلیاں آپ چبا لیا کرتے ہیں)۔اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں انگلیوں کے چبائے جانے کا جو ذکر ہے، اس کے تعلق سے اشعۃ اللمعات میں کہا ہے کہ مال کے جمع اور خرچ کرنے میں ہاتھ کی انگلیوں ہی کو دخل ہوتا ہے۔12

تیسری حدیث

8/2608۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالی اس مال کو سانپ بنا کر اس کی گردن میں لٹکا دیں گے۔ پھر حضورؐ دلیل میں اس آیت کو تلاوت فرمائے:۔

’’وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ ‘‘ (اس کا ترجمہ حدیث 6 میں ابھی گذر چکا ہے)اس حدیث کی روایت ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

چوتھی حدیث

9/2609۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (زکوۃ وصول کرنے کے لئے) عامل

بنا کر روانہ فرمایا۔ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ابن جمیل رضی اللہ عنہ، خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زکاۃ ادا نہیں کی ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ ابن جمیل کے زکوۃ دینے سے انکار پر حیرت ہے ایک زمانہ میں وہ فقیر تھا اور اب اللہ اور اللہ کے رسول نے اس کو دولتمند بنا دیا (تو وہ اس احسان کا یہی بدلہ دے رہا ہے اور کفران نعمت پر اُتر آیا ہے) اب رہے خالد بن الولید تو تم لوگ ان سے زکوۃ طلب کر کے ان پر زیادتی کر رہے ہو۔ انہوں نے تو اپنی زرہیں (اور دوسرے سامانِ جنگ تک کو) راہ خدا میں جہاد کے لئے وقف کر دیا ہے (یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ رہا کہ اس کی زکوۃ ادا کر سکیں) اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زکوۃ وہ تو مجھ پر ہے (جو گذشتہ سال ان پر واجب ہوئی تھی) اس کو میں ادا کروں گا۔ (اب رہی اس سال کی زکوۃ) اس کو بھی میں ہی ادا کروں گا۔ پھر حضورؐ ارشاد فرمائے اے عمر! کیا تم نہیں جانتے کہ چچا دراصل باپ کے مانند ہوتا ہے (جیسا کہ ایک ہی جڑ کے دو تنے ہوتے ہیں)۔

اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف (1): اس حدیث شریف میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زکوۃ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا" یعنی حضرت عباسؓ کی دونوں سال کی زکوۃ میں ہی ادا کروں گا، ایک تو سال حال کی، دوسرے سال گذشتہ کی۔ اس بارے میں مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ضرورت پر حضرت عباس سے دو سال کی پیشگی زکوۃ حاصل فرمائی تھی جیسا کہ بیہقی نے روضہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی ہے اور امیر کو اس قسم کا اختیار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان تفصیلات سے ناواقف تھے، عام حکم کی بناء پر حضرت عباسؓ سے بھی تاکید کے ساتھ زکوۃ کا مطالبہ فرمائے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ حضرت عباسؓ کے زکوۃ نہ دینے پر تمہاری شدت خلاف واقعہ ہے۔ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ

یہ میرے چچا ہیں اور باپ کے برابر ہیں۔12

ف(2): اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے "فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے اس کو یعنی ابن جمیل کو غنی بنا دیا۔ اس بارے میں اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ غنی بنا دینا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کی طرف بھی غنی بنانے کی جو نسبت کی گئی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس، اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے نعمتوں اور برکتوں کے حاصل کرنے کا واسطہ ہے (چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والے ہیں، میں تقسیم کرنے والا ہوں)12

منکرین زکوٰۃ کے خلاف حضرت صدیق اکبرؓ کا عزم جہاد

10/2610۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے (جیسے غطفان، فزارہ اور بنوسلیم وغیرہ زکوٰۃ کا انکار کر کے (یہ مرقات میں مذکور ہے۔12) کافر ہو گئے (اس لئے کہ زکوٰۃ فرض ہے اور فرض کا منکر کافر ہوتا ہے) (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے جہاد کا ارادہ فرما لئے تو) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیقؓ سے فرمایا کہ آپ کس طرح ان منکرین زکوٰۃ سے جہاد کریں گے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ صریح حکم موجود ہے (کہ جو شخص "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا قائل ہو جائے اس کی جان اور مال محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ حضورؐ کا ارشاد ہے) مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم ملا ہے، جب تک وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" (اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کے قائل نہ ہو جائیں جو شخص "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا قائل ہو جائے گا وہ مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ رکھ سکے گا۔ ناحق اس کا مال لیا جائے گا اور نہ جان، باقی (باطن کا) حساب تو اللہ لینے والے ہیں (یہ سن کر) حضرت صدیقؓ

فرمائے خدا کی قسم میں تو ہر اس شخص سے جہاد کروں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے (کہ نماز تو ادا کرے اور زکوۃ کا انکار کرے اور نہ دے) جبکہ اللہ تعالی نے قرآن میں نماز اور زکوۃ کا ذکر ساتھ ساتھ فرمایا ہے، کیونکہ زکوۃ (اسی طرح) مالی عبادت ہے (جیسا کہ نماز بدنی عبادت ہے) اللہ کی قسم اگر وہ لوگ مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک رکھیں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ (یہ سن کر) حضرت عمرؓ فرمائے خدا کی قسم (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ عزم دیکھ کر) میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ (منکرین زکوۃ کے خلاف) جہاد کرنے کی نسبت اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر فرمایا ہے یعنی آپ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں سمجھ گیا کہ یہی فیصلہ حق ہے (کہ منکرین زکوۃ سے جہاد کیا جائے) (یہ ہے شان فاروقی کہ جب حق ظاہر ہوگیا تو اپنی رائے سے رجوع فرمالیا)۔

اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ ''اگر وہ مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک رکھیں گے جسے وہ (زکوۃ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا'' واضح ہو کہ یہاں بکری کے بچے سے مراد حقیقتاً بکری کا بچہ نہیں ہے، کیوں کہ بکری کے بچے پر زکوۃ واجب نہیں بلکہ یہاں یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی مثلاً بکری کا بچہ ہی کیوں نہ ہو، جو پہلے زکوۃ میں دیا جاتا تھا اور اب نہ دیا جائے تو اس کے لئے بھی جہاد کیا جائے گا (زکوۃ میں وصول کئے جانے والے جانوروں کے بچوں سے متعلق مسائل آگے اپنے مقام پر آرہے ہیں)۔ (ماخوذ از ہدایہ، ردالمختار اور فتح القدیر) 12

تارک زکوۃ کی وعید

11/2611۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب (سورۂ توبہ پ 10 ع 5 کی) یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) تو آپ ان کو ایک بڑے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ تو مسلمانوں پر یہ آیت بہت شاق گزری (اس لئے کہ بظاہر اس آیت سے مال کا جمع کرنا ممنوع معلوم ہو رہا تھا یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمائے میں تمہاری اس مشکل کو حل کئے دیتا ہوں (یہ کہہ کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کئے یا نبی اللہ (اس آیت سے بظاہر مال کے جمع کرنے کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے اور) اس پر عمل کرنا صحابہ پر شاق گزر رہا ہے (حضور ارشاد فرمائیں کہ اس کا اصلی منشاء کیا ہے اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ (اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ کہ مال جمع ہی نہ کیا جائے بلکہ اس آیت کی وعید ان لوگوں سے متعلق ہے جو بغیر زکوٰۃ ادا کئے، مال جمع کرتے ہیں اور) اللہ تعالی نے زکوٰۃ تو اسی لئے فرض کی ہے کہ تمہارے باقی مال کو پاک کردے (زکوٰۃ اداء کرکے مال جمع کرنے پر وعید نہیں ہے مال جمع کرنے کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ) اللہ تعالی نے میراث اسی لئے فرض فرمائی ہے کہ بعد میں آنے والے (ورثاء) کو ان کا حق مل سکے (اگر مال جمع کرنا جائز نہ ہوتا تو وراثت قائم ہی کیسے ہو سکتی تھی یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا نعرہ بلند کیا، پھر حضورؐ نے حضرت عمر سے ارشاد فرمایا اے عمر! تم کو انسان کا سب سے بہترین خزانہ بتائے دیتا ہوں اور وہ اس کی نیک بخت بیوی ہے جس کے دیکھنے سے مرد کو مسرت حاصل ہو اور وہ عورت اس کے حکم کی اطاعت کرے اور اس کا شوہر کہیں باہر چلا جائے تو اس کے غیاب میں اس کے (مال اور اپنی عصمت کی) حفاظت کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہے

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد باری تعالی ہے ''وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ ''یعنی جو لوگ سونا اور چاندی بطور خزانہ جمع کرر کھے ہیں اوران کو راہ خدا میں صرف نہیں کرتے، وہ دردناک عذاب کے مستحق ہیں اور ہر وہ مال جس پر زکوٰۃ ادانہ کی جائے، خواہ وہ زیور ہو یا غیر زیور وہ کنز ہے اوراس میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے، اس لئے زیور بھی مال ہی کہلائے گا اوراس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

دیگر یہ کہ زکوٰۃ ادا نہ کرکے مال جمع کرنے والے سے یہ بھی وعید متعلق ہوگی جو صدر کی حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور وعید تو صرف ترک واجب یا ترک فرض پر ہی ہوتی ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ مطلقاً مال پر زکوٰۃ فرض ہے خواہ وہ زیور ہو یا غیر زیور۔

زیورات پر زکوٰۃ فرض ہونے کی ایک اور دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے ''وادوا زکوٰۃ اموالکم طیبۃ بھا انفسکم ''تم اپنے اموال پر (خواہ وہ سونا چاندی ہوں زیورات) خوشی خوشی زکوٰۃ ادا کرو۔ حدیث شریف میں مطلقاً مال کا ذکر ہے اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ فلاں مال پر زکوٰۃ ہے اور فلاں مال پر زکوٰۃ نہیں۔ مال خواہ سونا یا چاندی کی شکل میں ہو یا زیورات، یا دوسرے اموال کی شکل میں ہو، سب مال ہی کہلائے گا اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، بشرطیکہ وہ نصاب کو پہونچتا ہو۔

زیورات پر زکوٰۃ فرض ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ زیورات حاجتِ اصلی سے زائد ہوتے ہیں، کیوں کہ ان سے زیب وزینت مقصود ہوتی ہے اور یہی دلیل ہے ان کے حاجت اصلی سے زائد ہونے کی! لہٰذا زیورات بھی نعمت قرار پائے جو خوشحالی اور فارغ البالی کی دلیل ہیں۔ لہٰذا اس نعمت کا شکر اس طرح ادا کرنا چاہئے کہ ان زیورات میں سے حسب نصاب کچھ حصے کو فقراء پر تقسیم کردیا جائے، اس بناء پر زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب قرار دی گئی۔ (بدائع)

عاملین زکوٰۃ کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت

پہلی حدیث

12/2612۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (زکوٰۃ دینے والوں سے) ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے پاس عاملین زکوٰۃ آیا کریں تو ان کو (پوری پوری زکوٰۃ دے کر) خوش خوش واپس کیا کرو (اس لئے کہ عاملین زکوٰۃ امام کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں اور امام کی اطاعت سب پر واجب ہے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

دوسری حدیث

13/2613۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ دیہاتی عربوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کئے کہ عاملین زکوٰۃ جب ہمارے پاس (زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے) آتے ہیں تو ان میں سے بعض لوگ ہم پر زیادتی کرتے ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ تم اپنے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش رکھا کرو۔ ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (کیا ہم انہیں خوش رکھیں) اگرچہ کہ وہ ہم پر زیادتی کرتے ہوں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائے ہاں زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش رکھو، اگرچہ کہ وہ (تمہارے خیال میں) زیادتی کرتے ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

عاملین کی زیادتی کے بارے میں احکام

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ عاملین زکوٰۃ کو خوش رکھا جائے اگرچہ کہ وہ زیادتی کریں۔ اس بارے میں الاشباہ والنظائر کے فن ثالث میں مذکور ہے کہ زیادتی کرنے والا یعنی فاسق شہادت، قضاءت، امارت، حکومت اور امامت کی اہلیت رکھتا ہے اسی طرح فاسق، نابالغ اولاد کا ولی اور اوقاف کا متولی بن سکتا ہے اور فسق کی وجہ سے خود بخود معزول نہیں ہوجاتا، جیسے مذہب امام شافعی

میں مذکور ہے۔ اور مذہب حنفی یہ ہے کہ ایسے فاسق کو معزول کردینا امام یا حاکم کا ہی اختیار ہے وہ خود بخود معزول نہیں ہوتا۔ 12

تیسری حدیث

14/2614 ۔ جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ عنقریب تمہارے پاس زکوۃ وصول کرنے والے سوار آئیں گے جن کو تم (اس وجہ سے) ناپسند کروگے (کہ وہ تمہارا مال لینے آتے ہیں، یہ ناگواری مال کی جدائی کی وجہ سے طبعًا ہوتی ہے شرعًا نہیں) پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم خوش ہوکر ان کا استقبال کرو (اور ان کی تعظیم کرو) اور جو کچھ وہ تم سے زکوۃ میں طلب کریں اس کو پورا پورا ادا کرو۔ (کسی چیز کو ان سے چھپائے نہ رکھو) اگر وہ (زکوۃ کی وصولی میں) انصاف سے کام لیں گے تو یہ ان ہی کے فائدے کی چیز ہوگی (اور اس کا ان کو ثواب ملے گا) اور اگر وہ (زکوۃ کا مال وصول کرنے میں) زیادتی کریں گے (یعنی چُن کر اچھا مال لیں گے یا نصاب سے زیادہ لیں گے) تو اس کا گناہ ان ہی پر ہوگا (اور ان کے ظلم کو برداشت کرنے کا ثواب بھی تم کو ملے گا) بہرحال جس طرح ممکن ہو تم ان کو خوش کردیا کرو کیوں کہ تمہارا (نصاب کے موافق زکوۃ دینے سے قرض تو ادا ہوجائے گا لیکن کامل ثواب) اسی وقت پورا پورا حاصل ہوسکے گا جب کہ تم ان کی خوشی حاصل کرو (اس وجہ سے کہ عاملین زکوۃ سلطان کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں، ان کی مخالفت سلطان کی مخالفت ہوگی، اور سلطان کی مخالفت فتنہ اور فساد کا سبب ہے) (اور تم ان کو اپنے حسن سلوک سے اس طرح خوش کردو کہ) وہ تمہارے لئے دعا کریں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

زکوۃ ادا کرنے والوں کو عاملین سے مال نہیں چھپانا چاہئے

15/2615 ۔ بشیر بن خصاصیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں مذکور

ہے۔12) عرض کیا کہ زکوۃ وصول کرنے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں تو کیا ہم ان سے اتنا مال چھپائے رکھیں جتنا کہ وہ ہم سے زیادہ لیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہ کیا کرو (بلکہ جس قدر وہ طلب کریں ادا کردیا کرو، اگر وہ زائد لیں گے تو خود ذمہ دار ہوں گے) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

زکوۃ دینے والے اور زکوۃ وصول کرنے والوں کے لئے ہدایات

16/2616 ۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جلب اور جب جائز نہیں ہے بلکہ زکوۃ ان کے گھروں پر (ان ہی کی آبادی میں) وصول کی جائے جہاں وہ ہمیشہ رہتے ہیں (جلب یہ ہے کہ زکوۃ وصول کرنے والا کسی دور دراز مقام پر جاکر ٹھہر جائے اور زکوۃ دینے والے سے کہے کہ وہ اپنے اپنے جانور اس کے پاس لے آئے اور جب یہ ہے کہ زکوۃ دینے والا اپنے جانوروں کو لے کر کسی دور مقام کو چلا جائے اور زکوۃ لینے والے سے کہے کہ وہ وہاں آکر زکوۃ وصول کرے یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں کہ پہلی صورت میں زکوۃ دینے والے کو اور دوسری صورت میں زکوۃ لینے والے کو تکلیف اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

زکوۃ وصول کرنے والا زکوۃ دینے والے کے حق میں دعا کرے

17/2617 ۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگ زکوۃ لے کر آتے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان کے حق میں یہ دعاء فرماتے، اے اللہ! رحمت وبرکت نازل فرما اس شخص پر اور اس کے اہل وعیال پر (راوی کہتے ہیں کہ) (ایک روز) میرے والد (ابواوفیٰ) خدمت اقدسؐ میں زکوۃ لے کر پہونچے تو حضورؐ نے یہ دعاء دی، اے اللہ!

ابواوفی اور ان کے خاندان پر رحمت و برکت نازل فرما۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

18/2618۔اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ جب کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں زکوۃ پیش کرتا تو حضورؐ اس کے حق میں یہ دعا فرماتے، اے اللہ! اس شخص پر رحمت نازل فرما۔

عاملین زکوۃ کن الفاظ میں دعاء کریں

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زکوۃ لانے والے کے لئے ان الفاظ سے دعاء فرماتے تھے ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ فلانٍ '' اس بارے میں ردالمحتار میں لکھا ہے کہ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی کے الفاظ سے دعاء کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔دوسروں کے لئے جائز نہیں ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سواء کسی اور پر صلوۃ کے لفظ سے دعاء کریں، ہاں امام یا زکوۃ وصول کرنے والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ زکوۃ دینے والے کے لئے اس طرح دعا کرے:

آجَرَکَ اللّٰہُ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَبَارَکَ اللّٰہُ فِیْمَا اَبْقَیْتَ (خازن۔بیان القرآن)12

تونے جو مال (راہ خدا میں) دیا ہے، اللہ اس کا تجھے ثواب دے، اور جو مال (زکوۃ ادا کرنے کے بعد) تیرے پاس رہ گیا ہے اللہ تجھے اس میں برکت دے۔

عاملین زکوۃ کو ہدیہ لینا جائز نہیں

19/2619۔ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک صاحب کو جن کا نام ابن اللُّتْبِیَّۃ تھا عامل زکوۃ بنا کر بھیجا جب وہ زکوۃ وصول کرکے (مدینہ منورہ) واپس لوٹے تو (حضورؐ نے ان سے حساب لیا تو وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں زکوۃ کا مال پیش کرتے

ہوئے (جیسا کہ بخاری کی ایک اور روایت میں مذکور ہے۔)) عرض کئے حضور! یہ مال آپ کا ہے (جو زکوۃ میں دیا گیا ہے) اور یہ مال مجھے ہدیۃً ملا ہے (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نے لوگوں کے سامنے منبر پر) خطبہ ارشاد فرمایا (اولاً) اللہ تعالی کی حمد وثنا کی، پھر فرمائے میں تم میں سے کچھ آدمیوں کو ان امور پر مامور کرتا ہوں جن پر اللہ تعالی نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ پس ان میں سے ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے (حضورؐ ارشاد فرمائے اگر یہ اپنے بیان میں سچا ہے) تو کیوں نہ اپنے ماں کے یا باپ کے گھر میں بیٹھ گیا کہ دیکھ لیتا کہ وہاں اس کو ہدیہ کا مال آتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات عالی کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص بھی کوئی چیز بھی (بغیر استحقاق) لے گا تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ وہ چیز اس کی گردن پر لدی ہوگی، اونٹ ہوگا تو بلبلا رہا ہوگا، گائے ہوگی تو چلا رہی ہوگی اور بکری ہوگی تو منمنا رہی ہوگی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور اتنا بلند فرمائے کہ حضورؐ کے بغل کی سفیدی ہم کو نظر آنے لگی اور فرمائے، اے اللہ! میں نے تیرا حکم (تیرے بندوں تک) پہونچا دیا! اے اللہ! میں نے تیرا حکم (تیرے بندوں تک) پہونچا دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

جائز اور ناجائز کام کے وسائل کا حکم

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''یہ کیوں نہ اپنے ماں کے یا باپ کے گھر میں بیٹھ گیا کہ دیکھ لیتا کہ وہاں اس کو ہدیہ کا مال آتا ہے یا نہیں'' خطابیؒ نے کہا ہے کہ اس ارشاد نبویؐ میں دلیل ہے کہ ہر ایسی چیز جو کسی ممنوع یا ناجائز کام کا ذریعہ اور وسیلہ بنے وہ بھی ممنوع اور ناجائز ہے۔ شرح السنہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے، اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات میں لکھا ہے کہ یہ کلیہ کہ ''ایسی چیز جو کسی ناجائز کام کا ذریعہ بنے وہ بھی ناجائز ہے'' مذہب حنفی اور مذہب شافعی کے موافق ہے،

کیوں کہ وسائل کا حکم مقاصد کا ہوتا ہے، جو چیز طاعت کا وسیلہ بنے وہ بھی طاعت ہی ہوگی، اور جو چیز معصیت کا ذریعہ بنے وہ بھی معصیت ہی ہوگی۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقات میں اسی حدیث شریف کے تحت ایک دوسرا کلیہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ہر ایسا کام جو کسی ناجائز معاملہ سے (مثلاً سود وغیرہ سے) بچنے کے لئے اختیار کیا جائے تو ایسا کام جائز ہوگا۔ چنانچہ خیبر کے عامل زکوۃ کو جن کے پاس کچھ ردی کھجور تھے اور وہ ان کو اچھے کھجور سے بدلنا چاہتے تھے (اور یہ معاملہ یعنے روی کھجور کو اچھے کھجور سے بدلنا ربوا یعنی سود کی تعریف میں آتا تھا) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سودی معاملہ سے بچانے کے لئے اس طرح ہدایت فرمائی کہ وہ دو صاع ردی کھجور کو اولاً بیچ دیں اور اس کی قیمت سے ایک صاع اچھے کھجور خرید لیں چوں کے یہ معاملہ سود سے بچنے کے لئے بطور ذریعہ کے اختیار کیا گیا ہے اس لئے جائز ہوگا (اس وجہ سے کہ ایسا وسیلہ جو حرام یا ناجائز کام سے بچنے کے لئے اختیار کیا جائے جائز ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عامل زکوۃ کے ہدیہ لینے کو پسند نہیں فرمایا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا ہدیہ جو حکومت کے اثر کی وجہ سے دیا جاتا ہو، اس کا قبول کرنا حرام ہے۔ ردالمحتار بحوالہ فتح اور صاحب مرقات نے اس کے عدم جواز کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ عامل زکوۃ کو صاحب مال اس وجہ سے ہدیہ دیتے ہیں کہ ان کے مال سے زکوۃ کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے جو ناجائز ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عامل کو اس کی خدمت کا معاوضہ مقرر ہے اور اس طرح کا ہدیہ بھی معاوضہ ہی متصور ہوگا اور اس صورت میں ایک خدمت کے دو معاوضے ہو جائیں گے جو جائز نہیں ہے۔ 12

خیانت کرنے والے عامل کی وعید

20/2620۔ عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو عامل مقرر کرتے ہیں پھر وہ ہم سے سوئی یا اس سے چھوٹی یا بڑی چیز کو چھپالیتا ہے (تو یہ خیانت ہے) اور ایسا شخص قیامت کے دن اس چھپائی ہوئی چیز کو لئے ہوئے حاضر ہوگا (اور اس کو اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا)۔اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

عامل زکوٰۃ کا درجہ غازی کے برابر ہے

21/2621۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ایسا عامل جو حق اور انصاف کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرے، اس کا مرتبہ ایسے غازی کے برابر ہے جو راہ خدا میں جہاد کرے (جس طرح غازی جہاد سے ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ گھر لوٹتا ہے، ایسا ہی عامل زکوٰۃ بھی ثواب اور بیت المال کے لئے مال زکوٰۃ لے کر لوٹتا ہے اور اس کا مال کے ساتھ واپس ہونا قوم کے مالیہ کو مستحکم کرنے کا بڑا اہم سبب ہے) اور عامل زکوٰۃ (کا غازی کے برابر مرتبہ) اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ لوٹ جائے۔اس حدیث کی روایت ابوداود اور ترمذی نے کی ہے۔

22/2622۔اور ترمذی کی ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ سال میں ایک مہینہ ہے (یعنی جس مہینہ میں مال آیا ہے، اس مہینہ سے ملا کر ایک سال گذرنے پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے خواہ وہ مہینہ کوئی بھی ہو، جس میں تم اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے ہو، اس مہینہ کے گذر جانے کے بعد (یعنی درمیان سال میں) کچھ مال تمہارے پاس آجائے تو جب تک اس مال پر ایک سال نہ گذر جائے اس وقت تک اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

صاحب نصاب کو درمیان سال میں اور مال حاصل ہو تو وہ کس طرح زکوۃ ادا کرے

ف: ترمذی کی دوسری روایت میں مذکور ہے کہ ''تم اپنے اموال پر زکوۃ دیتے ہو'' اس بارے میں کوکب دری اور عرف الشذی میں لکھا ہے کہ اموال کی تین قسمیں ہیں، ایک وہ مال ہے جو مال تجارت کے منافع کے طور پر درمیان سال میں حاصل ہوا ہے، جیسے کسی کے پاس کچھ بکریاں ہیں اور درمیان سال میں اور بکریوں کا اضافہ ہوا تو چونکہ اصل اور اضافہ شدہ مال کی جنس ایک ہے تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ایسے درمیان سال میں حاصل ہونے والے منافع کو اصل سرمایہ میں شامل کرکے ختم سال پر دونوں مال کی زکوۃ ایک ساتھ ادا کی جائے۔

دوسرے وہ مال ہے جو موجودہ اموال کی جنس سے نہ ہو، جیسے کسی کے پاس تجارت کے اونٹ ہیں اور اس کو درمیان سال میں کچھ بکریاں بھی حاصل ہوگئیں تو اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ ختم سال پر وہ صرف اونٹوں کی زکوۃ دے کر بکریوں کو شامل نہ کرے، اس لئے کہ بکریاں غیر جنس سے ہیں، ہاں جب بکریوں پر ایک سال کی مدت گذر جائے تو وہ بکریوں کی علحدہ زکوۃ ادا کرے۔

تیسرے وہ مال ہے جو وراثت یا وصیت کے طور پر درمیان سال میں حاصل ہوا ہو، ایسے مال کے بارے میں امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اگر درمیان سال میں حاصل ہونے والا اور موجودہ مال دونوں جنس میں ایک ہوں تو اصل مال اور اضافہ شدہ مال دونوں کو ملا کر ختم سال پر دونوں کی زکوۃ ایک ساتھ ادا کی جائے اور امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ فرمائے ہیں کہ درمیان سال میں حاصل ہونے والے مال پر بھی جب تک ایک سال پورا نہ گذر جائے زکوۃ واجب نہیں ہوگی خواہ ایسا مال سابقہ مال کے ہم جنس ہو یا نہ ہو۔ 12

سال پورا ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت

23/2623 - امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سال گذرنے سے پہلے زکوۃ

ادا کرنے کے بارے میں دریافت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دیدی (اس وجہ سے کہ ادائی زکوۃ کی اصل شرط نصاب کا پورا ہونا ہے اور وہ واقع ہوچکی ہے، اس لئے احناف اور اکثر ائمہ کے نزدیک سال گذرنے سے پہلے زکوۃ ادا کردی جائے تو زکوۃ ادا ہوجاتی ہے (جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔12)'' اس حدیث کی روایت ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

زکوۃ میں نفس مال کی بجائے دوسری جنس دینے کا ثبوت

24/2624 ۔ طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے فرمایا تھا کہ جَو اور جوار کے بجائے تم مجھے زکوۃ میں دھاری دار چادریں یا پہننے کے کپڑے لاکر دو، کیوں کہ تم پر کپڑوں کا دینا غلّہ دینے کی نسبت زیادہ آسان ہے اور مدینہ منورہ میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کپڑے زیادہ مفید ہیں۔

اس کی روایت امام بخاری نے (کتاب الزکوۃ میں) تعلیقاً کی ہے اور ان کی تعلیق بھی حدیث کی روایت کی طرح صحیح ہے۔ ابن ابی شیبہ نے بھی اپنی منصف میں اسی طرح روایت کی ہے

25/2625 ۔ اور بخاری کی ایک اور روایت میں ثمامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ اس حکم نامہ میں جس کا خدائے تعالی نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حکم فرمایا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ لکھا تھا کہ اگر کسی کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ اس کی زکوۃ میں اس شخص پر ایک سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہو اور اس کے پاس ایک سالہ اونٹنی موجود نہ ہو بلکہ دو سالہ اونٹنی موجود ہو تو عامل زکوۃ کو چاہئے کہ ایسے شخص سے دو سالہ اونٹنی لے لے اور دو بکریاں یا بیس درہم اس کو (زائد عمر کے جانور لینے کے معاوضہ میں) واپس کردے اور اگر اس کے پاس ایک سالہ اونٹنی نہ ہو اور دو سالہ اونٹ ہو تو زکوۃ میں

دوسالہ اونٹ کو ہی لے لے مگر واپس کچھ نہ دے (کیوں کہ اونٹ ہونے کی وجہ سے وصولی میں کچھ زائد چیز نہیں آرہی ہے، جس کا معاوضہ دیا جاسکے)۔

زکوٰۃ میں نفس مال کے بجائے قیمت دینا جائز ہے

ف: واضح ہو کہ صدر کی دونوں حدیثیں جو حضرت طاؤس اور حضرت ثمامہ سے مروی ہیں ان سے امام اعظم رحمۃ اللہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ زکوٰۃ میں نفس مال کے بجائے دوسری جنس لی جاسکتی ہے جیسے غلہ کے بجائے اسی قیمت کے کپڑے یا جانوروں کی زکوٰۃ میں ایک جانور کے بجائے اسی قیمت کا دوسرا جانور۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ادائی زکوٰۃ کا اصلی تعلق صاحب زکوٰۃ سے ہے۔ نفس مال سے نہیں، اسی لئے وہ اس مال کی زکوٰۃ بصورت قیمت بھی ادا کرسکتا ہے اور یہی مذہب حنفی ہے اور اسی طرح صدقہ فطر، کفارہ، عشر خراج اور نذور میں بھی اصل جنس کی بجائے قیمت کا دینا جائز ہے اور یہی قول حضرت عمر فاروق، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت معاذ، حضرت ثوری اور امام بخاری کا ہے۔ ہدایہ، فتح القدیر اور اعلاء السنن میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

باب ما یجب فیه الزکوٰۃ

(اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے جن پر زکوٰۃ دینا واجب ہے)

وقول اللہ عز وجل: ''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ص'' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ بقرہ پ3 ع37 میں) اے ایمان والو! خرچ کرو (یعنی زکوٰۃ دو) اپنی کمائی ہوئی چیزوں کی (جن کو تم تجارت کے ذریعہ حاصل کرتے ہو) اور (زکوٰۃ میں) اچھی چیزیں دیا کرو (ناکارہ چیزیں نہ دیا کرو) اور ان چیزوں کی بھی (زکوٰۃ ادا کرو) جن کو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے۔

ف(1): صدر کی آیت شریفہ کے الفاظ ''مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ'' سے اموال کی تجارت پر زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہوتا ہے جیسا کہ تفسیرات احمدیہ میں المدارک کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اسی آیت شریفہ میں ''وَ مِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ'' بھی ارشاد ہوا ہے اس سے زمین کی تمام پیداوار پر زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہوتا ہے، خواہ وہ غلّہ ہو یا پھل ہوں یا معدنیات (سونا، چاندی وغیرہ) ان سب پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ عمدۃ القاری میں ایسا ہی مذکور ہے۔ 12

وقولہٗ ''وَاٰتُوۡا حَقَّهٗ یَوۡمَ حَصَادِهٖ'' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ انعام پ8 ع17 میں) جس دن (کھیتی) کٹتی ہو (یا پھل توڑے جاتے ہوں) اس میں سے جو حق، شرع سے واجب ہے وہ اسی دن مستحقین کو دیا جائے۔

ف: صدر کی اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ کھیتی یا پھلوں کے کٹنے کے دن جو حق، شرع

سے واجب ہے ادا کردیا کرو۔ صاحب مدارک نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے اس آیت سے یہ دلیل لی ہے کہ عُشر کا حکم زمین کی تمام پیداوار پر عام ہے۔ اس لئے تمام پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے بجز جلانے کی لکڑی، بانس اور خودرو گھاس کے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ پیداوار دو قسم کی ہوتی ہے، ایک وہ پیداوار جس کی سیرابی آب جاری یا بارش سے ہوئی ہو، ایسی پیداوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ کے دیا جائے، اس لئے کہ ایسی پیداوار پر محنت اور اخراجات کم ہوتے ہیں۔ پیداوار کی دوسری قسم وہ ہے جس کی سیرابی کسی بھی قسم کے موٹ وغیرہ سے کی گئی ہو تو ایسی پیداوار کا بیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے اس لئے کہ اس میں اخراجات اور محنت زیادہ ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ ان دونوں قسم کی پیداوار پر سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ جب بھی ان کی فصل کٹ کر تیار ہوجائے ان پر زکوٰۃ دی جایا کرے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ کے لئے کسی نصاب یا مقدار کی شرط بھی نہیں ہے بلکہ جو چیز جتنی مقدار میں پیدا ہو، اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ یہ تفسیرات احمدیہ میں مذکور ہے۔ 12

قولہٗ ''وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ o یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ط هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ o

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ توبہ پ 10 ع 5 میں) جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) تو آپ ان کو ایک بڑے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے اور یہ (عذاب) اس دن واقع ہوگا جب کہ ان کو (یعنی سونے اور چاندی کو) دوزخ کی آگ میں پہلے تپایا جائے گا پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کے پیٹھوں کو داغ دیا جائے گا اور یہ بتلایا جائے گا کہ یہ وہی (سونا چاندی ہے) جس کو تم (بغیر زکوٰۃ دیئے کہ) اپنے پاس جمع کر رکھے تھے، سو اب اپنے جمع کر رکھنے کا مزہ چکھو۔

عورتوں کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہے

ف: صدر کی آیت میں ارشاد باری تعالی ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ فرض ہے، اس لئے کہ ایسی شدید وعید تارک فرض کے لئے ہی آتی ہے۔

علاوہ ازیں آیت کے عموم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ مرد کی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے۔ لہذا سونے اور چاندی کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی خواہ وہ عورتوں ہی کی ملک کیوں نہ ہوں اور آیت شریف میں تارک زکوٰۃ کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغے جانے کا جو ذکر ہے، یہ وہی مقامات ہیں جن پر عورتیں زینت کے لئے زیورات پہنتی ہیں، اس سے بھی عورتوں کے زیورات پر زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور یہی مذہب حنفی ہے (تفسیرات احمدیہ) 12

زکوٰۃ میں پیداوار پر دسواں اور بیسواں حصہ دینے کی تفصیل

پہلی حدیث

26/2626۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے ہیں جو پیداوار بارش کے پانی (یا چشمہ یا نہر وغیرہ) سے سیراب ہو، یا ''عشری'' زمین ہو کہ از خود سرسبز اور شاداب رہتی ہو اور جس کو سیراب کرنے کے لئے محنت کی ضرورت نہ ہو تو ایسی تمام زمینوں کی پیداوار پر زکوٰۃ فرض ہے اور پیداوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ دیا جائے برخلاف اس کے جو پیداوار محنت کے ذریعہ یعنی اونٹ یا بیل کے ذریعہ کنویں وغیرہ سے سیراب کی جاتی ہے تو ایسی پیداوار میں بطور زکوٰۃ پیداوار کا بیسواں حصہ دینا واجب ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

زمین کی ہر پیداوار پر زکوۃ فرض ہے

ف: اس حدیث شریف سے احناف نے اس بات کی دلیل اخذ کی ہے کہ زمین کی ہر پیداوار پر خواہ از قسم غلہ ہو یا میوہ ہو، یا ترکاری ان تمام پر زکوۃ فرض ہے، اس لئے کہ حدیث شریف میں پیداوار کی کوئی تخصیص نہیں اور ''مَا سَقَتِ السَّمَاءُ'' کے الفاظ عام ہیں جو ہر قسم کی پیداوار کو شامل ہیں۔ مرقات

دوسری حدیث

27/2627۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو پیداوار (مثلاً سبزی، کھیتی، درخت) دریا اور بارش سے سیراب ہو ایسی پیداوار کا دسواں حصہ (زکوۃ میں) واجب ہے اور جو پیداوار اونٹ وغیرہ کے ذریعہ پانی سینچ کر سیراب کی جائے تو ایسی پیداوار کا بیسواں حصہ (بطور زکوۃ) واجب ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

تیسری حدیث

28/2628۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں زمین کی ہر ایسی پیداوار پر جو بارش سے سیراب ہوتی ہو، یا ایسی زمین کی پیداوار پر جو پانی کے قریبی مقام پر واقع ہو (اور اس کی سیرابی کے لئے کسی خرچہ کی ضرورت نہ ہو) تو ایسی ہر پیداوار پر دسواں حصہ (بطور زکوۃ) لیا کروں اور جس پیداوار کو موٹ وغیرہ سے سیراب کیا جاتا ہو (یعنی جس پر خرچہ عائد ہوتا ہو تو) ایسی پیداوار پر بیسواں حصہ (بطور زکوۃ) لیا کروں۔

اس کی روایت ابن ماجہ اور طحاوی نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

زمین کی ہر پیداوار پر زکوۃ فرض ہے

پہلی حدیث

29/2629۔ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمین کی جملہ پیداوار پر (خواہ از قسم غلہ ہو یا میوہ ہو یا ترکاری) زکوۃ واجب ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

دوسری حدیث

30/2630۔ خُصَیف رحمۃ اللہ علیہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد سے دریافت کیا کہ کیا خورد و نوش کی چیزوں (یعنی غلہ، پھل اور سبزیوں) پر بھی زکوۃ (فرض) ہے تو انہوں نے جواب دیا، ہاں خورد و نوش کی چیزیں کم ہوں یا زیادہ ان پر بھی زکوۃ فرض ہے، اگر خورد و نوش کی چیزیں بارش کے پانی سے پیدا ہوتی ہوں تو ان کی پیداوار پر دسواں حصہ اور اگر محنت کے ذریعہ مثلاً اونٹ یا بیل کے ذریعہ کنویں وغیرہ سے سیراب کی جاتی ہوں تو ایسی پیداوار پر بیسواں حصہ دینا واجب ہے۔

اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے عمر ابن عبدالعزیز اور مجاہد اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

زمین کی ہر پیداوار پر بلا تعین مدّت اور مقدار زکوۃ کے واجب ہونے کا ثبوت

ف: واضح ہو کہ صدر کی مذکورہ بالا حدیثوں سے ظاہر ہے کہ زمین کی ہر پیداوار پر بلا تعین مقدار زکوۃ واجب ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدار پیداوار کا لحاظ کئے بغیر اراضی کی جملہ پیداوار پر دسواں یا بیسواں حصہ زکوۃ واجب فرمائے ہیں، اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ نے مذکورہ بالا احادیث سے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ زمین کی جملہ پیداوار پر خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور چاہے اس پر سال گزرے یا نہ گزرے بلاتعین مقدار و مدت زکوٰۃ واجب ہے۔

(ماخوذ از عمدۃ القاری، شرح معانی الآثار اور رد المحتار)

غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ کا حکم

31/2631 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے (جب کہ وہ خدمت کے لئے ہوں اگر وہ تجارت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی)۔

اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

32/2632 ۔ اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ مسلمان پر اس کے (خدمتی) غلام میں زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ اس پر اپنے ایسے غلام کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

ف: واضح ہو کہ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو غلام خدمت کے لئے ہوں اور جو گھوڑا سواری کے لئے ہو اور یہ دونوں تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں، اور اگر یہ دونوں تجارت کے لئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور یہی صاحبین کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

درمختار فتاوی قاضی خاں، فتاوی عالمگیری، فتح القدیر، رد المحتار کافی تعلیق مجد۔ 12

اونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل

پہلی حدیث

33/2633 ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو (عامل بنا کر) بحرین روانہ کیا تو یہ حکم نامہ لکھ کر ان کے حوالہ کیا (جس کی عبارت اس طرح شروع ہوتی تھی) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس حکم نامہ

میں اس فرض زکوٰۃ کے احکام ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالی کے حکم سے مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ پس جب کسی (صاحب نصاب) مسلمان سے اس حکم کے مطابق (ادائی زکوٰۃ کا) مطالبہ کیا جائے تو وہ اس کو (اس حکم نامہ کے مطابق) ادا کردے اور جب کسی سے (زکوٰۃ میں مقررہ مقدار سے) زیادہ کا مطالبہ کیا جائے تو وہ (زائد مطالبہ) کو نہ دے (بلکہ اتنا ہی ادا کرے جتنا دینا اس پر واجب ہے) (اونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ اونٹ سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں) (جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔) جب اونٹ پانچ ہوجائیں تو ان پر ایک بکری زکوٰۃ میں دینا واجب ہے، اسی طرح ہر پانچ پر 24 اونٹوں تک ایک ایک بکری واجب ہے (اس کی تفصیل یہ ہے کہ 5 اونٹ جو چرنے والے ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو 9 اونٹ تک ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہے، جب اونٹ دس ہوجائیں تو 14 اونٹوں تک دو بکریاں اور پندرہ سے انیس اونٹ تک تین بکریاں اور بیس سے چوبیس اونٹ تک چار بکریاں زکوٰۃ میں واجب ہیں) (جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔) پس جب اونٹ 25 ہوجائیں تو 25 سے 35 اونٹوں تک ایک مادہ بنت مخاض (یعنی پورے ایک سال کی اونٹنی زکوٰۃ میں) دی جائے۔ پس جب اونٹ 36 ہوجائیں تو 36 سے 45 اونٹوں تک ایک مادہ بنت لبون (یعنی پورے دو سال کی اونٹنی زکوٰۃ میں) دی جائے۔ پس جب اونٹ 46 ہوجائیں تو 46 سے 60 اونٹوں تک ایک حقہ (یعنی پورے 3 سال کی اونٹنی زکوٰۃ میں) دی جائے اور حقہ ایسی اونٹنی ہوتی ہے جو سواری اور جفتی کے قابل ہوتی ہے، اور جب اونٹ 61 ہوجائیں تو 61 سے 75 اونٹ تک ایک جذعۃ یعنی پورے چار سال کی اونٹنی زکوٰۃ میں) دی جائے، اور جب اونٹ 76 ہوجائیں تو 76 سے 90 اونٹ تک دو مادہ بنت لبون (یعنی پورے دو سالہ دو اونٹنیاں زکوٰۃ میں) دی جائیں اور جب اونٹ 91 ہوجائیں تو 91 سے 120 تک دو حقہ (یعنی پورے تین سال کی دو اونٹنیاں) سواری اور جفتی کے قابل ہوئی ہیں دی جائیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ابوداؤد

نے اس کی روایت مراسیل میں کی ہے اور امام طحاوی نے اپنی مشکل الآ ثار میں کی ہے اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں عمرو بن حزم سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جدامجد کو فرمان روانہ فرمایا تھا جس کو میں نے خود پڑھا ہے اس میں اونٹوں کی زکوۃ کے تفصیلی احکام درج تھے، انہوں نے اپنی حدیث میں (مذکورہ بالا بخاری وغیرہ کی حدیث کے موافق 120 ایک سوبیس اونٹوں تک (زکوۃ کی ایسی ہی تفصیل) بیان کی (اور جب اونٹ 120 سے زائد ہوجائیں تو 120 سے زائد اونٹوں کی زکوۃ کی تفصیل اس طرح بیان کی کہ جب اونٹ 120 سے زائد ہوجائیں تو ان کی زکوۃ مذکورہ ابتدائی طریقہ پرادا کی جائے گی وہ اس طرح سے کہ 120 اونٹ پر دو حقے اور اس کے بعد) مزید 25 اونٹوں سے کم یعنی 24 تک ہر پانچ پر ایک ایک بکری زکوۃ میں دی جائے گی۔

اور نسائی نے الدیات میں بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

34/2634۔ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اونٹوں کی تعداد 120 سے زائد ہوجائے تو اونٹوں کی زکوۃ کا شمار از سرنو شروع ہوجاتا ہے اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں حضرت ابراہیم نخعی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ 12

ف (1): عمرو بن حزم کی حدیث کی تفصیل از روئے فقہ یہ ہے کہ 120 سے 124 اونٹوں تک وہی دو حقے زکوۃ میں ادا ہوں گے جب اونٹ 125 ہوجائیں تو 129 تک 2 حقے اور ایک بکری اور 130 سے 134 تک دو حقے اور دو بکریاں اور 135 سے 139 تک، دو حقے اور تین بکریاں اور 140 سے 144 تک دو حقے اور چار بکریاں اور 145 سے 149 تک دو حقے اور ایک بنت مخاض زکوۃ میں ادا کی جائیں، اونٹوں کی زکوۃ کی یہ تفصیل ہدایہ سے ماخوذ ہے۔

ف (2): واضح ہو کہ اونٹوں کی زکوۃ میں 120 اونٹوں کی تعداد تک امام بخاری اور عمرو بن حزم کی حدیثیں متفق ہیں۔ عمرو بن حزم کی حدیث کی روایت ابوداؤد نے مراسیل، طحاوی نے مشکل

الآثار میں، اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور نسائی نے الدیات میں کی ہے، 120 سے زائد اونٹوں کی زکوٰۃ میں شوافع اور احناف میں اختلاف ہے، شوافع نے صرف امام بخاری کی روایت پر عمل کیا ہے اور احناف بخاری کی حدیث کے ساتھ ساتھ عمرو ابن حزم کی حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے احناف کا عمل دونوں حدیثوں پر ہوجاتا ہے، جیسا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

دوسری حدیث

35/2635 ۔حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ مجھے ابوبکر بن محمد ابن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہم کی وہ تحریر لکھ دیجئے (جس میں اونٹوں کی زکوٰۃ سے متعلق احکام ہیں) تو وہ ایک کاغذ پر وہ پوری تحریر لکھ کر میرے پاس لائے اور کہا کہ اس تحریر کو انہوں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کی تحریر سے نقل کیا ہے اور یہ بھی بتایا کہ اس تحریر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کے دادا عمر بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھوا کر دیا تھا اور اس میں اونٹوں کی زکوٰۃ کے احکام درج تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم نامہ میں یہ صراحت موجود تھی کہ جب کسی کے پاس 90 اونٹ ہوجائیں تو 91 سے لے کر 120 اونٹوں تک دو حقے (یعنی تین تین سال کی دو اونٹنیاں زکوٰۃ میں ادا کرنا) واجب ہے (اور جب اونٹ 120 سے بڑھ جائیں تو 120 سے 149 اونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل ابھی اوپر عمرو بن حزم کی حدیث کے تحت گزر چکی ہے اور جب اونٹوں کی تعداد بڑھ کر 150 ہوجائے تو ہر پچاس پر ایک حقہ کے حساب سے تین حقے زکوٰۃ میں ادا کرنے ہوں گے اور جب اونٹوں کی تعداد 150 سے زائد ہوجائے تو اونٹوں کی زکوٰۃ مذکورہ ابتدائی طریقہ پر ادا کی جائے گی وہ اس طرح سے کہ 150 پر تین حقے اور اس کے بعد) مزید 25 اونٹوں سے کم یعنی 24 تک ہر پانچ پر ایک ایک بکری زکوٰۃ میں دی جائے گی۔اس کی روایت طحاوی نے شرح معانی الآثار میں کی ہے۔

تیسری حدیث

36/2636۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس اونٹ 90 سے زیادہ ہوجائیں تو (91 سے لے کر) 120 تک دو حقے (یعنی تین تین سال کی دو اونٹنیاں زکوٰۃ میں دینا) واجب ہے، اور جب اونٹ 120 سے زائد ہوجائیں تو زکوٰۃ مذکورہ ابتدائی طریقہ پر ادائی کی جائے گی، وہ اس طرح کہ ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہوگی اور جب اونٹ 25 ہوجائیں تو اونٹوں کی زکوٰۃ (مذکورہ بالا طریقہ پر ادا ہوگی یعنی ہر 25 پر ایک مادہ بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی واجب ہے) اور جب اونٹ زیادہ ہوجائیں تو ہر پچاس پر ایک حقہ یعنی 3 سالہ اونٹنی زکوٰۃ میں واجب ہے۔اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور امام محمد نے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کتاب الآثار میں اسی طرح روایت کی ہے۔اور بخاری کی روایت میں اس طرح ہے کہ اگر کسی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر ان اونٹوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر مالک چاہے تو (بطور نفل) کچھ دے سکتا ہے اور جب اونٹوں کی تعداد پانچ ہوجائے تو ایک بکری زکوٰۃ میں دینی واجب ہے اور اگر کسی کے پاس (61 سے 75 تک) اونٹ موجود ہیں جس کی وجہ سے ایک جذعہ یعنی چار سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے مگر اس کے پاس جذعہ موجود نہیں ہے بلکہ حقہ یعنی تین سالہ اونٹنی موجود ہے تو ایسی صورت میں حقہ قبول کرلیا جائے گا اور حقہ کے ساتھ دو بکریاں بھی لی جائیں، اگر اس کے پاس بکریاں موجود ہوں ورنہ (دو بکریوں کے معاوضہ میں) بیس درہم لئے جائیں گے (دو بکریوں کے معاوضہ میں بیس درہم لینے کا جو ذکر ہے وہ تعین شرعی نہیں ہے، اس لئے کہ قیمتیں ہمیشہ گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہیں اس لئے دو بکریوں کی قیمت جو بھی متعین ہو وہ لی جائے (جیسا کہ سندھی، بنایہ، عنایۃ اور عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔12) اور اگر کسی کے

پاس (46 سے 60 تک) اونٹ موجود ہیں، جس کی وجہ سے اس پر (زکوٰۃ میں) ایک حقہ یعنی تین سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے مگر اس کے پاس حقہ نہیں ہے بلکہ جذعہ موجود ہے تو ایسی صورت میں جذعہ اس سے قبول کرلیا جائے گا اور عامل زکوٰۃ نے (چونکہ حقہ یعنی تین سالہ اونٹنی کی بجائے جذعہ یعنی چار سالہ اونٹنی قبول کی ہے تو ایک سال زیادہ عمر کی اونٹنی لینے کے معاوضہ میں مالک کو) بیس درہم یا دو بکریاں (دو بکریوں کی جو بھی قیمت معین ہو) ادا کرے گا اور اگر کسی کے پاس (46 سے 60 تک) اونٹ موجود ہیں جس کی وجہ سے اس پر (زکوٰۃ میں) ایک حقہ یعنی تین سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے مگر اس کے پاس حقہ نہیں ہے بلکہ اس کے پاس بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی موجود ہے تو ایسی صورت میں اس سے بنت لبون قبول کرلی جائے گی اور (چونکہ مالک نے حقہ یعنی تین سالہ اونٹنی کی بجائے بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی دی ہے تو ایک سال کم عمر کی اونٹنی دینے کے معاوضہ میں مالک) دو بکریاں یا بیس درہم (یا دو بکریوں کی جو بھی قیمت معین ہو، عامل زکوٰۃ کو بنت لبون کے ساتھ) دے گا اور اگر کسی کے پاس (36 سے 45 تک) اونٹ موجود ہیں جس کی وجہ سے اس پر (زکوٰۃ میں) ایک بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے اور اس کے پاس بنت لبون موجود نہیں بلکہ بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی موجود ہے تو ایسی صورت میں اس سے بنت مخاض قبول کرلی جائے گی اور (چونکہ مالک نے بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی کے بجائے بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی دی ہے تو ایک سال کم عمر کی اونٹنی دینے کے معاوضہ میں) دو بکریاں یا بیس درہم (یا دو بکریوں کی جو بھی قیمت معین ہو، عامل زکوٰۃ کو بنت مخاض کے ساتھ) دیدے اور جس شخص کے پاس (25 سے 35 تک اونٹ موجود ہوں) جس کی وجہ سے اس پر (زکوٰۃ میں) بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی واجب ہوتی ہے مگر اس کے پاس بنت مخاض نہیں ہے بلکہ اس کے پاس بنت لبون یعنی دو سالہ اونٹنی موجود ہے تو اس سے بنت لبون قبول کرلی جائے گی (اور چونکہ مالک نے ایک سال زائد عمر کی اونٹنی دی ہے اس لئے) عامل زکوٰۃ مالک کو بیس

درہم یا دو بکریاں (یا دو بکریوں کی جو بھی قیمت معین ہو واپس) دیدے اور اگر مالک کے پاس بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی جو (زکوۃ میں) واجب الادا ہے دینے کے قابل (اس لئے) نہیں ہے (کہ وہ یا تو بہت بیمار یا لاغر ہے یا بہت اعلی درجہ کی ہے اور زکوۃ میں متوسط مال دیا جاتا ہے) بلکہ مالک کے پاس ابن لبون یعنی دو سالہ نر اونٹ موجود ہے تو ابن لبون ہی (بنت مخاض کے بدلہ میں) (اس سے قبول کرلیا جائے گا اور (بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی کے بجائے دو سالہ نر اونٹ جو لیا جارہا ہے اس کے معاوضہ میں) مالک سے کچھ اور نہیں لیا جائے گا (اور نہ عامل زکوۃ مالک کو کچھ واپس کرے گا کیوں کہ بنت مخاض یعنی ایک سالہ اونٹنی اور ابن لبون یعنی دو سالہ نر اونٹ کو مساوی سمجھا گیا ہے) اور بکریوں کی زکوۃ یہ ہے کہ اگر بکریاں چرنے والی ہوں (اور ان پر ایک سال گزر جائے) تو چالیس بکریوں سے ایک سو بیس بکریوں تک (زکوۃ میں) ایک بکری دینا واجب ہے اور جب بکریاں 120 سے زائد ہو جائیں تو 121 سے 200 تک دو بکریاں اور جب 200 سے زائد ہو جائیں تو 201 سے 300 تک تین بکریاں اور جب بکریاں 300 سے زائد ہو جائیں تو ہر سو بکریوں پر ایک بکری واجب ہوگی، یعنی جب بکریاں 400 ہو جائیں تو چار بکریاں (زکوۃ میں) واجب ہوں گی، اور اگر کسی شخص کے پاس چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ان میں زکوۃ واجب نہیں، ہاں اگر ان کا مالک چاہے تو (بطور نفل) کچھ دیدے، اور زکوۃ میں بوڑھی بکری (جو لاغر اور بیمار ہو) نہ دی جائے اور نہ عیب والی بکری دی جائے اور نہ بوک یعنی بکرا دیا جائے۔ البتہ عامل زکوۃ (کسی مصلحت سے) بوک لینا چاہے (تو کوئی مضائقہ نہیں) اور نہ متفرق جانوروں کو اکٹھا کیا جائے (جیسے 40 سے 120 بکریوں پر ایک بکری واجب ہے اور دو شخصوں کے پاس علحدہ علحدہ چالیس بکریاں ہیں تو زکوۃ دیتے وقت یہ حیلہ نہ کریں کہ ان دونوں کی بکریوں کو ملا کر ایک شخص کی بتادیں تاکہ زکوۃ میں ایک ہی بکری دینی پڑے، کیوں کہ اگر علحدہ علحدہ رہیں تو دو بکریاں زکوۃ میں دینا واجب ہوگا) اور زکوۃ

کے خوف سے اکٹھا جانوروں کو علحدہ علحدہ نہ کیا جائے (مثلاً ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں ہیں جس پر اسے ایک بکری زکوۃ میں دینا واجب ہے تو زکوۃ کے وقت ان کو بیس بیس دو شخصوں کے نام پر نہ بتائے تا کہ اس کو زکوۃ دینا نہ پڑے) (اگر دو شخص شراکت میں کام کررہے ہیں تو) جو نصاب شرعی ان دو حصہ داروں کے درمیان واجب ہوگا۔ اس کو یہ دونوں برابر برابر بانٹ لیویں۔ (مثلاً دو آدمیوں کی چالیس بکریاں اکٹھی چرتی ہیں، بیس ایک کی اور بیس ایک کی، اور ہر ایک اپنی بکریوں کو پہچانتا ہے تو عامل زکوۃ نے ایک شخص کی بکریوں میں سے ایک بکری زکوۃ میں لے لی تو دوسرا شخص اپنے شریک کو نصف بکری کی قیمت ادا کردے) اور چاندی (میں دوسو درہم پر) چالیسواں حصہ یعنی 5 درہم (زکوۃ میں) واجب ہیں (اور اگر چاندی دوسو درہم سے کم ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں) (اگر 190 درہم بھی ہوں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں، اگر مالک چاہے تو (بطور نفل) کچھ دیدے۔

اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ 5 اوقیہ سے کم چاندی پر (جس کی قیمت دوسو درہم ہوتی ہے) زکوۃ واجب نہیں، اور (اسی طرح) پانچ اونٹوں سے کم پر بھی زکوۃ واجب نہیں۔

ف: صدر کی حدیث شریف میں مذکور ہے کہ دو بکریوں کے معاوضہ میں بیس درہم لئے جائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوۃ میں جنس کے معاوضہ میں قیمت کا دینا جائز ہے۔ چنانچہ درمختار میں لکھا ہے کہ زکوۃ، عشر، خراج صدقۂ فطر، نذر وغیرہ کے معاوضہ میں قیمتوں کا ادا کرنا جائز ہے اور چرنے والے جانوروں کی زکوۃ میں قیمتوں کا تعین ادائی زکوۃ کے دن بازار کے نرخ کے لحاظ سے ہوگا اور امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک صدقۂ فطر، نذر وغیرہ میں قیمتوں کا تعین جس دن صدقہ فطر وغیرہ واجب ہوں، اس دن کے نرخ کے لحاظ سے ہوگا۔ جیسا کہ درمختار میں مذکور ہے۔ 12

چاندی کی زکوٰۃ اور اس کا نصاب

37/2637۔ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ میں نے (ان) گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کردی ہے (جو تجارت کے لئے نہ ہوں بلکہ سواری اور خدمت کے لئے ہوں) اور تم چاندی کی زکوٰۃ ادا کرو، ہر چالیس درہم پر ایک درہم (درہم چاندی کا سکہ ہوتا ہے جس کا وزن (3-1/2) ساڑھے تین ماشے ہوتا تھا۔ غیاث اللغات۔12) (بشرطیکہ وہ دوسو درہم یا اس سے زیادہ ہوجائیں اور ان پر ایک سال بھی گزر جائے) اور ایک سونوے درہم پر زکوٰۃ واجب نہیں، اور جب پورے دوسو درہم ہوجائیں تو ان پر (ہر چالیس پر ایک درہم کے حساب سے) پانچ درہم واجب ہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور ابن حزم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور متصل السند ہے

38/2638۔ اور دارمی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے توسط سے شرجیل بن عبدکلال اور نعیم بن عبدکلال کے پاس یہ فرمان لکھ بھیجا تھا کہ چاندی کے ہر پانچ اوقیہ پر (جس کی قیمت دوسو درہم ہوتی ہے) پانچ درہم (بطور زکوٰۃ) دیئے جائیں اور جب پانچ اوقیہ یعنی دوسو درہم سے زائد ہوجائے تو اس میں ہر چالیس درہم پر ایک درہم (زکوٰۃ میں) دیا جائے، اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد جید ہے، اور اس کی روایت حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے متصل سند کے ساتھ کی ہے اور یہ سند حسن ہے اور نسائی، ابن حبان اور حاکم (تینوں کی کتابوں) میں یہ روایت مذکور ہے کہ چاندی کے ہر پانچ اوقیہ پر پانچ درہم (زکوٰۃ میں) واجب ہیں اور جب چاندی (پانچ اوقیہ یعنی دوسو درہم سے) زائد ہوجائے تو ہر چالیس درہم پر ایک

درہم (زکوۃ میں) دیا جائے اور پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم) سے کم چاندی پر (زکوۃ میں) کچھ بھی واجب نہیں، اور عمدۃ القاری میں مذکور ہے کہ صاحب التمہید نے کہا ہے کہ ابن المسیب، حسن بصری، مکحول، عطاء، طاؤس، عمرو بن دینار، زہری ان سب حضرات کا چاندی کی زکوۃ کے بارے میں وہی قول ہے جو ابھی اوپر بیان کیا گیا، اور امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی بھی اسی کے قائل ہیں اور خطابی کا بیان ہے کہ شعبی بھی (چاندی کی زکوۃ کے نصاب میں) ان سب حضرات کے مسلک سے متفق ہیں۔

درہم اور دینار کی زکوۃ کا نصاب

39/2639 ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے زکوۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا اور مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں ہر بیس دینار پر (زکوۃ میں) نصف دینار وصول کروں (اس زمانہ میں ایک دینار دس درہم کے برابر ہوتا تھا (جیسا کہ ہدایہ کے "باب زکوۃ المال" میں مذکور ہے۔)، اس طرح بیس دینار کے دوسو درہم ہوئے) اور جو اس سے زیادہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کی مقدار چار دینار (یعنی چالیس درہم) کو پہونچ جائے تو (زکوۃ میں) ایک درہم لیا جائے اور (مجھے) یہ بھی (حکم دیا تھا) کہ میں ہر دوسو درہم پر پانچ درہم (زکوۃ میں) وصول کیا کروں اور جو اس سے زیادہ ہو جائے اور چالیس درہم کی مقدار کو پہونچ جائے تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم لیا کروں۔

اس کی روایت ابوعبیدہ قاسم بن سلّام نے کتاب الاموال میں کی ہے۔

دوسو درہم کے بعد ہر چالیس درہم پر زکوۃ واجب ہوتی ہے

پہلی حدیث

40/2640 ۔ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ

(چاندی کی زکوۃ کا نصاب دوسو درہم ہے، دوسو درہم سے دوسو چالیس درہم تک جو کسرات ہیں مثلاً 220,215,210 وغیرہ ان کسرات پر زکوۃ واجب نہیں (جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔12) البتہ) جب درہم دوسو سے بڑھ کر 240 درہم ہوجائیں تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم (زکوۃ میں) واجب ہوگا۔

اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور امام طحاوی نے احکام القرآن میں دوسرے طریق سے انس رضی اللہ عنہ اور حضرت انس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

دوسری حدیث

41/2641۔ اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے فرماتے ہیں کہ چاندی کی مقدار جب پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم کی قیمت) کو پہونچ جائے تو اس پر (زکوۃ میں) پانچ درہم واجب ہیں اور (دوسو درہم سے زائد مقدار میں) ہر چالیس درہم پر ایک درہم (زکوۃ میں) دیا جائے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

گائے بیل کی زکوۃ اور ان کا نصاب

42/2642۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں (اس طرح) ہے کہ (جب کسی کے پاس بکریاں چالیس ہوجائیں تو) 40 سے 120 بکریوں تک (زکوۃ میں) ایک بکری دینا واجب ہے اور جب بکریاں 120 سے زائد ہوجائیں تو 121 سے 200 تک دو بکریاں اور جب 200 سے زائد ہوجائیں تو 201 سے 300 تک تین بکریاں، اور جب بکریاں 300 سے زائد ہوجائیں تو ہر سو بکریوں پر ایک بکری واجب ہوگی اور اگر کسی کے پاس بکریاں (40 سے کم یعنی) 39 ہوں تو (ایسی صورت میں) تم پر کچھ بھی زکوۃ واجب نہیں (اگر کسی کے پاس چرنے والی گائیں یا بیل ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو) ایسی گائیوں میں ہر تیس گائیوں پر (زکوۃ میں) تبیع یعنی ایک سالہ بچھڑا

(مادہ ہو یا نر) لیا جائے گا اور گائیوں کی تعداد چالیس ہو جائے تو مُسِنّہ یعنی دو سالہ گائے یا بیل (زکوۃ میں) لی جائے گی اور ایسے جانور جن سے (کھیتی وغیرہ میں) کام لیا جاتا ہو (اگرچہ کہ وہ نصاب کو پہونچ جائیں تو) ان پر زکوۃ نہیں ہے اور درمختار میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی کے پاس چالیس سے زائد گائے، بیل ہوں تو چالیس سے لے کر ساٹھ تک زکوۃ معاف ہے اور جب گائے، بیل ساٹھ ہو جائیں تو ان پر دو تبیعہ (زکوۃ میں) لئے جائیں گے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے اور بقیہ تینوں ائمہ یعنے امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل بھی اسی کے قائل ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ یہ ینابیع اور تصحیح القدوری کے حوالہ سے بحر سے منقول ہے اور محیط میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے اس بارے میں جو روایات منقول ہیں ان میں اوفق یہی روایت ہے، یہاں اوفق سے مراد یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ اور اکثر فقہاء اسی روایت پر متفق ہیں اور جوامع الفقہ میں لکھا ہے کہ یہی قول مختار ہے اس کو علامہ عینی نے بنایہ میں بیان کیا ہے اور عمدۃ الرعایۃ میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ چالیس سے زیادہ گائے، بیل پر زکوۃ نہیں ہے یہاں تک کہ 60 ہو جائیں، البتہ یہ 60 ہو جائیں تو ان پر زکوۃ واجب ہے، اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ نہر، بحر اور درمختار وغیرہ میں مذکور ہے۔ 12

گائے بیل کی زکوۃ کا بیان

43/2643۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کو یمن روانہ کیا تو انھیں حکم دیا گائے، بیل (کی زکوۃ) میں ہر تیس پر ایک سالہ گائے یا (ایک سالہ بچھڑا لیا کریں اور چالیس پر ایک مُسِنّہ یعنے دو سالہ گائے (یا دو سالہ بچھڑا زکوۃ میں) لیا کریں۔

اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

گائے کے نصاب سے کم پر زکوٰۃ نہیں

44/2644۔ طاؤس رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس گائے کی زکوٰۃ میں ان کا وقص پیش کیا گیا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وقص پر زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے۔

اس کی روایت دارقطنی اور امام شافعی نے کی ہے اور امام شافعی نے فرمایا ہے کہ وقص اتنی تعداد کو کہتے ہیں جو زکوٰۃ کے نصاب سے کم ہو۔

120 اونٹوں کے بعد زکوٰۃ کا نصاب

45/2645۔ بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اپنے دادا کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ 120 اونٹوں کے بعد (جیسا کہ ہدایہ، بنایہ، اور اعلاء السنن میں مذکور ہے۔12) ہر چالیس اونٹوں پر جبکہ وہ چرنے والے ہوں ایک بنت لبون (یعنی دوسالہ اونٹنی زکوٰۃ میں) واجب ہے۔ اس کی روایت نسائی، ابوداؤد اور حاکم نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ف: حدیث شریف میں "سائمہ" پر زکوٰۃ واجب ہونے کا ذکر ہے۔ سائمہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جن کو جنگلوں میں چرایا جاتا ہے، اور اس سے مقصد دودھ حاصل کرنا اور نسل بڑھانا ہوتا ہے اور سواری یا بار برداری کے لئے استعمال نہ کئے جاتے ہوں۔ سائمہ کے لئے یہ شرط بھی نہیں کہ وہ پورا سال چرتے ہوں بلکہ وہ سال کے اکثر حصہ میں چرا کرتے ہیں درمختار، ردالمحتار۔12

جن جانوروں سے کام لیا جاتا ہے ان پر زکوٰۃ نہیں

پہلی حدیث

46/2646۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جن جانوروں (یعنی

گائے، بیل، اونٹوں وغیرہ) سے (کھیتی باڑی یا بار برداری کا) کام لیا جاتا ہو، ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور ابن القطان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

دوسری حدیث

47/2647۔ طاؤس رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذؓ ایسے گائے، بیل پر زکوۃ نہیں لیا کرتے تھے جن سے (کھیتی باڑی یا بار برداری کا) کام لیا جاتا تھا۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

تیسری حدیث

48/2648۔ مغیرہ رحمۃ اللہ حضرت ابراہیم نخعی اور مجاہد رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں، کہ ان دونوں نے فرمایا ہے کہ جن گائے، بیل سے (کھیتی باڑی یا بار برداری کا) کام لیا جاتا ہو، ان پر زکوۃ نہیں ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

چوتھی حدیث

49/2649۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن گائے بیل سے کھیتی باڑی کا کام لیا جاتا ہو، ان پر کچھ بھی زکوۃ نہیں لی جائے گی۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

چوپائے سے ہلاک ہونے اور کنویں یا کان میں ہلاک ہونے والے کے احکام اور کان یا دفینہ کی زکوۃ کی تفصیل

50/2650۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اگر چوپائے سے (کوئی شخص) زخمی یا ہلاک ہوجائے (جب کہ اس چوپائے کے ساتھ کوئی چرواہا یا ہانک لے

جانے والا موجود نہ ہو، خواہ دن کا وقت ہو یا رات کا تو) اس طرح زخمی ہو جانے یا ہلاک ہو جانے کا تاوان مالک پر واجب نہیں بلکہ) معاف ہے (اور اگر چوپائے کے ساتھ چرواہا یا ہانک لے جانے والا موجود ہو اور کوئی حادثہ پیش آجائے تو وہ اس حادثہ کا ذمہ دار ہوگا اور اس سے تاوان لیا جائے گا اور معاف نہ ہوگا، اس لئے کہ یہ حادثہ اس کی کوتاہی سے ہوا ہے، اس وجہ سے وہ نقصان کی تلافی کا ذمہ دار ہے) اور کنویں میں گر کر کوئی مرجائے یا کنواں کھودنے میں کوئی مرجائے تو (کنواں کھدوانے والے پر اس کا تاوان نہ ہوگا بلکہ یہ) معاف ہے (جب کہ کنواں اس کی مملوکہ زمین میں کھدوایا گیا ہو، اگر کنواں عام راستہ پر یا دوسروں کی زمین میں بغیر اجازت کے کھدوایا گیا ہے اور اس میں اگر کوئی مرجائے تو ایسی صورت میں کھدوانے والے پر اس کا تاوان عائد ہوگا، ہاں اگر اجازت سے کنواں کھدوایا گیا ہے تو کھدوانے والے پر تاوان (ردالمحتار اور مرقات۔12) عائد نہ ہوگا) اور اگر کان کھودنے میں کوئی مرجائے تو کان کھدوانے پر اس کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی (بشرطیکہ کان اس کی مملوکہ زمین میں ہو، یا اس نے حاکم کی اجازت سے کان کھدوائی جب کہ زمین اس کی مملوکہ نہ ہو) (کوکب دری۔12) اور رِکاز یعنی کان یا دفینہ میں پانچواں حصہ (زکوٰۃ میں) واجب ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

زکوٰۃ کی وصولی میں ظلم اور زیادتی کرنے والے کی وعید

51/2651۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (زکوٰۃ کی وصولی میں) زیادتی کرنے والا (یعنی ایسا عامل جو معین مقدار سے زیادہ مال لے، یا چن کر اچھا مال لے) اس شخص کی مانند ہے جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والا ہو، یعنے دونوں کا گناہ برابر ہے۔ اس

حدیث کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے ہے۔

تخمینہ لگا کر زکوۃ وصول کرنے کی ممانعت

52/2652۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرص یعنی تخمینہ لگا کر زکوۃ وصول کرنے سے منع فرمایا ہے، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اگر تمہارے بھائی کے پھل تلف ہو جائیں تو تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے مال کو باطل یا حرام طریقہ سے کھالے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرص یعنی تخمینہ لگا کر زکوۃ وصول کرنے سے منع فرمایا ہے، خرص کی تفصیل یہ ہے کہ جب کھجور یا انگور یا اور اسی قسم کے اور پھل جن پر زکوۃ واجب ہے پکنے لگیں تو بادشاہ کسی تجربہ کار آدمی کو روانہ کرے کہ وہ کھجور یا انگور وغیرہ کو دیکھ کر بتائے اور اندازہ لگائے کہ یہ پھل سوکھ کر کس قدر ہونگے پھر حساب کر کے پھلوں کا دسواں حصہ معین کر دے جس کو زکوۃ میں ادا کرنا ہوگا۔ پھر پھلوں کو مالک کے ذمہ چھوڑ دے، اور جب پھل پک کر سوکھ جائیں تو اس وقت آ کر دسواں حصہ لے لے، جس کو پہلے معین کر چکا تھا اس کی ممانعت امام طحاوی کی مذکور الصدر حدیث سے ثابت ہوتی ہے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ پھل کا تخمینہ قائم کر کے اس طرح زکوۃ معین کرنا سود کا سبب ہو جاتا ہے اور خرص کے جواز میں جتنی حدیثیں وارد ہیں وہ درحقیقت اس زمانہ کی بات ہے جس وقت سودی لین دین کی حرمت وارد نہیں ہوئی تھی اور جب سود کی حرمت نازل ہوئی تو اس قسم کے سودی لین دین کی حرمت بھی ہو چکی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح میں مروی ہے اس میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ سود کی حرمت حجۃ الوداع میں نازل ہوئی ہے۔ (ماخوذ از مرقات)

شہد کی زکوۃ کا بیان

53/2653۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہد پر (زکوۃ

میں) دسواں حصہ لیا ہے۔

اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ابو داؤد اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ہدایہ میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے پاس شہد کی زکوٰۃ میں عشر واجب ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، جبکہ وہ عشری زمین میں نکلتا ہو۔

زیورات کی زکوٰۃ کا حکم اور نہ دینے کی وعید

پہلی حدیث

54/2654 ۔ زینب رضی اللہ عنہا جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں ان سے روایت ہے وہ فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا اے عورتو! تم اپنے مال کی زکوٰۃ نکالو اگرچہ کہ وہ تمہارے زیورات ہی میں سے ہو۔ کیونکہ تم میں سے قیامت کے دن اکثر (مال کی محبت میں زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے) دوزخی ہوں گے۔

اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور میرک نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ اکثر عورتیں زیورات کی زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے دوزخی ہوں گی۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی وعید اسی وقت ہوتی ہے جبکہ کوئی فرض حکم چھوٹ گیا ہو، تو اس حدیث شریف میں زیورات کی زکوٰۃ نہ دینے پر جو وعید مذکور ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ 12

دوسری حدیث

55/2655 ۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی اور اس کے ہاتھ میں سونے کے دو

موٹے کنگن تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان خاتون سے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے جواب دیا جی نہیں (زکوٰۃ نہیں ادا کرتی ہوں) اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند ہے کہ قیامت کے دن (زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے سزا کے طور پر) اللہ تعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنادیں۔ راوی نے کہا (یہ سن کر) ان خاتون نے دونوں کنگن لڑکی کے ہاتھ سے اتار کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دئے اور کہنے لگیں کہ یہ دونوں کنگن اللہ اور اللہ کے رسول کے نذر ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

تیسری حدیث

56/2656۔ عبداللہ بن شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ فرمانے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک مرتبہ) میرے پاس تشریف لائے تو میرے ہاتھ میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھ کر دریافت فرمائے، اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میں نے یہ اس لئے بنوائی ہیں تاکہ آپ کے لئے آرائش کرسکوں (یہ سن کر) آپ نے دریافت فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں یا اس کے علاوہ کچھ اور جواب دیا جو اللہ کو منظور تھا، تو اس پر آپ نے ارشاد فرمایا تمہیں جہنم میں لے جانے کے لئے بس یہی کافی ہے۔

اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور حاکم نے اس کی تخریج اپنی مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح حدیث ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

چوتھی حدیث

57/2657۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہے کہ

میں سونے کے زیور پہنا کرتی تھی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کیا یہ کنز ہے (یعنی خزانہ ہے کہ جس کی برائی بیان کی گئی ہے) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مال زکوۃ ادا کرنے کی مقدار (نصاب) کو پہونچ جائے اور اس کی زکوۃ دیدی جائے تو وہ کنز نہیں۔

اس کی روایت امام مالک اور ابو داؤد نے کی ہے اور حاکم نے اس کی تخریج مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے اگرچیکہ امام بخاری نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا احادیث میں سونے چاندی کے زیورات پر زکاۃ نہ دینے کی سخت وعیدیں وارد ہیں اور اس قسم کی وعیدیں اسی وقت وارد ہوتی ہیں جبکہ کوئی فرض چھوٹ رہا ہو تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے زیورات پر زکوۃ فرض ہے۔12

تجارتی سامان پر زکوۃ کا حکم

58/2658 ۔ سمرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس سامان میں سے زکوۃ نکالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے جس کو ہم فروخت (اور تجارت) کے لئے جمع کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

(2/82)باب صدقة الفطر

(صدقۂ فطر کے وجوب کا بیان)

صدقۂ فطر کے احکام اور مسائل

ف: صدقہ فطر ہر ایسے مسلمان پر واجب ہے جس پر زکوۃ واجب ہے یا اس پر زکوۃ تو واجب نہیں لیکن اس کے پاس ضروری اسباب سے زیادہ اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے جتنی قیمت پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر عیدالفطر کے دن صدقہ دینا واجب ہے خواہ وہ تجارت کا مال ہو یا نہ ہو، اور خواہ اس مال پر سال گزرے یا نہ گزرے۔ اس صدقہ کو شریعت میں صدقۂ فطر، فطرہ اور زکوۃ بھی کہتے ہیں۔

صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ بیوی اور بالغ بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں اگر بیوی اور بالغ بچوں کی طرف سے بھی ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔

صدقۂ فطر میں گیہوں یا گیہوں کا آٹا نصف صاع جس کے اِس زمانہ کے پیمانہ کے لحاظ سے دو کیلو ہوتے ہیں دینا چاہئے اور اگر جو یا جو کا آٹا دیوے تو اس کا دگنا ادا کرنا ہوگا۔ اگر گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج جیسے جوار یا چنا دے تو مذکورہ مقدار گیہوں یا جو کی قیمت کی جوار یا چنا دیدے اور اگر گیہوں اور جو نہیں دیئے بلکہ اتنے گیہوں یا جو کی قیمت دیدے تو قیمت دینا بھی جائز ہے۔

ایک آدمی کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دیدے، دونوں باتیں جائز ہیں اور اگر کئی آدمیوں کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دیدے تو یہ بھی درست ہے اور فطرہ کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔ (ہدایہ، ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیری) 12

وقول اللہ عزوجل "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ط وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى " اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (پ 30 ع 1 سورۂ اعلیٰ میں) بامراد ہوا وہ شخص (جس نے عیدالفطر کے دن صدقۂ فطر دے کر) پاکی حاصل کی اور اپنے پروردگار کا ذکر کیا (یعنی تکبیرات عید کہتا ہوا نماز عید کے لئے چلا) پھر نماز (عید) ادا کی (اس آیت شریف کا ترجمہ تفسیرات احمدیہ بیضاوی اور معالم التنزیل کے لحاظ سے کیا گیا ہے)

ف: تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ "تَزَكّٰى" سے مراد صدقۂ فطر کا ادا کرنا ہے اور ترغیب و ترہیب میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے آیت صدر کی تفسیر میں مروی ہے کہ "مَنْ تَزَكّٰى" سے مراد وہ شخص ہے جس نے صدقۂ فطر ادا کیا۔12

صدقۂ فطر کا نصاب

59/2659۔ عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر سے ایک دو دن پہلے لوگوں کو مخاطب فرمائے اور ارشاد فرمائے کہ ہر دو آدمیوں کی طرف سے ایک صاع گیہوں (صدقہ فطر میں) ادا کرنا (واجب) ہے (یہاں دو آدمیوں میں ایک صاع کا جو ارشاد ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک آدمی پر) خواہ وہ آزاد ہو یا غلام (عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا بڑا (جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔12)) نصف صاع کی مقدار واجب ہے۔ گیہوں کے سوا اگر کھجور یا جو ہوں تو ہر آدمی کی جانب سے ایک صاع کی مقدار ادا کرنا (واجب) ہے۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے اور شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور ابوداؤد نے بھی اس کی روایت اسی کے قریب قریب کی ہے۔

صدقۂ فطر کا وجوب

پہلی حدیث

60/2660۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں ایک آدمی کو یہ نداء دینے کے لئے روانہ فرمائے تھے کہ ہر مسلمان پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے، اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اگرچیکہ بخاری اور مسلم نے ان الفاظ سے اس حدیث کی روایت نہیں کی ہے۔

دوسری حدیث

61/2661 ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرمائے ہیں کہ صدقۂ فطر ہر چھوٹے، بڑے آزاد اور غلام کی جانب سے ادا کیا جائے، جن کی پرورش کی ذمہ داری تم پر ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

تیسری حدیث

62/2662 ۔ ابن مبارک ابن لھیعہ سے وہ عبید اللہ ابن ابی جعفر سے اور وہ اعرج سے اور اعرج ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوہریرہ صدقہ فطر ہر اس شخص کی جانب سے ادا کرتے تھے جو ان کے زیر پرورش ہوتا، چاہے وہ نابالغ ہو، یا بالغ، آزاد ہو یا غلام، اگرچیکہ غلام نصرانی کیوں نہ ہو اگر گیہوں ہوتے تو دو مد اور اگر کھجور ہوتے تو ایک صاع (ہر ایک کی جانب سے صدقۂ فطر میں دیا جاتا تھا)۔ اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کی ہے۔

بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنے کے مسائل

ف: مذکورۂ بالا دونوں حدیثوں میں صدقۂ فطر چھوٹے بچوں کے ساتھ بڑے یعنی بالغ بچوں کی طرف سے بھی ادا کرنے کا ذکر ہے جبکہ یہ زیر پرورش ہوں۔ ردالمحتار میں لکھا ہے کہ باپ پر اپنے

بالغ بچّہ کی طرف سے اس وقت صدقہ فطرادا کرنا واجب ہے جبکہ وہ مجنون ہو، اگر بالغ بچہ عاقل بھی ہوتو باپ کے ذمہ ایسی صورت میں صدقہ فطرادا کرنا واجب نہیں، اگر باپ ایسے بچہ کی طرف سے صدقہ فطرادا کردے تو استحساناً جائز ہے اور صدقۂ فطرادا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شوہر کے ذمہ بیوی کی طرف سے صدقۂ فطرادا کرنا واجب نہیں، اگر شوہر بیوی کی طرف سے صدقۂ فطرادا کردے تو استحساناً جائز ہے اور صدقۂ فطرادا ہو جاتا ہے۔12

صدقۂ فطر اپنے ہر غلام کی طرف سے ادا کیا جائے اور صدقۂ فطر عید کے دن، اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی ادا کیا جاسکتا ہے

63/2663۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان اپنے ہر غلام کی طرف سے چاہے وہ یہودی ہو یا نصرانی ہی کیوں نہ ہو صدقۂ فطر ادا کرے۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں کی ہے،

64/2664۔ اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ صدقۂ فطر نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے ادا کردیا جائے

65/2665۔ اور بخاری کی ایک اور روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم صدقۂ فطر عید الفطر کے ایک دن یا دو دن پہلے ادا کردیا کرتے تھے۔

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ مستحب ہے کہ صدقۂ فطر عید الفطر کے دن صبح صادق کے بعد عیدگاہ جانے سے پہلے دیدیا جائے، اور اگر عید الفطر کے دن سے پہلے اور بعد میں صدقۂ فطر دیدے تو بھی درست ہے، کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم صدقۂ فطر عید الفطر کے پہلے ادا کردیا کرتے تھے، جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں مذکور ہے۔ صاحب ردالمحتار نے اس بارے میں یہ صراحت کی ہے کہ صحابہ اس قسم کے کام اسی وقت انجام دیتے جبکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں سنا ہو، یا حضور کو کرتے دیکھا ہو۔12

صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

66/2666۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ صدقہ فطر ہر تونگر (پر واجب) ہے۔

اس کی روایت امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے اور امام بخاری نے اس کو اپنی صحیح میں تعلیقاً کتاب الوصایا میں بیان کیا ہے اور امام بخاری کی تعلیقات کا حکم احادیث صحیحہ کا ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ صدقۂ فطر غنی یعنی تونگر پر واجب ہے اور شریعت میں تونگر ایسے شخص کو کہتے ہیں جس پر زکوۃ واجب ہو، یا اس پر زکوۃ تو واجب نہیں لیکن اس کے پاس ضروری اسباب (جیسے گھر، کپڑے اور گھر کا سامان وغیرہ) سے زیادہ اتنی قیمت کا مال واسباب ہو کہ جتنی قیمت پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے، خواہ وہ تجارت کا مال ہو، یا نہ ہو اور خواہ اس پر سال گزرے یا نہ گزرے (ہدایہ۔ ردالمحتار)

صدقۂ فطر کا نصاب اور اس کی تحقیق

67/2667۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کو مکہ معظّمہ یہ ندا دینے کے لئے روانہ فرمائے کہ صدقۂ فطر اسلام کا (ایک شرعی) حق ہے جس کا ادا کرنا (ہر مسلمان پر) واجب ہے (اور جس کی مقدار یہ ہے) گیہوں (دینا چاہے تو ہر آدمی کی طرف سے) دو مدّ اور (اگر) جو یا کھجور (دینا چاہے) تو ایک صاع (دیا جائے)۔

اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بزار نے بھی اس کی روایت اسی طرح کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں صدقۂ فطر کی مقدار دو مدّ گیہوں مقرر فرمائی گئی ہے، واضح ہو کہ اس زمانہ کے پیمانہ کے لحاظ سے دو مدّ کے دو کیلو ہوتے ہیں، اور جو یا کھجور کی مقدار ایک صاع مقرر فرمائی گئی ہے جس کے چار کیلو ہوتے ہیں، کیونکہ دو مدّ نصف صاع کے برابر ہوتے ہیں، جس کو امام

طحاوی نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے اور بیہقی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور عبدالرزاق نے حضرات ابن زبیر، جابر، ابن عباس، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور ابوداود اور دارقطنی کے پاس دومدّ نصف صاع کے برابر ہونے کے بارے میں مرفوع حدیثیں بھی مروی ہیں، اور اگر گیہوں کے بجائے صدقہ فطر میں کھجور یا جو دی جائے تو ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع مقدار کا ادا کرنا ایسی احادیث سے ثابت ہے جس کی روایت سنن کی کتابوں میں صحیح حدیثوں کے ذریعہ کی گئی ہے جیسا کہ عمدۃ الرعایہ میں مذکور ہے۔12

صدقۂ فطر کا نصاب

پہلی حدیث

68/2668۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک منادی کو مکہ معظّمہ کی گلیوں میں یہ ندا دینے کے لئے روانہ فرمائے کہ صدقۂ فطر کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے، اور (نداء کے الفاظ میں) یہ بھی (تھا) کہ (اگر) گیہوں (دیئے جائیں تو) دومدّ دیئے جائیں۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

دوسری حدیث

69/2669۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں صدقہ فطر میں (ایک ایک آدمی کی طرف سے) دو دومدّ گیہوں دیا کرتے تھے، یہ وہی مد ہوتا تھا جس کو ہم کھانے پینے (کے اجناس کے ناپ تول) میں استعمال کرتے تھے۔اس کی روایت امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے۔

تیسری حدیث

70/2670۔ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ فطر (کی مقدار) دومدّ مقرر فرمائے ہیں۔

اس کی روایت ابوداود نے اپنی مراسیل میں کی ہے، اور امام طحاوی نے بھی سعید بن المسیب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

صدقہ فطر روزہ کی کوتاہیوں کا کفارہ اور مساکین کی خوراک کا سبب ہے

71/2671۔ اور ابوداود کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر کو روزہ کی حالت میں ہونے والے بیہودہ کاموں اور فحش باتوں سے پاک کرنے والا قرار دیا ہے اور حضورؐ نے (صدقہ فطر کو) اس لئے بھی (واجب) قرار دیا ہے کہ اس سے مساکین کی خوراک کا انتظام ہوتا ہے۔

صدقۂ فطر کے وجوب کی علت

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے ''زکوٰۃ الفطر طھر للصیام من اللغو والرفث وطعمۃٌ للمساکین'' (روزہ میں جو لغو کام اور فحش باتیں ہو جائیں، صدقہ فطر ان کے لئے کفارہ ہے اور صدقہ فطر سے مساکین کی خوراک کا بھی انتظام ہو جاتا ہے)

فقہاء نے بالغ اور مکلف لوگوں پر صدقہ فطر کے وجوب کی علت طھر للصیام کو قرار دی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ'' (نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں) اور نابالغ بچوں پر صدقہ فطر کے وجوب کی علت طعمۃ للمساکین قرار دی گئی ہے، اس لئے کہ بچوں پر روزہ فرض نہیں، اس لئے کہ وہ غیر مکلف ہیں تو بچوں پر صدقہ فطر اس لئے واجب ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنے سے مساکین کی خوراک انتظام ہو جاتا ہے۔ (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)12

(3/83) باب من لا تحل لہٗ الصّدقۃ

(اس باب میں ان لوگوں کا بیان ہے جن کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر لینا جائز نہیں)

وقول اللہ عزوجل ''خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ'' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ توبہ پ 11۔ ع 13 میں) آپ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ یا نفل خیرات) لے لیجئے (اور اس کو مساکین میں تقسیم فرمادیجئے) (جس کے ذریعہ سے) آپ ان کو پاک وصاف کردیں گے (اس آیت شریف کا ترجمہ تفسیر خازن اور تفسیرات احمدیہ کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔12)۔ (ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ زکوٰۃ کا مال اس مال کی طرح ہے جو میل کو صاف کرتا ہے، تفسیرات احمدیہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے)

وقولہٗ ''اَوْمِسْكِيْنًا ذَامَتْرَبَةٍ ط'' (سورۃ البلد پ 30 ع 1) یا کسی مسکین خاک نشین کو (کھانا کھلانا)

زکوٰۃ اور صدقہ کا لینا حضور پر حرام ہے

پہلی حدیث

72/2672۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستہ سے گزر رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک کھجور پر پڑی جو راستہ میں (پڑا ہوا) تھا، آپ اس کو دیکھ کر فرمائے اگر مجھے اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ کہیں صدقہ کا ہو تو میں اس کو کھالیتا (لیکن میں اس کو نہیں کھایا، اس خوف کہ کہیں یہ صدقہ کا ہو)۔ اس کی

روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

دوسری حدیث

73/2673۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب (کہیں سے) کھانا پیش کیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرماتے کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر عرض کیا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ (ان) اصحاب سے (جو اہل بیت سے نہ ہوں) فرماتے آپ لوگ کھالیجئے اور اگر یہ عرض کیا جاتا کہ (یہ کھانا) ہدیہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دست مبارک بڑھاتے اور اپنے صحابہ کے ساتھ تناول فرماتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بنی ہاشم پر زکوٰۃ اور صدقہ لینا حرام ہے

پہلی حدیث

74/2674۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے زکوٰۃ (جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔12) کے کھجور میں سے ایک کھجور لے کر منہ میں ڈال لیا (یہ دیکھ کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کِخ کِخ (یعنی تھوک دو، تھوک دو) فرمایا تا کہ وہ کھجور منہ سے نکال کر پھینک دیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تفہیم کے لئے) فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ ہم (بنی ہاشم) زکوٰۃ اور صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی تحقیق

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "اِنَّا لَا نَاْکُلُ الصَّدَقَةَ" (ہم (بنی ہاشم)

زکوٰۃ اور صدقہ نہیں کھاتے ہیں) اسی بناء پر درمختار میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر بنی ہاشم کو نہ دیئے جائیں۔ چنانچہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ بنی ہاشم کو صدقہ دینا مطلقاً منع ہے اور علامہ عینیؒ نے فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کا کسی بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ بھی ناجائز ہے جیسا کہ نہر میں مذکور ہے۔ شرح النقایہ میں لکھا ہے کہ امام طحاوی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ بنی ہاشم کو اس زمانہ میں ہر قسم کے صدقات لینا جائز ہے اور صدقات لینے کی حرمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں تھی کیونکہ بنو ہاشم کو مال غنیمت میں خمس ملا کرتا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ساقط ہوگیا۔ جس کی وجہ سے بنو ہاشم کے لئے صدقات کا قبول کرنا جائز ہوگیا۔ امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات بنی ہاشم کو دینا جائز ہے۔ 12

دوسری حدیث

75/2675۔ عبدالمطلب بن ربیعۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ یہ صدقات لوگوں کے (اموال کے) میل ہیں (جو لوگوں کو اور ان کے مالوں کو پاک کرتے ہیں اس لئے) نہ تو یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال ہیں، نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے لئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

جن بنو ہاشم کو صدقہ دینا حرام ہے ان کی تفصیل

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ صدقات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال نہیں، اس بارے میں مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ یہاں ''آل محمدؐ'' سے مراد اقربا یعنی بنو ہاشم ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:۔

اولاد حارث بن عبدالمطلب، اولاد عباس بن عبدالمطلب، اولاد حضرت علی بن ابی طالب، اولاد جعفر بن ابی طالب، اولاد عقیل بن ابی طالب، ہدایہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

باندی جب آزاد کردی جائے تو اس کو سابقہ نکاح فسخ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے

76/2676۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ بُرِیرۃ (جو حضرت عائشہ کی آزاد کردہ باندی تھیں) کی وجہ سے شریعت کے تین احکام معلوم ہوئے (ایک) یہ کہ جب بُرِیرۃ آزاد کردی گئیں تو ان کو اپنے شوہر کے نکاح میں رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دیدیا گیا (اس کو خیار عتق کہتے ہیں۔خیار عتق یہ ہے کہ باندی جب آزاد کردی جائے تو وہ مختار ہے کہ چاہے تو وہ اپنے سابقہ نکاح کو فسخ کردے یا باقی رکھے خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام) (جیسا کہ اشعۃ اللمعات اور مرقات میں مذکور ہے)۔

مالک بھی آزاد کردہ غلام یا باندی کا وارث ہوسکتا ہے

(دوسرا حکم یہ تھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بُرِیرۃ کے آزاد کرنے کے موقع پر) ارشاد فرمائے کہ حق ولاء اسی کو حاصل ہے جس نے اس کو آزاد کیا (یعنی غلام یا باندی کو کوئی آزاد کردے اور اس کے بعد ان کے پاس مال ودولت آجائے پھر وہ مرجائیں اور ان کا کوئی حقیقی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا ہی ان کا وارث ہوگا۔اس حق کو حق ولاء کہتے ہیں) (جیسا کہ اشعۃ اللمعات اور نورالانوار میں مذکور ہے۔12)

صدقہ لینے والا صدقہ لینے کے بعد اس مال کو بطور ہدیہ دوسروں کو دے سکتا ہے

(تیسرا حکم یہ تھا کہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک دفعہ تشریف لائے اس وقت ہانڈی میں گوشت پک رہا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روٹی اور گھر کا دوسرا سالن پیش کیا گیا تو حضور فرمائے کیا میں

ہانڈی میں گوشت پکتا ہوا نہیں دیکھ رہا ہوں (یہ مجھے کیوں نہیں دیا جاتا) عرض کیا گیا کہ جی ہاں گوشت پک رہا ہے لیکن یہ وہ گوشت ہے جو بریرۃ کو بطور صدقہ دیا گیا تھا۔ اور آپ چونکہ صدقہ نہیں کھاتے (اس لئے آپ کو نہیں دیا گیا) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ (وہ گوشت) جو بریرہ کو دیا گیا تھا وہ ان کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے (بریرۃ کی جانب سے) ہدیہ ہے۔

(اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز حاجتمند کو بطور زکوۃ یا صدقہ دی جائے اور وہ شخص کسی ایسے شخص کو وہ مال دیدے جس پر زکوۃ حرام ہے تو اس کو مال کا لے لینا جائز ہے کیوں کہ ملک کی تبدیلی اس چیز کے وصف کی تبدیلی کا سبب ہے۔) (جیسا کہ اشعۃ اللمعات اور نورالانوار میں مذکور ہے۔12) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے اس کی روایت مُقَطَّعًا یعنے چیدہ چیدہ کی ہے۔

ہدیہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا مسنون ہے

77/2677۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور ہدیہ کا بدلہ دیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

دعوت اور ہدیہ کا قبول کرنا مسنون ہے اگرچہ کہ وہ کم تر درجہ کے ہوں

78/2678۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت فرماتے ہیں کہ اگر مجھے بکرے کے ایک پایہ کی بھی دعوت دی جائے (اس سے ادنیٰ چیز مراد ہے) تو میں اس کو قبول کروں گا اور اگر میرے پاس بکرے کا ایک دست بھی ہدیۃً بھیجا جائے تو میں اس کو قبول کرلوں گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

مستحق زکوۃ کون ہیں؟

79/2679 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (حقیقی) مسکین وہ نہیں ہے جو ایک ایک دو دو لقموں اور ایک ایک دو دو کھجوروں کے لئے لوگوں کے گرد گھومتا رہے لیکن (حقیقی) مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی کفایت کرے اور اپنی ضرورت کی تکمیل کے لئے لوگوں سے (اس کو) بے نیاز کردے اور (وہ کسی سے سوال نہیں کرتا اس وجہ سے) لوگوں کو اس کی ضرورت کا علم نہیں ہوتا کہ اس کو خیرات دیں اور نہ ہی وہ لوگوں کے پاس جاکر مانگتا پھرتا ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

مسکین اور فقیر کون ہیں؟

ف: واضح ہو کہ زکوۃ کے مستحق مسکین اور فقیر دونوں ہیں، فقیر ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس تھوڑا سا مال ہو، اور مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو، اور جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔

"اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ" (سورۃ البلد پ 30 ع 1 میں) یا کسی مسکین خاک نشین کو، اس وجہ سے امام اعظم اور امام مالک رحمہا اللہ دونوں کے پاس اور ان کے پاس بھی جنہوں نے ان دونوں ائمہ کی پیروی کی ہے، مسکین فقیر سے زیادہ تنگ حال ہوتا ہے۔

یہ مضمون مرقات، درمختار اور ردالمحتار سے ماخوذ ہے۔

بنی ہاشم کو اور ان کے غلاموں کو صدقہ لینا جائز نہیں

80/2680 ۔ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا تو انہوں نے ابو رافع سے (جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے) کہا تم بھی میرے ساتھ چلو کہ تمہیں بھی اس میں سے کچھ مل جائے گا تو ابو رافعؓ نے فرمایا نہیں (میں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا) تاوقتیکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں

حاضر ہوکر اجازت نہ حاصل کرلوں۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس مسئلہ کو دریافت کیے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں (اس لئے کہ ہم بنی ہاشم ہیں) اور قوم کے غلام اسی قوم میں (شمار) ہوتے ہیں (یعنی غلام بھی اپنے آقا کی قوم میں شمار کیے جاتے ہیں اس لئے تم پر بھی صدقہ حلال نہیں)۔اس حدیث کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بغیر احتیاج کے سوال کرنے کی وعید اور غنی کے لئے صدقہ لینے کی حرمت

81/2681۔ حُبشی بن جُنادۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس کسی شخص نے بغیر فقر واحتیاج کے سوال کیا (اور بغیر استحقاق کے مال حاصل کرلیا تو گویا وہ مال نہیں کھاتا ہے بلکہ) وہ آگ کھاتا ہے۔اس کی روایت طحاوی نے کی ہے

82/2682۔اور ترمذی، ابوداؤد، دارمی، امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ، ان سب کتابوں کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے کہ غنی کے لئے صدقہ لینا حلال نہیں ہے۔

ف (1): صدر کی حدیث میں بغیر فقر واحتیاج کے سوال کرنے کی جو وعید مذکور ہے، اس سے مسلک حنفی کی تائید ہوتی ہے کہ سوال اسی وقت کرنا جائز ہے جبکہ کوئی فقر اور تنگی میں ہو، جیسا کہ امام طحاوی نے فرمایا ہے۔

غِنیٰ کے اقسام

ف (2): واضح ہو کہ حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں ارشاد ہے کہ غنی کے لئے صدقہ لینا حلال نہیں، اس بارے میں مرقات میں محیط کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غنی یعنی تونگری کی تین قسمیں ہیں۔ (1) غنی کی ایک قسم یہ ہے کہ جس سے زکوۃ واجب ہوتی ہو اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص نصاب کا مالک ہو، اور اس پر سال بھی گزرے اور وہ مال نامی یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیت موجود ہو۔

(2) غنی کی دوسری قسم یہ ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کو صدقہ لینا اس لئے جائز نہیں کہ اس پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہے اور صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہونے کا نصاب یہ ہے کہ کسی کے پاس اس کے ضروری اسباب سے زیادہ اتنی قیمت کا مال واسباب موجود ہو کہ اتنی قیمت پر زکوۃ واجب ہوجاتی ہے اور (3) غنی کی تیسری قسم یہ ہے کہ جس کی وجہ سے اگر کوئی اس کو صدقہ دیدے تو وہ صدقہ تو لے سکتا ہے لیکن سوال نہیں کرسکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ اس کے پاس ایک دن کی خوراک اور اتنا کپڑا موجود ہو، جس سے اس کی ستر پوشی ہوجائے۔ مرقات کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔ اور شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ زکوۃ اغنیاء کو نہ دی جائے چاہے وہ جہاد کے لئے جارہے ہوں یا حج کے لئے اور یہی حنفی مذہب ہے۔ 12

قوی اور تندرست کا سوال کرنا حرام ہے اور ایسے شخص کے مانگنے پر زکوۃ کا دینا جائز ہے

83/2683۔ عبید اللہ بن عدی بن الخیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے دو آدمیوں نے بیان کیا کہ وہ حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت زکوۃ کا مال تقسیم فرمارہے تھے، انہوں نے بھی آپ سے زکوۃ کا مال طلب کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو غور سے دیکھا اور نگاہیں نیچے کرلیں، ہم کو قوی اور تندرست دیکھ کر حضور فرمائے اگر تم چاہو تو میں تم کو اس میں سے دیدوں، لیکن زکوۃ میں نہ تو غنی کا حصہ ہے اور نہ ایسے قوی شخص کا حصہ ہے جو کمانے کی طاقت رکھتا ہو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "وَاِن شئتما اعطیتکما " ان دو قوی شخصوں سے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زکوۃ کا مال طلب کیا تھا، حضورؐ ارشاد فرمائے "اگر تم دونوں چاہو تو میں تم کو اس (مال زکوۃ میں سے) کچھ دیدوں" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کے دو جزء ہیں۔ (1) ایک یہ کہ قوی اور کمانے کی طاقت رکھنے والے کا سوال کرنا۔ (2) دوسرا یہ کہ قوی اور کمانے کی طاقت رکھنے والے کو مال زکوۃ کا دینا۔

ان دونوں صورتوں میں امام شافعی رحمۃ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ قوی اور تندرست شخص کو زکوۃ کا دینا حرام ہے خواہ وہ سوال کرے یا نہ کرے۔ مسلک حنفی پہلے جزء کے بارے میں یہ ہے کہ قوی اور تندرست شخص کا سوال کرنا حرام ہے کیوں کہ اگر قوی اور تندرست کا سوال کرنا حرام نہ ہوتا تو حضور ان سے یہ نہ فرماتے کہ اگر تم چاہو یعنی مال طلب کرو، کیوں کہ بظاہر تمہارا قوی اور تندرست ہونا اور کمانے کی طاقت رکھنا تمہارے لئے سوال کرنے کی حرمت کا سبب ہے۔ اس سے قوی اور تندرست کے لئے حرمت سوال کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ شیخ ابن الہمام اور امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ جس کو صاحب مرقات نے بیان کیا ہے۔

ارشاد مبارک ''و ان شئتما اعطیتکما'' کے دوسرے جزء قوی اور تندرست کو مال زکوۃ کا دینا ہے۔ اس بارے میں مذہب حنفی یہ ہے کہ قوی اور تندرست کو جب کہ وہ سوال کرے مال زکوۃ کا دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ سوال کرنے والے کی حقیقت حال سے دینے والا باخبر نہیں ہوتا اور اگر ایسے شخص کو اگر زکوۃ دی جائے تو زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو (مال زکوۃ میں سے) دیدوں۔ اگر ان قوی اور تندرست آدمیوں کا مال زکوۃ کا لینا حرام ہوتا کہ جس کی وجہ سے زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ہی ادا نہ ہوتی تو حضورؐ ان سے یہ نہ فرماتے کہ میں اس میں سے تم کو دیدیتا ہوں۔ (یہ مضمون ہدایہ سے ماخوذ ہے اور ابن الہمام اور امام طحاوی اور سندھی نے بھی ایسا ہی کہا ہے) اور اعلاء السنن میں مذکور ہے کہ قوی اور تندرست شخص جو کمانے کی طاقت بھی رکھتا ہو اگر وہ فقیر اور تنگدست ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوۃ دینا جائز ہے۔ 12

زکوۃ لینے کے مستحق کون کون ہیں؟

پہلی حدیث

84/2684۔ زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی قوم کا امیر بنا دیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ان کے صدقات یعنی زکوۃ میں سے کچھ مقرر فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے (میرے لئے زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ) مقرر فرمایا، اور ایک حکم نامہ بھی لکھوادیا۔ ایک دوسرا شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ! مجھے بھی زکوٰۃ میں سے کچھ دیدیجئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ اللہ تعالی نے زکوٰۃ کے متعلق فیصلہ نبی یا غیر نبی کسی کے ہاتھ میں نہیں رکھا بلکہ اللہ بزرگ و برتر نے اس کے بارے میں آسمان سے حکم نازل فرمایا ہے۔ پس تقسیم کیا اللہ تعالی نے (زکوٰۃ کو) آٹھ حصوں پر (یعنی آٹھ قسم کے آدمیوں کے لئے اللہ تعالی نے زکوٰۃ کو حلال کیا ہے پس اگر تم ان (آٹھ) قسم کے لوگوں میں سے ہوتو میں تم کو زکوٰۃ دیدوں گا۔

اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مستحقین زکوٰۃ کا ذکر ہے، ان کو اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے وہ آیت یہ ہے (سورۂ توبہ پ 10 ع 8) ''اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ'' (فرض صدقات یعنی زکوٰۃ تو صرف غریبوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے وصول کرنے والوں کا اور ان کا حق ہے جن کی دلجوئی کرنا منظور ہے اور غلاموں کو آزاد کرانے میں صرف کرنا اور قرض داروں (کے قرض کی ادائی) میں خرچ کرنا اور راہ جہاد میں صرف کرنا، اور مسافروں کی امداد میں دینا)

آیت شریفہ میں زکوٰۃ کے مستحق آٹھ آدمیوں کو قرار دیا گیا ہے جن میں فقراء اور مساکین کی تفصیل حدیث 69 کے فائدہ میں جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے گزر چکی ہے بقیہ اشخاص کی تفصیل ملاحظہ ہو:۔

(3) عاملین یعنی محصلین زکوٰۃ جو سلطان اسلام کی طرف سے مقرر ہوں ان کو باوجود غنی ہونے کے اسی زکوٰۃ میں سے بطور اجرت کے دینا جائز ہے مگر عامل بنی ہاشم ہوتو اس کو مال زکوٰۃ میں سے دینا جائز نہیں۔

(4) ''مُؤَلَّفَةِ قُلُوْب'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ان لوگوں کو بھی زکوٰۃ دی جاتی تھی جو مسلمان نہ ہوں مگر ان کے مسلمان ہونے کی امید پر یا ان کے شر اور فتنہ سے بچنے کے لئے،

صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ان کے زکوٰۃ کے مستحق نہ ہونے پر اجماع ہوگیا اور اب یہ حکم باقی نہ رہا۔

(5) اَلرِّقَاب یعنی مکاتب غلام، ایسا غلام جس کو اس کے مالک نے کہدیا ہے کہ تو اتنا روپیہ دیدے تو آزاد ہے، ایسے غلام کو زکوٰۃ دینی جائز ہے تاکہ وہ اپنے آقا کو وہ رقم دے کر آزاد ہوجائے۔

(6) اَلْغَارِمِیْن سے مراد ایسے قرضدار ہیں جن پر اتنا قرض ہو کہ قرض کے منہا ہونے کے بعد جو رقم باقی رہ جائے وہ نصاب سے کم ہو تو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم لے کر ان کے قرض کو ادا کرنا درست ہے۔

(7) فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ ۔ایسے مجاہد اور غازی کو زکوٰۃ کا دینا درست ہے جو اپنا گھر اور مال و اسباب تو رکھتا ہے مگر میدان جہاد میں گھر سے جدا ہو کر حاجت مند ہوگیا ہے اور یہاں اس کے پاس کوئی سامان نہیں، یہی حکم حاجی کا ہے۔

(8) ابن السبیل ۔ایسا مسافر جو اپنے وطن میں مال و دولت رکھتا ہو، لیکن مسافرت میں غریب الوطن ہو کر حاجت مند ہوگیا ہے، ایسے شخص کو بھی مال زکوٰۃ دینا درست ہے۔

ان ساری صورتوں میں شرط یہ ہے کہ جن کو زکوٰۃ دی جائے ان کو اس کا مالک کردیا جائے، بغیر مالک بنائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

یہ سارے احکام فرض زکوٰۃ سے متعلق ہیں۔نفل صدقات میں یہ شرائط نہیں ہیں۔

ان تمام مذکورہ بالا صورتوں میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ لینے والا ہاشمی نہ ہو۔(ہدایہ، تفسیرات احمدیہ، بیان القرآن)12

دوسری حدیث

85/2685 ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیت شریف ’’اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ‘‘ الخ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں جن جن لوگوں کو مستحق زکوٰۃ قرار دیا گیا ہے ان میں سے تم جس کسی کو بھی زکوٰۃ دوگے تمہاری زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف(1): آیت ’’اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ‘‘ کی تفصیل اس سے پہلے

والی حدیث کے فائدہ میں گزر چکی ہے۔

مستحقین زکوٰۃ میں سے کسی ایک کو بھی زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے

ف(2): اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ مستحقین زکوٰۃ میں سے جس کسی کو زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اس بارے میں ہدایہ میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو وہ مذکورہ مستحقین زکوٰۃ میں سے ہر ایک کو دے یا چاہے تو وہ مذکورہ لوگوں میں کسی ایک ہی کو دیدے۔ ہر دو صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

تنگدست کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگرچیکہ وہ صحیح اور تندرست ہو، اور باوجود تنگدستی کے سوال نہ کرنا افضل ہے

86/2686۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم کو تنگدستی لاحق ہوئی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے جو شخص (باوجود تنگی کے) سوال کرنے سے بچے (اور اپنی تنگی کا دوسروں سے شکوہ نہ کرے) تو اللہ تعالی اس کو (دوسروں کا) محتاج ہونے سے بچا لیتے ہیں اور جو (دوسروں کے مال سے اپنے دل کو) غنی رکھے تو اللہ تعالی اس کو غنی بنا دیتے ہیں اور جو ہم سے مانگے ہم اس کو دیں گے۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں میں اپنے دل میں یہ ٹھان لیا کہ میں اب کسی سے سوال نہیں کروں گا تا کہ اللہ تعالی مجھے (دوسروں کا) محتاج بننے سے بچائے اور اپنے (قلب) کو غنی رکھوں گا تا کہ اللہ تعالی مجھے غنی بنا دے وہ کہتے ہیں کہ (میرے اس عزم کے بعد) خدا کی قسم چند ہی روز نہ گزرنے پائے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام میں کشمش تقسیم فرمائی تو حضورؐ اس میں سے ہمارے لئے بھی حصہ روانہ فرمائے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَو تقسیم فرمائے تو اس میں سے بھی

ہمارے پاس حصہ روانہ فرمائے، پھر کیا تھا کہ ہم پر دنیا کا سیلاب امنڈ آیا اور (دنیا نے تونگری میں) ہم کو ڈبو دیا۔ ہاں مگر وہی شخص محفوظ رہا جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "مَنْ سَأَلَنَا اَعْطَيْنَا" یعنی جو ہم سے مانگے ہم اس کو دیں گے۔ اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطاب اپنے صحابہ سے تھا جن میں اکثر و بیشتر صحیح وتندرست تھے ان میں کوئی اپاہج یا مریض نہ تھے، ہاں البتہ تنگدست ضرور تھے، ان کے صحیح وتندرست ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو زکوٰۃ حاصل کرنے سے نہیں روکا، اور یہ نہیں فرمائے کہ ہم اسی کو زکوٰۃ دیں گے جو صحیح اور تندرست نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ لینا جائز ہونے کی شرط صحت اور مرض نہیں بلکہ تنگدستی ہے۔

اس حدیث شریف سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے پر اس شخص کو فضیلت دی ہے جو سوال نہ کرتا ہو اور اپنے کو مانگنے سے بچاتا ہو، جیسا کہ امام طحاوی نے فرمایا ہے۔12

فرض زکوٰۃ اسی مقام کے مسلمان فقراء میں تقسیم کرنا چاہئے

87/2687۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے (یمن کا حاکم بنا کر) بھیجے تو فرمائے کہ تم ایک ایسی قوم میں جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں (یعنی یہود ونصاریٰ ہیں) پس تم ان کو (اسلام کی) دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں، اگر وہ اس کو مان لیں (یعنی اسلام قبول کرلیں) تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن ورات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس بات کو (یعنی پنجگانہ نمازوں کی فرضیت کو) مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے (ایسے) مالداروں سے لی جائے گی (جو صاحب نصاب

ہیں اور جن کے مال زکوۃ واجب ہونے کے شرائط پر پورے اترتے ہیں) اوران کے (مسلمان) فقراء پر تقسیم کی جائے گی (جوزکوۃ لینے کے مستحق ہیں) اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کا بہترین مال (زکوۃ میں) نہ لینا (اور اسی طرح ناقص مال بھی نہ لینا بلکہ متوسط مال لینا کہ نہ تو زکوۃ دینے والے کا نقصان ہو اور نہ بیت المال کا اور زکوۃ کا مال وصول کرنے میں زیادتی اور بدزبانی سے زکوۃ دینے والے کو تکلیف نہ دینا) اور (ایسے) مظلوم کی بددعاء سے خود کو بچائے رکھنا۔

اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے ''فترد فی فقرائهم'' یعنی زکوۃ ان ہی کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔ اس بارے میں اعلاء السنن میں لکھا ہے کہ فرض زکوۃ مسلمان فقراء ہی میں تقسیم کی جائے، البتہ نفل صدقات غیر مسلم فقراء کو بھی دے سکتے ہیں۔

حدیث شریف کے مذکورہ بالا ارشاد سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زکوۃ کو اسی مقام کے فقراء میں تقسیم کرنا چاہئے، اس لئے زکوۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرنا درست نہیں، البتہ اگر دوسرے شہر میں قرابت دار ہوں یا وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہوں تو اس صورت میں زکوۃ کا منتقل کرنا درست ہے جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔12

زکوۃ کا مال ہدیۃً قبول کرنے سے پرہیز بطور تقویٰ اولیٰ ہے

88/2688۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ دودھ پیا، وہ آپ کو اچھا معلوم ہوا تو آپ نے اس شخص سے جس نے آپ کو یہ دودھ پلایا تھا دریافت کیا کہ یہ دودھ کہاں کا ہے تو انہوں نے کہا کہ پانی کی ایک جگہ پر اترا تھا جس کا انہوں نے نام بھی بتایا اور (کہا کہ) وہاں زکوۃ کے کچھ اونٹ آئے ہوئے تھے اور لوگ ان کو پانی پلا رہے تھے تو اونٹ والوں نے ان کا دودھ نچوڑا یہی وہ دودھ ہے جس کو میں نے اپنے مشکیزہ میں ڈال لیا

(اور آپ کو پیش کیا ہوں ۔ یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حلق میں) انگلی ڈال کر قے کردی (اور دودھ نکال دیا)۔اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔

ف: مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قے کے ذریعہ دودھ جو نکال دیا آپ کا یہ عمل تقویٰ اور پرہیزگاری کی بناء پر تھا۔ ورنہ اس طرح کا مال جو کسی فقیر کی جانب سے کسی غنی کو بطور ہدیہ دیا جائے، اس کا استعمال کرنا درست ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث 66 میں گزر چکا ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ’’لها صدقة و لنا هدية‘‘ (ان کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے)

(4/84)باب من لاتحل له المسئلة و من تحل له

(یہ باب ان لوگوں کے بیان میں ہے کہ جن کو سوال کرنا (مانگنا) جائز نہیں ہے اور جن کو سوال کرنا جائز ہے)

ف: واضح ہو کہ جس شخص کے پاس ایک روز کی خوراک موجود ہو اس کو بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے اور ایسے شخص کے لئے بھی سوال کرنا حرام ہے جو کمانے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور بھیک مانگنے کو پیشہ بنالینا بھی حلال نہیں ہے البتہ ایسے شخص کو سوال کرنا جائز ہے۔ جس کے پاس ایک دن کی خوراک نہ ہو۔ اور ایسے شخص کو بھی سوال کرنا جائز ہے جو کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور ایسے شخص کے لئے بھی سوال جائز ہے جس کے پاس سترِ عورت یعنی ناف کے نیچے سے لے کر جسم کو گھٹنوں سمیت ڈھانکنے کے لئے کپڑا موجود نہ ہو اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بے ضرورت سوال کرنا جائز نہیں ہے اگر ضرورتاً کوئی سوال کرے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان تین شرائط کا لحاظ کرے۔ ایک یہ کہ خود کو ذلیل نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ سوال کرنے میں آہ وزاری نہ کرے، اور تیسرے یہ کہ جس سے سوال کر رہا ہو اس کو ایذا نہ دے۔

ان مذکورہ شرائط کے ساتھ سوال کرنے میں علماء کا اختلاف ہے کہ ایسا سوال کرنا حرام ہے یا کراہت کے ساتھ حلال ہے البتہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر مذکورہ شرائط میں سے ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو ایسا سوال حرام ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

وہ تین آدمی جن کے لئے سوال کرنا جائز ہے

89/2689۔ قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں

نے ایک قرضہ کی ادائی کی ضمانت اپنے اوپر لی تھی (جو ایک دیت یعنی خونبہا کے سلسلہ میں تھی، چوں کہ مصرف زکوٰۃ میں قرض کی ادائی بھی شامل ہے اس لئے) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قرض کی ادائی کے لئے کچھ مرحمت فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کچھ دن ٹھہر جاؤ۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس زکوٰۃ کا مال آجائے اور ہم اس میں سے تم کو دلوادیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے اے قبیصۃ! (یاد رکھو) سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے۔ (ایک) اس شخص کے لئے جو کسی قرضہ کا ضامن ہو تو اس کے لئے اسی حد تک مانگنا جائز ہے کہ اس سے اس قرضہ کی ادائی ہو جائے (بشرطیکہ وہ اس کی ادائی سے قاصر ہو) اور پھر اس کے بعد نہ مانگے۔ (دوسرے) اس شخص کو سوال کرنا جائز ہے جس کا مال واسباب کسی آفت ناگہانی کے تحت تباہ و برباد ہو گیا ہو) جیسے کھیتی گھر دار وغیرہ تو ایسے شخص کو) اس حد تک (مانگنا جائز ہے) جس سے اس کے کھانے اور کپڑے کی ضرورت پوری ہو جائے یا اس حد تک کہ وہ اپنا کاروبار سدھار لے سکے (تیسرے) اس شخص کو (بھی) سوال کرنا جائز ہے جو ایسے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا ہو کہ جس کی تصدیق ایسے تین سمجھدار آدمی کرتے ہوں جو اس کو جاننے پہچاننے والے ہوں (تو اس کو) اس حد تک (مانگنا جائز ہے) کہ جس سے اس کی خوراک اور لباس کی ضرورت پوری ہو جائے یا اس حد تک کہ وہ اپنی زندگی کو سنبھال لے سکے۔ اے قبیصۃ! ان تینوں کے سواء کسی کو سوال کرنا جائز نہیں ہے (اگر کوئی شخص ان تینوں صورتوں کے سواء سوال کرے گا) تو ایسا سوال اس کے لئے حرام ہو گا اور (اس سوال کے ذریعہ سے) وہ حرام مال کھائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ حاجت مند اپنی ضرورت کی تکمیل کے لئے سوال کرسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے سوال کرنے کے لئے معذوری اور بیماری شرط نہیں ہے۔ تندرست آدمی جو فقر و فاقہ میں مبتلا ہو، اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے سوال کرسکتا ہے اور یہی مذہب حنفی ہے جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔

ناجائز سوال کی وعید

پہلی حدیث

90/2690۔ حبشی بن جنادۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ غنی کے لئے سوال کرنا جائز نہیں ہے (یعنی ایسے شخص کے لئے جس کے پاس ایک دن کا کھانا موجود ہو) اور نہ اس شخص کے لئے (سوال کرنا جائز ہے) جو تندرست اور طاقت ور ہو (اور کمانے پر قادر ہو) ہاں اس شخص کو (سوال کرنا جائز ہے) جس کو فقر و فاقہ نے زمین پر گرا دیا ہو، یا زیادہ قرضدار ہوگیا اور جو شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا پھرے تو یہ (سوال) قیامت کے دن اس کے چہرے پر زخم کی صورت میں نمودار ہوگا اور (اس طرح کے سوال سے حاصل کیا ہوا مال قیمت کے دن) جہنم کے گرم پتھروں کی شکل میں ہوگا جن کو یہ کھائے گا (چہرے پر زخم کا عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ اس نے اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف غیر اللہ کی طرف توجہ کی اور سوال کیا اور گرم پتھروں کے کھانے کا عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ اس نے اپنی زبان اور منھ سے سوال کر کے اللہ تعالی کی شکایت مخلوق سے کی ہے) (جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔12) تو جو چاہے اس کو (یعنی ایسے ناجائز سوال کے عذاب کو) کم کرے اور جو چاہے اس کو بڑھا لے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ غنی کے لئے سوال جائز نہیں ہے، اس بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ جس کسی کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو تو ایسے شخص کے لئے سوال کرنا جائز نہیں ہے اور اس شخص کے لئے بھی سوال کرنا جائز نہیں ہے جس کے پاس ایک دن کی خوراک تو موجود نہیں، لیکن وہ صحیح اور تندرست ہے اور کمانے پر قادر ہے۔12

دوسری حدیث

91/2691۔ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (لوگوں سے ان کے مال کا) سوال کرنا زخم ہے کہ آدمی سوال کر کے اپنے چہرہ کو زخمی کر لیتا ہے (یعنی انسان سوال کر کے اپنے آپ کو بے آبرو کر لیتا ہے) پس جو شخص چاہے (سوال نہ کر کے اپنی آبرو کو) اپنے چہرہ پر باقی رکھے اور جو چاہے اس کو چھوڑ دے (یعنی سوال کر کے اپنی عزت اور آبرو کو برباد کر دے) البتہ آدمی حاکم سے (اپنے حق کے لئے) سوال کرے یا کسی ایسے کام کے لئے جس کے لئے سوال کرنا ناگزیر ہے (لوگوں سے سوال کرے، جیسے کسی کے پاس ایک دن کی بھی خوراک نہ ہو تو ایسا سوال چہرہ پر زخم کا سبب نہ بنے گا)

اس حدیث کی روایت ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

ضرورت پر کس سے سوال کریں؟

92/2692۔ ابن الفراسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ان کے والد) فراسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں لوگوں سے سوال کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے نہیں (سوال نہ کرو) اور اگر سوال کرنا ضروری ہو تو نیک لوگوں سے سوال کیا کرو (اس لئے کہ نیک لوگوں کے پاس حلال رزق ہوتا ہے اور وہ کریم ہوتے ہیں کہ دے کر احسان نہیں جتاتے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

مانگنے کی مذمت اور کسب حلال کی ترغیب

93/2693۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ تم میں سے کوئی (حاجتمند ہو اور وہ سوال سے بچنے کے لئے) اپنی رسی اپنے ہاتھ میں لے لے اور (جنگل سے) جلانے کی لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لائے اور اس کو بیچ دے اور اس (معاش) کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس کی آبرو کو برقرار رکھیں (اور اس کو سوال کی ذلت سے بچالیں) تو یہ اس سے

بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتا پھرے، خواہ لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔

اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ سائل کو لوگ دیں یا نہ دیں دونوں صورتیں اس کے لئے بہتر نہیں، سائل کو لوگ اگر دیدیں تو یہ اس لئے بہتر نہیں کہ وہ ان کا احسان مند ہوگا اور اس کو مانگنے کی عادت ہوجائیگی اور اگر سائل کو لوگ نہ دیں تو یہ چیز اس کے لئے اس وجہ سے بہتر نہیں کہ اس نے سوال کر کے خود کو ذلیل کیا، اور سوال کے باوجود اس کو کچھ ملا بھی نہیں۔ (یہ اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے)12

مانگنے کی مذمت اور کسب حلال کی ترغیب کا ایک واقعہ

94/2694۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کچھ مانگنے لگے تو حضورؐ ان سے دریافت فرمائے کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا جی ہاں میرے پاس ایک موٹی کمبل ہے جس کا ایک حصہ تو ہم اوڑھ لیتے ہیں اور ایک حصہ بچھا لیتے ہیں، اور لکڑی کا ایک چھوٹا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ تم وہ دونوں چیزیں میرے پاس لاؤ تو وہ انصاری دونوں چیزیں آپ کی خدمت میں لے آئے، ان دونوں چیزوں کو حضورؐ اپنے دست مبارک میں لے کر فرمائے ان کو کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے کہا کہ میں ان دونوں کو یک درھم میں لیتا ہوں پھر آپ فرمائے کہ اس کو ایک درھم سے زیادہ میں کون خریدتا ہے؟ اس کو آپ دو یا تین بار فرمائے! اس پر ایک صاحب نے کہا کہ میں ان دونوں کو دو درھم میں لیتا ہوں تو حضور ان دونوں چیزوں کو ان کے حوالہ فرمائے اور درہم لے لئے اور ان کو انصاری کو دے کر ارشاد فرمائے کہ ایک درہم کا تو غلہ لے کر گھر والوں کو دیدو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ تو وہ انصاری کلہاڑی خرید کر آپ

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلہاڑی میں لکڑی (کا دستہ) اپنے دست مبارک سے لگا دی اور فرمایا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو اور پندرہ دن تک تم مجھ سے نہ ملنا (اور اسی کام میں مشغول رہنا) چنانچہ وہ انصاری چلے گئے (روز آنہ) لکڑیاں کاٹتے اور فروخت کیا کرتے، پھر جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس دس درھم تھے تو (انھوں نے اس میں سے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان صاحب سے ارشاد فرمائے کہ یہ کام تمہارے لئے مانگنے سے بہتر ہے کہ جس کی وجہ سے قیامت کے دن تمہارے چہرہ پر ایک داغ ہو جائے، کیوں کہ مانگنا صرف تین ہی آدمیوں کے لئے جائز ہے (ایک) اس شخص کے لئے جو فقر و فاقہ سے خاک آلودہ ہو چکا ہو یا (دوسرے) اس شخص کے لئے جو بہت قرضدار ہو اور (قرض کے بارے) پریشان ہو، یا (تیسرے) اس شخص کے لئے جس پر خونبہا واجب ہو اور (اس کو ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے) بہت پریشان ہو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

مانگنے کی وعید
پہلی حدیث

95/2695۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو لوگوں سے اس غرض سے سوال کرتا ہے کہ وہ خوب مالدار بن جائے تو وہ حقیقت میں (جہنم کے انگارے مانگتا ہے اب اسے اختیار ہے کہ چاہے وہ اپنے لئے آگ کے شعلہ کم جمع کرے یا زیادہ (جس میں سے جلنا ہوگا)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

دوسری حدیث

96/2696۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص لوگوں سے (بغیر استحقاق کے) مانگتا رہتا ہے تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ذرہ برابر بھی گوشت نہیں رہے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

تیسری حدیث

97/2697۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ مانگنے میں اصرار کر کے زچ نہ کیا کرو۔ کیوں کہ خدا کی قسم اگر کسی کے مانگنے کی وجہ سے میں بادل ناخواستہ کچھ دیدیتا ہوں تو اس کو میں نے جو مال دیا ہے اس میں برکت نصیب نہ ہوگی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

فقروفاقہ میں مسلمان کیا کرے

98/2698۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں جو کوئی فاقہ کشی میں مبتلا ہو گیا ہو، یعنے کوئی سخت حاجت درپیش ہوگئی ہو اور اس نے (بطور شکایت) لوگوں پر ظاہر کر کے ان سے حاجت روائی کی خواہش کی ہو تو اس کی حاجت پوری نہیں ہوگی اور جو اپنی حاجت کو (بجائے مخلوق کے) اللہ تعالی کے آگے پیش کیا ہو تو اللہ تعالی اس کی حاجت بقدر کفایت جلد پوری فرمادیں گے وہ اس طرح کہ یا تو اس کو غنی کردیں گے یا اس کو موت سے ہمکنار کردیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

سوال نہ کرنے کی فضیلت

99/2699۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص مجھ سے اس بات کا عہد کرے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا میں اس لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں تو ثوبانؓ نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ) میں (اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں گا) اس کے بعد حضرت ثوبان کا یہ حال رہا کہ وہ کسی سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے۔اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

سوال نہ کرنے کی تاکید

پہلی حدیث

100/2700۔ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس بات پر عہد لینے کے لئے بلائے کہ میں لوگوں سے کبھی کسی چیز کے لئے سوال نہ کروں، میں نے عرض کیا جی ہاں (میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ کبھی کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا) اس پر حضورؐ (تاکیداً) ارشاد فرمائے کہ اگر تمہارے ہاتھ سے چابک بھی گر جائے (تو کسی سے نہ مانگنا) بلکہ سواری سے اتر کر خود اس کو اٹھالیا کرنا۔اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

دوسری حدیث

101/2701۔امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ عرفہ کے دن (مقام عرفات میں) ایک شخص کو سوال کرتے ہوئے سن کر فرمائے کیا اس (مبارک) دن میں اور اس (مبارک) جگہ میں تو غیر اللہ سے سوال کررہا ہے؟ (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اس کو درہ سے مارا (اس لئے کہ اس مبارک مقام میں اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندہ کی دعا قبول فرماتے ہیں، ایسے موقع پر اللہ ہی سے دعا کرنی چاہئے) اس حدیث کی روایت رزین نے کی ہے۔

تیسری حدیث

102/2702 ۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ لوگو! جان لو کہ لالچ (حقیقت میں) محتاجی ہے اور (لوگوں سے اپنے آپ کو) بے پروا کرلینا تونگری ہے اور انسان جب کسی چیز (کے حاصل کرنے) سے مایوس ہوجاتا ہے تو اس سے بے پروا ہوجاتا ہے۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے

پہلی حدیث

103/2703 ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک مرتبہ) منبر پر تشریف فرما تھے اور (اس وقت) صدقہ لینے اور سوال سے باز رہنے کا ذکر فرما رہے تھے (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمائے) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے، اس لئے کہ اوپر کا ہاتھ دینے والا ہاتھ ہے اور نیچے کا ہاتھ لینے والا ہاتھ ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

دوسری حدیث

104/2704 ۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (کچھ مال) مانگا آپ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے (دوسری بار) پھر سوال کیا تو آپ نے (دوبارہ بھی) عطا فرمایا (میں نے تیسری بار سوال کیا) تو حضورؐ ارشاد فرمائے اے حکیم (دنیا کا) یہ مال ومتاع خوشنما اور لذیذ معلوم ہوتا ہے، پس جو کوئی اس کو (بے مانگے) اور بغیر طمع کے حاصل کرے تو اس مال میں اس کو برکت دی جائے گی اور جو کوئی لالچ اور حرص کے ساتھ حاصل کرے تو اس کو ایسے مال میں برکت نہیں دی جائے گی اور اس کا ایسے شخص کا سا حال ہوگا جو کھائے اور (بے برکتی کے سبب) سیر نہ ہو (اور یہ بھی ارشاد فرمائے اے حکیم) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے

(یہ سن کر) حکیم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ذات عالی کی قسم یا جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب اس کے بعد کسی سے سوال نہیں کروں گا، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

سوال سے بچنے کی فضیلت اور صبر کرنے کی تاکید

105/2705۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انصار کے چند آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (کچھ مال) مانگا تو آپ نے دے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا آپ نے پھر دیدیا یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا اس کے بعد حضور ارشاد فرمائے، مال میں سے جو چیز میرے پاس ہوگی میں اس کو تم سے (بچا کر) جمع نہیں رکھوں گا اور جو سوال کرنے سے بچے اللہ اس کو بچاتا ہے (اور اس کو کسی کا محتاج نہیں رکھتا) اور جو (لوگوں کے اموال سے) استغناء ظاہر کرتا ہے (اور اپنے کو سوال سے بے نیاز کر لیتا ہے) اللہ تعالی اس (کے دل) کو غنی بنا دیتے ہیں (اور لوگوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں) اور جو شخص (اللہ سے) صبر (کی توفیق) طلب کرتا ہے، اللہ تعالی اس پر صبر آسان کر دیتے ہیں، اور کسی کو صبر سے بہتر اور وسیع نعمت نہیں دی گئی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

عاملِ زکوۃ کو معاوضہ لینا جائز ہے

پہلی حدیث

106/2706۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو (زکوۃ وصول کرنے کا) معاوضہ مرحمت فرماتے تو میں عرض کرتا کہ حضور اس کو مجھ سے زیادہ حاجت مند کو سرفراز فرمائیں تو آپ فرماتے کہ اس کو لے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو اور (اگر تم کو ضرورت نہیں ہے تو) اس کو خیرات کر دو، اور (یاد رکھو) کہ جو چیز بغیر سوال اور

طمع کے ملے تو تم اس کو لے لو اور جو چیز اس طرح نہ ملے اس کی خواہش نہ کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

دوسری حدیث

107/2707۔ ابن الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عامل زکوۃ مقرر فرمایا جب میں (زکوۃ وصول کرنے سے) فارغ ہو گیا اور زکوۃ کا مال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا تو حضرت عمر نے حکم دیا کہ مجھ کو میری خدمت کا معاوضہ دیدیا جائے تو میں نے عرض کیا کہ میں نے تو یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے اور میرا اجر اللہ تعالیٰ دیں گے تو حضرت عمر فرمائے جو کچھ تم کو دیا جا رہا ہو وہ لے لو۔ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں (زکوۃ وصول کرنے کی) خدمت انجام دی تھی تو حضورؐ نے بھی مجھ کو اس کا معاوضہ دیا تو میں نے بھی وہی کہا تھا جو تم نے کہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ارشاد فرمائے کہ جب تم کو کوئی چیز بغیر سوال کے دی جائے (تو اس کو لے لو، اگر حاجت ہو) تو اس کو استعمال کر لو، اور (اگر غنی ہو تو) خیرات کر دو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیت المال سے عام کاموں کا معاوضہ لینا جائز ہے جیسے قضاءت، احتساب اور تدریس، بلکہ امام پر واجب ہے کہ بیت المال سے اس قسم کے کام کرنے والوں کی کفالت کرے۔

غنی کے لئے سوال حرام ہے اور غنی کی تعریف

پہلی حدیث

108/2708۔ سہل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے (ظہر غنی) تونگری کے باوجود لوگوں سے سوال کیا تو وہ حقیقت میں جہنم کے انگارے زیادہ

سے زیادہ جمع کرلیتا ہے اس پر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ''ظہرِ غنی'' سے کیا مراد ہے؟ حضورؐ ارشاد فرمائے ظہرِ غنی یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے گھر والوں کے لئے ایک دن کی غذا موجود ہے جو ان کے لئے صبح اور شام کفایت کرسکتی ہے۔

اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

دوسری حدیث

109/2709 ۔سہل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ کسی نے ایسی حالت میں سوال کیا کہ اس وقت اس کے پاس اتنا مال موجود ہے جو اس کو سوال سے بے نیاز کردیتا ہے (اس کے باوجود وہ سوال کرے تو) وہ حقیقت میں اپنے لئے (جہنم میں) آگ ہی کو زیادہ جمع کررہا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: محیط میں مذکور ہے کہ غنی یعنی تونگری کی تین قسمیں ہیں، ایک غنی وہ ہے جو آدمی پر زکوۃ واجب کرتی ہے یعنی وہ ایسے مال کا مالک ہے جو نصاب کو پہونچتا ہو(ایسے شخص پر سوال کرنا اور دوسروں کی زکوۃ لینا حرام ہے)۔

غنی کی دوسری قسم وہ ہے کہ اس پر زکوۃ تو واجب نہیں البتہ صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہے (ایسے شخص پر بھی سوال کرنا اور دوسروں کی زکوۃ لینا حرام ہے)۔

غنی کی تیسری قسم وہ ہے کہ آدمی کے پاس ایک دن کا خوراک اور اتنا کپڑا موجود ہو جس سے وہ اپنا ستر چھپالے تو ایسے شخص پر بھی سوال حرام ہے، البتہ وہ دوسروں سے زکوۃ اور خیرات لے سکتا ہے۔یہ مرقات میں مذکور ہے۔

(5/85)باب الانفاقِ و کراھیۃِ الامساک

(یہ باب سخاوت کی فضیلت اور بخل کی برائی کے بیان میں ہے)

وقول اللہ عزوجل ’’وَانْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّأْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ‘‘اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورہ منافقون پ 28 ع 2 میں) اور ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرلو، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے پھر وہ (بطور تمنا اور حسرت) کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھ کو اور تھوڑے دنوں کی مہلت کیوں نہ دی کہ میں کچھ خیر خیرات کرلیتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہوجاتا۔

سخاوت کی ترغیب

110/2710۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتو مجھے یہ بات پسند نہ ہوگی کہ اس پر تین راتیں گزرجائیں اور اس میں سے میرے پاس کچھ باقی رہے، ہاں صرف اتنا رکھ چھوڑوں گا کہ جس سے قرض ادا ہوجائے۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

سخاوت کی ترغیب میں حضرت ابوذرؓ کا ایک واقعہ

111/2711۔ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو حضرت عثمانؓ نے انہیں اجازت دیدی

اور حضرت ابو ذرؓ کے ہاتھ میں (اس وقت) ایک لاٹھی تھی، حضرت عثمانؓ نے کعب الاحبار سے (جو اس وقت وہاں موجود تھے) پوچھا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور کثیر مال چھوڑ گئے ہیں، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے (کہ انہوں نے اس قدر جو کثیر مال چھوڑا ہے اس سے ان پر کیا کچھ وبال ہوگا) کعبؓ نے (یہ سن کر) جواب دیا کہ (میری رائے میں) اگر وہ اس مال سے خدا کا حق یعنی زکوٰۃ نکالتے تھے تو اس سے ان پر کوئی وبال نہ آئے گا (یہ سن کر) حضرت ابو ذرؓ (جو وہاں موجود تھے ان کو غصہ آیا اور) انہوں نے اپنی لاٹھی سے کعبؓ کو) مارتے ہوئے فرمایا میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر میرے پاس یہ (احد) پہاڑ سونے کا بن جائے اور اس کو میں راہِ خدا میں خرچ کردوں اور وہ قبول بھی ہوجائے تو میں اس بات کو ہرگز پسند نہ کروں گا کہ چھ اوقیہ سونا بھی اس میں سے اپنے پیچھے (بچا کر) چھوڑ جاؤں (یہ کہتے ہوئے) حضرت ابو ذرؓ نے حضرت عثمانؓ سے فرمائے کہ اے عثمانؓ! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا آپ نے بھی ان کلمات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے نہیں سنا ہے (اور اس سوال کو تین دفعہ دہرایا) تو حضرت عثمانؓ نے جواب دیا ہاں میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

حضور کو تھوڑی دیر کے لئے بھی اپنے پاس مال رکھنا پسند نہ تھا

112/2712 ۔ عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ آپ نے سلام پھیرا اور فوراً تیزی سے اٹھے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے ازواج مطہرات کے حُجروں میں سے ایک کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ صحابہؓ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس طرح تیزی سے تشریف لے جانے سے

پریشان ہوگئے۔ جب آپ واپس تشریف لائے اور ملاحظہ فرمائے کہ لوگ آپ کی اس تیزی سے حیران ہیں تو فرمائے مجھ کو سونے کی ایک چیز یاد آ گئی جو گھر میں رہ گئی تھی تو مجھے یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ کہیں یہ مجھے تقرب الٰہی سے روک دے۔ پس میں نے اس کو تقسیم کردینے کا حکم دیدیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور بخاری کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ گھر میں سونے کا ایک ڈلہ جو زکوۃ کا تھا چھوڑ آیا تھا تو میں نے اس کو برا سمجھا کہ ایک رات بھی اس کو اپنے پاس رکھوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد رحلت مال کا چھوڑ جانا پسند نہ تھا

113/2713۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت کے زمانہ میں چھ یا سات اشرفیاں میرے پاس تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں ان اشرفیوں کو لوگوں میں تقسیم کردوں لیکن آپ کی علالت نے مجھے (ایسا) مشغول رکھا (کہ میں ان کو تقسیم نہ کرسکی) پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی مجھ سے دریافت فرمایا کہ ان اشرفیوں کا کیا ہوا۔ میں عرض کی واللہ! آپ کی علالت نے مجھے (ایسا) مشغول کردیا (کہ میں ان کو بروقت تقسیم نہ کرسکی) تو آپ ان اشرفیوں کو طلب فرمائے اور اپنے ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمائے کہ (اللہ تعالی) کیا خیال فرماتے اپنے نبی کے متعلق اگر وہ اس حال میں اللہ سے ملاقات کرتے کہ یہ اشرفیاں ان کے پاس ہوتیں (کیونکہ مال کا چھوڑ جانا نبوت کے کمال کے منافی ہے (مرقات، اشعۃ اللمعات) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

سخاوت کی فضیلت اور بخل کی مذمت

114/2714۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں صبح کے وقت دو فرشتے (آسمان سے) نہ اترتے ہوں جن میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ (نیک کاموں میں) خرچ کرنے والے (سخی) کو اس کا بدل (دنیا اور آخرت میں) عطا کر (اور اس کے مال میں زیادتی کر) اور دوسرا یوں کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کا مال ضائع کردے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

راہ خدا میں ایک تہائی نفع خرچ کرنے کی برکت کا ایک واقعہ

115/2715۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص جنگل میں کھڑا تھا اس نے ابر میں سے ایک آواز سنی کہ (کوئی کہہ رہا تھا) فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر تو وہ ابر ایک جانب کو بڑھا اور اک پتھریلی زمین پر پانی برسایا، وہ پانی چھوٹی چھوٹی نالیوں سے ایک بڑے نالے میں جمع ہو کر آگے بڑھا وہ شخص (جو اس منظر کو دیکھ رہا تھا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ پانی کہاں جاتا ہے) پانی کے ساتھ ساتھ چلا، ناگہاں اس نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے باغ میں کھڑا ہوا اپنے بیلچہ سے پانی کو اِدھر اُدھر پھیلا رہا تھا۔ اس شخص نے (باغ والے سے) پوچھا کہ اے بندۂ خدا آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس شخص نے (جواب میں) وہی نام بتلایا جو اس نے ابر میں سے سنا تھا (تو باغ والے نے) اس شخص سے پوچھا کہ تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا ہے؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے اس ابر میں سے جس کا یہ پانی ہے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر (یعنی) تیرا نام لیا۔ پس بتا کہ تو اپنے باغ میں (ایسا) کونسا نیکی کا کام کرتا ہے (کہ جس کی وجہ سے تجھ پر یہ مہربانی ہوئی) باغ والے نے جواب دیا (میں نہیں چاہتا تھا کہ اپنے اس راز کو فاش کروں) لیکن اب جبکہ تم پوچھ ہی رہے ہو تو (تم کو بتلاتا ہوں) کہ میرے باغ میں جو کچھ پیداوار ہوتی ہے

اس کا ایک تہائی تو میں خیرات کر دیتا ہوں اور ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک تہائی کو (کاشت کے لئے باغ میں) لگا دیتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

نعمتوں کو اتفاقی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ نعمتیں بحکم خداوندی ہی ملتی ہیں

ف: تحفۃ الاخیار میں لکھا ہے مستحب یہ ہے کہ منافع میں ایک تہائی مال خدا کی راہ میں خرچ کریں اور حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے بحکمِ الٰہی پانی برساتے ہیں اور یہ حکم نام و نشان کے ساتھ ہوتا ہے کہ فلاں ملک، فلاں شخص کے کھیت میں پانی برساؤ اور اسی طرح دنیا کے سب کام فرشتے حسب الحکم کرتے ہیں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ جو نعمت ان کو ملے خواہ وہ مال کی ہو یا جان کی، اس پر اپنے رب کا شکر ادا کرے اور اس کو اتفاقی نہ سمجھے۔

خیرات گنے بغیر اور کم زیادہ کا خیال کئے بغیر کرنا چاہئے

116/2716 ۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (اللہ کی خوشنودی میں مال) خرچ کرتی جاؤ اور گنتی مت رکھو (کہ کیا دی اور کتنا دی، اگر گنتی رکھوگی تو آئندہ دینے سے تم رک جاؤ گی اور) اللہ تعالیٰ بھی تم کو شمار کر کے دے گا، اور (فقیر سے مال کو) مت روکو، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے (مال کو) روک دے گا (کم زیادہ کا خیال مت کرو) تم سے جتنا بھی ہوسکے دیدیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

مال کا خرچ کرنا زیادتی نعمت کا سبب ہے

117/2717 ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (ایک حدیث قدسی میں اس طرح) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابن آدم تُو خرچ کرتا جا، میں تجھ کو دیتا جاؤں گا، (دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اس لئے کہ خرچ کرنا مالی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے اور شکر زیادتی نعمت کا سبب

ہوتا ہے)(جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

مال جمع کرنے کی وعید

118/2718۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، اس وقت ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا (یہ دیکھ کر) حضورؐ دریافت فرمائے کہ یہ کیا ہے اے بلال! تو حضرت بلال نے عرض کیا یہ کھجور ہیں، جس کو میں نے آئندہ کے لئے جمع کیا ہے (یہ سن کر) آپ ارشاد فرمائے اے بلال! کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ یہ (کھجور کا ڈھیر) کل قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا دھواں بن کر تم کو آ لپٹے (اور مزید یہ بھی فرمائے) اے بلال! خرچ کرتے جاؤ اور عرش (عظیم) کے مالک سے افلاس اور فقر کا اندیشہ مت رکھو (یہ ارشاد مقام توکّل اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ پر کامل اعتماد کی تعلیم کے لئے ہے، ورنہ اہل وعیال کے لئے ایک سال کا مال جمع کرنا جائز ہے (جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔12) اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ضرورت سے زائد مال خیرات کرنے کا اور خرچ کی ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرنے کا بیان

119/2719۔ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اے ابن آدم! اپنی ضرورت سے زائد مال کو خرچ کردینا تیرے لئے بہتر ہے اور (ضرورت سے زائد) مال کو جمع رکھنا تیرے لئے برا ہے اور (بقدر ضرورت) مال جمع رکھنے پر تجھے ملامت کا خوف نہیں اور (خرچ کی) ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو (جن کی پرورش تمہارے ذمہ ہے) اس حدیث کی

روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ جو مال اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت سے زائد ہو، اس کا خیرات کرنا مستحب ہے البتہ اگر کسی نے وہ مال خیرات کردیا جو اس کے اہل وعیال کی پرورش کے لئے تھا جس سے ان لوگوں کو تکلیف اٹھانی پڑی اوران کو نقصان ہو تو ایسی خیرات پر وہ شخص گناہگار ہوگا۔12

صدقہ ردبلاء ہے

120/2720 ۔امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (بیمار ہونے یا موت سے پہلے) صدقہ دینے میں جلدی کرو، اس لئے کہ (صدقہ دینے سے) بلاء آتی نہیں (یا اگر آئی ہے تو دفع ہوجاتی ہے)۔اس حدیث کی روایت رزین نے کی ہے۔

سخی اور بخیل کی ایک مثال

121/2721 ۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ بخیل اور سخی کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے دو زرہیں پہنے ہوئے ہوں (اور جو اس قدر تنگ ہوں) کہ ان کے دونوں ہاتھ ان کے سینے اور ہنسلی کی ہڈیوں تک جکڑ گئے ہوں۔پس جب کبھی سخی خیرات کا ارادہ کرتا ہے اور خیرات دینے لگتا ہے تو اس کے (دونوں جکڑے ہوئے ہاتھ کشادہ ہوجاتے ہیں) اور زِرہ کھل جاتی ہیں، اور بخیل جب کبھی خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے (دونوں) ہاتھ (اور) سکڑ جاتے ہیں اور زرہ کی ہر کڑی اپنی اپنی جگہ تنگ ہوجاتی ہے (یعنی سخی جب خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور وہ خیرات کردیتا ہے، اس کے برخلاف بخیل جب کسی کو کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ اور تنگ ہوجاتا ہے اور وہ دینے سے رک جاتا ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

مرتے وقت خیر خیرات کرنے کی مثال

122/2722۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص اپنی موت کے وقت خیرات کرے یا غلام باندی آزاد کرے، اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی کو ایسے وقت تحفہ دے جبکہ (لینے والے کا) پیٹ بھرا ہوا ہو (یعنی جس طرح کسی پیٹ بھرے ہوئے کو کھانا دینے سے اتنا ثواب نہیں ہے جتنا کہ بھوکے کو کھانا کھلانے میں ہے، اسی طرح مرتے وقت خیرات کرنے میں اتنا ثواب نہیں ہے جتنا زندگی میں خیر خیرات کرنے سے ثواب ملتا اس حدیث کی روایت امام احمد، نسائی، دارمی اور ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

سخی اور بخیل کا انجام

123/2723۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ سخاوت جنت میں ایک درخت (کے مانند) ہے (جس کی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں تو جو کوئی سخی ہوگا وہ اس (درخت) کی کسی ایک شاخ کو پکڑ لے گا اور یہ شاخ اس شخص کو اس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو جنت میں داخل نہ کرے، اور بخل (بھی) دوزخ میں ایک جھاڑ (کے مانند) ہے جس کی شاخیں بھی دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں تو جو کوئی بخیل ہوگا وہ اس (جھاڑ) کی کسی ایک شاخ کو پکڑ لے گا اور یہ شاخ اس شخص کو اس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو جہنم میں داخل نہ کردے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

شُح کی مذمّت

124/2724۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ظلم کرنے سے بچتے رہو کہ ظلم قیامت کے روز

بہت تاریکیوں کا سبب ہوگا اور شح سے بچو (شح یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے مال کا ذمہ دار ہو، اور کوشش یہ کرتا ہو کہ اس دوسرے کا مال بھی خرچ نہ ہو اور یہ بخل کی ایک قسم ہے) کیوں کہ شح نے تم سے پہلے کی امتوں کو ہلاک کردیا کہ ان کو خونریزی پر اور حرام کو حلال کرنے پر تک آمادہ کردیا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

زائد مال جمع کرنے کی وعید

125/2725 ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک دفعہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس وقت حضور کعبۃ اللہ کے سایہ میں تشریف فرماتے مجھے دیکھتے ہی فرمائے (اے ابوذرؓ!) ربّ کعبہ کی قسم وہ لوگ سخت نقصان اور خسارہ میں ہیں۔ میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ کون لوگ ہیں یارسول اللہ! حضورؐ ارشاد فرمائے کہ زائد مال جمع کرنے والے۔ مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے (اپنے اموال کی) یوں داد و دہش کردی۔ یہ فرماتے ہوئے حضورؐ اپنے دست مبارک سے اپنے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں جانب اشارہ فرمایا اور (یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) اس طرح دینے والے بہت کم لوگ ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

ناشکری سے نعمت کے زائل ہونے کا ایک عبرتناک واقعہ

126/2726 ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے (ایک) کوڑھی (دوسرا) گنجا (تیسرا) اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانے کا ارادہ فرمایا (کہ وہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں) چنانچہ ان کے پاس ایک فرشتہ کو (ایک مسکین آدمی کی صورت میں) روانہ کیا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تجھ کو کونسی چیز زیادہ پسند ہے، اس نے جواب دیا خوش رنگ اور خوب صورت جلد اور یہ

بات (بھی پسند ہے) کہ میرا یہ مرض دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضورؐ ارشاد فرمائے کہ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کا کوڑھ جاتا رہا اور اس کو اچھا رنگ اور خوب صورت جلد دیدی گئی۔ فرشتہ نے (پھر) اس سے پوچھا کہ تجھ کو کونسا مال زیادہ پسند ہے تو اس نے جواب دیا اونٹ یا گائے۔ حضورؐ ارشاد فرمائے کہ اس کو گابھن اونٹنیاں دیدی گئیں اور فرشتہ نے کہا اللہ تعالی تم کو اس مال میں برکت دے۔ حضورؐ ارشاد فرمائے کہ اس کے بعد وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تجھ کو کونسی چیز زیادہ پسند ہے تو اس نے جواب دیا خوب صورت بال اور یہ بات کہ یہ گنجا پن دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضورؐ فرمائے کہ فرشتہ نے اس (کے سر) پر ہاتھ پھیرا اور اس کا گنجا پن جاتا رہا اور اس کو خوب صورت بال دیدیئے گئے۔ (پھر) فرشتہ نے اس سے پوچھا کونسا مال تجھے زیادہ پسند ہے۔ اس نے جواب دیا گائے، اس کو حاملہ گائیں عطا کی گئیں۔ فرشتہ نے (اس سے کہا) اللہ تعالی تم کو اس میں برکت عطا فرمائے! حضورؐ ارشاد فرمائے کہ فرشتہ (پھر) نابینا کے پاس پہونچا اور پوچھا کہ تم کو کونسی چیز زیادہ پسند ہے تو اس (نابینا) نے جواب دیا کہ اللہ تعالی میری بینائی مجھے دوبارہ عطا فرمائیں تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ حضورؐ فرمائے کہ فرشتہ نے اس (کی آنکھوں) پر ہاتھ پھیرا، اور اللہ تعالی نے اس کی بینائی اس کو واپس دیدی۔ پھر فرشتہ نے پوچھا کہ تم کو کونسا مال زیادہ پسند ہے، اس نے جواب دیا کہ بکریاں تو اس کو بچے دینے والی بکریاں دیدی گئیں۔ چنانچہ ان دونوں یعنی اونٹ والے کی اونٹنیوں نے اور گائے والی کی گائیوں نے بچے دیئے۔ اور اس بکری والے کی بکریوں نے بھی بچے دیئے، تو (اونٹ والے کی) اونٹنیوں سے ایک وادی اور گائے والے کی گائیوں سے ایک وادی اور بکری والے کی بکریوں سے ایک وادی بھر گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ پھر وہی فرشتہ اپنی اسی (پہلی) صورت اور ہیئت میں کوڑھی کے پاس آیا

اور اس سے کہا کہ میں ایک مسکین اور نادار شخص ہوں، میرے ذرائع سفر ختم ہو گئے ہیں، اب اللہ کی مدد کے بغیر منزل مقصود تک پہنچنا ممکن نہیں (اور اللہ کے بعد) پھر تیرا ذریعہ ہے۔ پس میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھے اچھا رنگ اور اچھی جلد اور مال دیا ہے، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں کہ جس کے ذریعہ سے میں اپنا سفر طے کر سکوں، اس (کوڑھی) نے جواب دیا کہ مجھ پر بہت حقوق ہیں (ان کی موجودگی میں تجھے کوئی حق نہیں پہونچتا یہ سن کر) پھر فرشتہ نے کہا میرا خیال ہے کہ تو وہی کوڑھی تو نہیں جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو نادار تھا۔ پس اللہ نے تجھے مال دیا۔ کوڑھی نے (اس کے جواب میں) کہا یہ مال مجھے اپنے بڑوں سے نسلاً بعد نسلٍ ملا ہے (یہ سنکر) فرشتہ نے کہا اگر تو (اپنے قول میں) جھوٹا ہے تو اللہ تجھے اپنی پہلی حالت میں پلٹا دے، (یعنی تجھے کوڑھی اور نادار کر دے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ وہ فرشتہ اپنی اسی (پہلی) شکل میں گنجہ کے پاس پہونچا اور اس سے بھی ایسا ہی سوال و جواب ہوا جیسا کہ کوڑھی سے ہوا تھا، اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا جیسا کوڑھی نے جواب دیا تھا (یہ سن کر) فرشتہ نے اس سے کہا اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو اللہ تجھے پھر ویسا ہی (گنجا اور نادار) کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ وہ فرشتہ (اب) نابینا کے پاس اپنی اسی (پہلی) شکل اور حالت میں پہونچا اور اس سے کہا میں ایک مسکین آدمی اور مسافر ہوں میرا سامان سفر جاتا رہا اور اللہ تعالی کی مدد کے بغیر منزل مقصود تک پہونچنا ممکن نہیں (یا اللہ کے بعد) پھر تیرا ذریعہ ہے۔ پس میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھے دوبارہ بینائی بخشی ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ سے میں اپنا سفر طے کرسکوں۔ نابینا نے یہ سن کر کہا بے شک میں نابینا تھا اللہ تعالی نے مجھے بینائی بخشی تُو جس قدر چاہے مال لیجا اور جس قدر تیرا جی چاہے چھوڑ جا۔ اللہ کے لئے جس قدر مال آج تم لوگے میں تمہیں (اس کی واپسی کی) تکلیف نہیں دوں گا

(یہ سن کر) فرشتہ نے کہا تم اپنا مال اپنے پاس ہی رکھو تم (تین لوگوں کی (اللہ تعالی کی طرف سے یہ) آزمائش لی گئی تھی کہ تم سچے ہو یا جھوٹے، مخلص ہو، یا منافق اور شکر گزار ہو یا ناشکرے) پس اللہ تعالی تم سے راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں (کوڑھی اور گنجا) سے ناراض ہوا (کہ ان کو اپنی اصلی حالت پر سزاءً لوٹا دیا گیا) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

سائل کو خالی ہاتھ لوٹانے کا ایک عبرتناک واقعہ

127/2727 ۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (پکے ہوئے) گوشت کا ایک ٹکڑا تحفۃً بھیجا گیا تھا، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوشت پسند تھا اس لئے ام المومنین نے خادمہ سے کہا کہ اس کو گھر میں رکھ دو، ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو تناول فرمائیں تو خادمہ نے اس گوشت کو گھر کے ایک طاقچہ میں رکھ دیا (اس کے بعد) ایک سائل آیا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر سوال کیا (گھر والو! کچھ) خیرات کرو، اللہ تعالی تم کو برکت دے، گھر والوں نے سائل کو جواب دیا کہ خدا تجھے بھی برکت دے تو (یہ سن کر) سائل چلا گیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور فرمائے ام سلمہ! تمہارے پاس کوئی چیز کھانے کو ہے؟ ام المومنین نے عرض کیا کہ جی ہاں (ہے) اور خادمہ سے کہا کہ جاؤ اور وہ گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آؤ۔ خادمہ وہاں گئیں (تو دیکھا) کہ (گوشت کی بجائے گار کے پتھر کا ایک ٹکڑا وہاں رکھا ہے (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ واقعہ کا علم ہوا) تو حضورؐ ارشاد فرمائے کہ وہی گوشت گار کا پتھر بن گیا ہے، اس لئے کہ تم نے اسے سائل کو نہیں دیا۔ اس کی روایت بیہقی نے دلائل النبوہ میں کی ہے۔

خیرات کرنے میں جلدی کرنا چاہئے

پہلی حدیث

128/2728۔ حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ خیرات کیا کرو (اور خیرات کرنے کو غنیمت جانو، جب تک کہ تمہارے پاس مال موجود ہے اور مستحقین بھی مل جاتے ہوں) کیونکہ آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ انسان اپنی خیرات کو لے کر پھرے گا لیکن کوئی اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا ہر شخص اس سے یہی کہے گا اگر تم اس (خیرات) کو کل لاتے تو میں لے لیتا۔ آج مجھے اس کی حاجت نہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ جس میں خیرات کو قبول کرنے والا نہ ملے گا وہ آخری زمانہ ہوگا جس میں حضرت مہدی ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے۔

دوسری حدیث

129/2729۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کونسی خیرات ہے جس میں زائد اجر ملتا ہے؟ تو حضورؐ ارشاد فرمائے کہ ایسی حالت میں خیرات کرے جبکہ تو تندرست ہو اور تجھے مال جمع کرنے کی حرص ہو، اور تو افلاس سے ڈرتا ہو اور تونگر بننے کی آرزو دل میں رکھتا ہے (تو ایسی حالت میں خیرات کرنے میں بڑا اجر اور ثواب ہے) اور (حضور یہ بھی ارشاد فرمائے کہ) خیرات کرنے میں اتنی سستی اور دیر نہ لگاؤ کہ تمہاری جان کندنی کا وقت آپہونچے اور اس وقت تم یہ وصیت کرنے لگو کہ اتنا مال فلاں کے لئے اور اتنا فلاں کے لئے، حالانکہ تم یہ جانتے ہو کہ یہ مال فلاں شخص ہی کو ملے گا (یعنی وارث کو ملے گا) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

تیسری حدیث

130/2730۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ انسان کا اپنی تندرستی کی حالت میں ایک درہم خیرات کرنا مرتے وقت کے سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

عابد بخیل سے جاہل سخی بہتر ہے

131/2731۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ سخی نزدیک ہے اللہ سے نزدیک ہے جنت سے اور نزدیک ہے لوگوں سے (یعنی لوگوں میں عزیز ہے) اور دور ہوتا ہے دوزخ سے،اور بخیل دور ہے اللہ سے،دور ہے جنت سے اور دور ہے لوگوں سے اور نزدیک ہے دوزخ سے۔اور جاہل سخی اللہ تعالی کے پاس زائد محبوب ہے بخیل عابد سے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

خیرات کی فضیلت

132/2732۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بیبیوں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ (آپ کی وفات کے بعد) ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے ملیں گی۔حضورؐ فرمائے کہ تم میں سے جن کے ہاتھ سب سے بڑے ہوں! تو امہات المومنین ایک لکڑی لے کر اپنے ہاتھوں کو ناپنے لگیں تو حضرت سودہ کا ہاتھ سب سے لانبا تھا (لیکن جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا پہلے انتقال ہوا تو (ہم کو معلوم ہوا کہ لانبے ہاتھوں سے (حضورؐ کی) مراد زیادہ خیرات کرنے والے ہاتھ تھے،اور حضرت زینبؓ سب سے پہلے حضورؐ سے جا ملیں اور ان کو خیر خیرات سے بہت محبت تھی۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بخل اور بداخلاقی مومن کی شان نہیں

133/2733 ۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ مومن میں دو باتیں جمع نہیں ہوتیں (ایک) بخل (دوسرے) بداخلاقی ۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ بخل اور بداخلاقی مومن کے شایان شان نہیں اگر کسی مسلمان میں یہ خصلتیں موجود ہوں تو اس کو چاہئے کہ وہ ریاضت اور مجاہدہ سے ان کو دور کردے،تاکہ مومن کامل کہلانے کا مستحق ہو۔12

دغابازی، بخل اور احسان جتانے کی وعید

134/2734 ۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جنت میں نہ تو دغاباز داخل ہوگا اور نہ بخیل اور (خیرات دیکر) احسان جتانے والا (بھی) جنت میں داخل نہ ہوگا (جب تک یہ ان برائیوں سے توبہ نہ کرلیں یا ان کی سزا پاکر چھٹکارا نہ پالیں یا پھر اللہ تعالی خود اپنے فضل سے ان کو معاف نہ فرمادیں، اس لئے مسلمان کو ان برائیوں سے بچتے رہنا چاہئے) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بخل اور بزدلی کی مذمّت

135/2735 ۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ انسان میں دو خصلتیں بدترین ہیں ایک ایسا بخل جو انسان کو مال کے حاصل کرنے پر حریص بنادے اور مال خرچ کرنے کے مواقع پر اس کو بے چین کردے۔ دوسرے ایسی بزدلی کہ جو اس کو مشرکین کے مقابلہ میں لڑنے سے روک دے اور ایسی بزدلی جو اس کو نیک کام کرنے نہ دے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

اللہ کے نام پر نہ دینے کی وعید

136/2736 ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ کیا میں تم کو ایسا شخص نہ بتاؤں کہ جو اللہ تعالی کے پاس مرتبہ میں سب سے برا ہے (حضورؐ سے) عرض کیا گیا، جی ہاں! (ضرور بتائیے یارسول اللہ) حضورؐ ارشاد فرمائے وہ شخص (اللہ کے پاس مرتبہ کے لحاظ سے بدترین ہے) ہے کہ جس سے اللہ کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے، (اور وہ باوجود دینے کی قدرت رکھنے کے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ سائل واقعی مستحق ہے) اللہ کے نام پر نہ دے۔اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ جو شخص سائل کو دینے کی قدرت رکھتا ہو، اور یہ بھی جانتا ہو کہ سائل واقعی محتاج ہے اور وہ اللہ کا واسطہ دے کر مانگ رہا ہے تو ایسی صورت میں سائل کے سوال کو رد کرنا گناہ کبیرہ ہے، اگر مسؤل حاجت اصلی سے زیادہ مال نہیں رکھتا تو ایسی صورت میں سائل کے سوال کو رد کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔

الرحمۃ المہداۃ حاشیہ مشکوۃ میں مذکور ہے کہ اگر سائل واقعی احتیاج کے بغیر اللہ کا واسطہ دے کر مانگے اور اس کو نہ دیا جائے تو ایسا سائل ہی اللہ کے پاس سب سے بدترین شخص ہوگا۔12

چھپا کر خیرات کرنے کی فضیلت اور غیر مستحق کو لاعلمی سے خیرات دی جائے تو اس کا ثواب مل جاتا ہے

137/2737 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (بنی اسرائیل میں سے) ایک شخص نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا میں (آج کی رات) ضرور کچھ خیرات کروں گا۔(رات میں خیرات کرنے سے اس شخص کا مقصد چھپا کر خیرات کرنا تھا) چنانچہ وہ اپنی خیرات لے کر چلا اور (اندھیرے میں) ایک چور کے ہاتھ دے آیا، جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج کی رات چور کو خیرات دی گئی۔اس شخص نے (یہ سن کر) کہا اے اللہ! تیرا شکر

ہے (اگر چہ کہ میری خیرات) چور کو ملی۔(اس کے بعد اس نے کہا آج کی رات پھر) میں ضرور خیرات کروں گا، چنانچہ وہ اپنی خیرات لے کر نکلا اور (اندھیرے میں) ایک زانیہ کے ہاتھ دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج کی رات ایک زانیہ کو خیرات دی گئی، جب اس شخص نے سنا تو کہا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے (کہ میری خیرات) زانیہ کو مل گئی۔اس شخص نے پھر کہا کہ میں (آج کی رات بھی) ضرور خیرات کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنی خیرات لے کر نکلا اور (اندھیرے میں) ایک غنی کے ہاتھ دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج کی رات غنی کو خیرات دی گئی (صدقہ دینے والے نے) کہا اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ (میری خیرات) چور، زانیہ اور غنی پر خرچ ہوئی۔ پس اس کو خواب میں دکھایا گیا کہ (تیرے تمام صدقات قبول ہوئے) جو صدقہ تو نے چور کو دیا ممکن ہے وہ اس کو چوری سے باز رکھے اور تو نے جو صدقہ زانیہ کو دیا ہے ممکن ہے وہ اس کو زنا سے باز رکھے اور جو صدقہ تو نے غنی کو دیا ہے ممکن ہے اس کو عبرت اور نصیحت ہو اور وہ بھی اس مال میں سے خیرات دینے لگے جو اللہ نے اس کو دیا ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہئے

138/2738۔ام بجیدؓ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہے کہ میں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ مسکین میرے دروازے پر (آ کر) کھڑا رہتا ہے (اور بار بار سوال کرتا ہے) یہاں تک کہ مجھے شرم آتی ہے، کیونکہ میرے پاس اس کو دینے کے لئے گھر میں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے (ایسی صورت میں میں کیا کروں؟ یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے اگر تیرے پاس جلا ہوا کھر بھی موجود ہو تو وہی اس کے ہاتھ پر رکھ دے (یعنی اس کو معمولی سے معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو دے کر روانہ کر دے، خالی ہاتھ اسے واپس نہ کر) اس حدیث کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے، اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(6/86)باب فضل الصدقة

(یہ باب صدقہ اور خیرات کی فضیلت کے بیان میں ہے)

وقول اللہ عزوجل ''وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ'' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (پ 3 ع 38 میں) اور وہ یعنی اللہ تعالی خیرات کو بڑھاتے ہیں (یعنی جس مال سے خیرات نکالی گئی ہو اس مال میں دنیا میں برکت عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں اجر وثواب دگنا کردیتے ہیں) (معالم التنزیل) وقولہ ''وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ'' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (پ 2 ع 22 میں) اور لیکن کمال نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالی پر روز آخرت پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر اور (اللہ کے) نبیوں پر ایمان لائے اور مال کو اس کی محبت کے باوجود (اللہ تعالی کی محبت میں) رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور غلامی وغیرہ کی قید سے لوگوں کی گردنیں چھڑانے میں خرچ کرے اور نماز کی پابندی کرے اور زکوۃ بھی ادا کرے۔

ف: تفسیر مدارک میں کہا ہے کہ آیت صدر میں ''اٰتَى الْمَالَ'' سے مراد نفل صدقات اور خیرات ہے۔

مال میں زکوۃ کے سوا اور بھی حقوق ہیں

139/2739۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ یقیناً مال میں زکوۃ کے علاوہ اور بھی حقوق (اللہ تعالی کی جانب سے انسان پر) عائد کئے گئے ہیں (جیسے یہ کہ سائل اور قرض خواہ کو محروم نہ کرے اور گھر کے متعلقہ ساز وسامان میں سے مثلاً برتن، دیگ وغیرہ کوئی مستعار مانگے تو ان کو دینے سے انکار نہ کرے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (استدلال میں) اس آیت کو تلاوت فرمائی: ''لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ'' (آیت شریفہ کا ترجمہ باب فضل الصدقۃ کی ابتداء میں ملاحظہ ہو) اس حدیث کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

حلال مال میں سے تھوڑی خیرات بھی بہت ہے

140/2740 ۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص اپنی جائز اور حلال کمائی سے ایک کھجور برابر بھی خیرات کرے تو اللہ تعالی اس کو قبول فرماتے ہیں اور اس کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالی حلال مال ہی میں سے خیرات کو قبول فرماتے ہیں، پھر اللہ تعالی اس خیرات کئے ہوئے مال کو خیرات کرنے والے کے لئے اس طرح بڑھاتے جاتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک وہ خیرات بڑھتے بڑھتے پہاڑ کے برابر ہوجاتی ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال مال سے تھوڑی سی خیرات بھی ثواب میں اللہ تعالی کے پاس مقبول اور بے حساب ہے اس کے برخلاف اگر حرام مال سے لاکھوں روپیہ بھی خرچ

کرے تو اللہ تعالی اس کو قبول نہیں فرماتے اور نہ اس کا کوئی ثواب ہے، اس سے مسلمانوں کو چاہئے کہ راہ خدا میں خرچ کرتے وقت حلال مال کا خیال رکھیں، تھوڑے بہت کا خیال نہ کریں۔

صدقہ کے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ ثواب کا بیان

141/2741۔ ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی! مجھے بتایئے کہ صدقہ (کا ثواب اور اس کی فضیلت) کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ اس کا ثواب کئی گنا ثواب ہے (اور اس زیادتی کی کم سے کم مقدار ہر نیکی پر دس گنا ہے) بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ (اور اس زیادتی کی ایک مقدار ہر نیکی پر سات سو گنا تک ہے) اور اللہ تعالی کے پاس تو اس سے بھی زیادہ ہے (اور اللہ تعالی چاہیں تو ہر نیکی پر سات سو گنا سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ" اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

خیرات کرنے، قصور معاف کرنے اور انکساری اختیار کرنے کی فضیلت

142/2742۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا (بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے) اور باوجود انتقام کی قدرت رکھنے کے) کسی کا قصور معاف کردینے سے اللہ تعالی اس بندہ کی عزت بڑھاتے ہیں (جس نے کہ قصور معاف کئے) اور جس کسی نے اللہ تعالی کے لئے تواضع اور انکساری اختیار کی تو اللہ تعالی اس کا رتبہ بڑھاتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

راہ خدا میں دوہری چیز خرچ کرنے کی فضیلت

پہلی حدیث

143/2743۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص راہ خدا میں کسی مال کا جوڑا دے (مثلاً دو کپڑے یا دو گھوڑے یا دو روپیہ) دے تو اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے کئی دروازے ہیں پس جو شخص نمازی (یعنی زیادہ نوافل پڑھنے والا) ہوگا تو اس کو جنت کے باب الصلوۃ (نماز کے دروازے) سے بلایا جائے گا اور جو کوئی شخص جہاد کرنے والا یعنی راہ خدا میں بہت لڑنے والا ہوگا تو اس کو باب الجہاد (جہاد کے دروازے) سے بلایا جائے گا اور جو شخص بہت خیر خیرات کرنے والا ہوگا تو اس کو باب الصدقہ (صدقہ کے دروازے) سے بلایا جائے گا اور جو شخص کثرت سے روزے رکھنے والا ہوگا اس کو باب الریان (پیاس بجھانے والا دروازہ) سے بلایا جائے گا یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ بظاہر تو اس کی ضرورت نہیں کہ سب دروازوں سے (بیک وقت) کسی کو بلایا جائے (جب کہ اس کو ایک دروازے سے بلایا جا چکا ہو اور وہ جنت میں داخل ہو چکا ہو لیکن) پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہوگا جس کو جنت کے ان سارے دروازوں سے بلایا جائے گا حضورؐ ارشاد فرمائے ہاں (بعض ایسے لوگ ہوں گے جن کو ان کے کثرت صلوۃ، کثرت صوم، کثرت جہاد، کثرت خیرات کی وجہ سے ان کی تعظیم اور تکریم کے لئے ان کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا) اور مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہوں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

دوسری حدیث

144/2744۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو مسلمان راہ خدا میں اپنے مال سے دو دو چیزیں خرچ کرے تو جنت کے سارے دربان اس کا استقبال کریں گے اور ہر دربان اپنے دروازے والی نعمت کی طرف اس شخص کو دعوت دے گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کیا صورت ہوگی، یعنی دو دو چیزیں کس طرح خرچ

کی جائیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرمائے اگر اونٹ ہو تو دو اونٹ اور گائے ہو ں تو دو گائے (راہ خدا میں خیرات کرے) اس حدیث کی روایت نسائی نے کی ہے۔

ان چار اعمال کا بیان جن سے جنت حاصل ہوتی ہے

145/2745۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں (یا رسولؐ اللہ) پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمائے کہ تم میں سے کون آج جنازہ کے ساتھ گیا؟ (یعنی جنازہ کی نماز پڑھی اور جنازہ کے پیچھے چلا (اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔12)(حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں (یا رسولؐ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں (یارسولؐ اللہ) (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (پھر) دریافت فرمایا کہ تم میں سے آج کس نے بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں نے (یارسولؐ اللہ) (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ جس کسی شخص میں یہ (چار چیزیں ایک دن میں) جمع ہو جائیں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف (1): اس حدیث شریف سے اور حدیث 131 سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کمال اور جنتی ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔12

انا یعنی میں کہنا اچھا بھی ہے اور برا بھی

ف (2): اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرمانے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انا (میں) کہا ہے، اس بارے میں صاحب مرقات اور صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے انا (میں) کہنا دو حقیقتوں سے ہوتا ہے، ایک مذموم (یعنی برا) دوسرے محمود (یعنی اچھا) انا

کہنے کی مذموم حیثیت یہ ہے کہ بطور فخر انا کہا جائے جیسے ابلیس کا قول انا خیر منه یا انا العالم، انا الزاهد وغیرہ۔ اور انا کہنے کی محمود حیثیت یہ ہے کہ طلب ثواب کے موقع پر یا بطور (انکساری انا کہا جائے، جیسے اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ، اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یا اَنَا الحقیر، اَنَا الْعَبْدُ وغیرہ۔12

تحفہ کتنا ہی کم ہو اس کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے

146/2746۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عورتوں سے) ارشاد فرمائے اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کی (حقیر سے حقیر تحفہ پر) حقارت نہ کرے اگرچہ وہ (تحفہ) بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو (خواہ وہ تحفہ دینے والی ہو یا لینے والی ہو) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ہر نیکی صدقہ ہے

147/2747۔ جابر اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ہر نیکی (خواہ وہ قولی ہو یا فعلی، جس سے اللہ تعالیٰ کی رضاء مقصود ہو) خیرات (کا ثواب رکھتی) ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کا تعلق صرف مال سے ہی نہیں بلکہ ہر وہ عمل جس سے رضاء الٰہی حاصل ہو، صدقہ ہے مثلاً کسی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا وغیرہ۔ اشعۃ اللمعات۔12

کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے

148/2748۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ کسی نیکی کو حقیر اور معمولی نہ سمجھو، اگرچہ وہ (نیکی) یہ ہو کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرو۔ اس کی

روایت مسلم نے کی ہے۔

خوش اخلاقی اور مسلمان کی تھوڑی سی خدمت بھی صدقہ ہے

149/2749۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ہر نیک کام (پر) خیرات (کا ثواب ملتا) ہے اور یہ کام بھی یقیناً نیکی میں شامل ہے کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو، اور یہ بھی (نیکی میں شامل ہے) کہ تم اپنے ڈول سے اپنے (مسلمان) بھائی کے برتن میں پانی بھر دو۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

جن اعمال پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے ان کی تفصیل

150/2750۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ تمہارا اپنے (مسلمان) بھائی سے مسکراتے ہوئے (ملنا) صدقہ ہے (یعنی اس پر ثواب ملتا ہے) اور تمہارا نیک کاموں کی تلقین کرنا (بھی) صدقہ ہے، اور تمہارا برائی سے منع کرنا (بھی) صدقہ ہے، اور تمہارا کسی راہ بھولے ہوئے شخص کو راہ دکھانا (بھی) تمہارے لئے صدقہ ہے اور تمہارا کسی نابینا یا کمزور بینائی والے شخص کی رہبری کرنا (بھی) تمہارے لئے صدقہ ہے اور تمہارا راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی (اور اسی قسم کی تکلیف دہ چیزوں) کا ہٹا دینا (بھی) تمہارے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے (مسلمان) بھائی کے ڈول میں پانی بھر دینا (بھی) تمہارے لئے صدقہ ہے (یعنی ان تمام کاموں پر صدقہ کے جیسا ثواب ملتا ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

چند قابل قدر نصیحتیں

151/2751۔ ابوجُری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (جب) میں مدینہ منورہ آیا تو ایک حضرت کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے پر چلتے ہیں

وہ جو کچھ فرماتے ہیں ان (کے ہر حکم) کی پوری تعمیل کرتے ہیں۔ میں نے (لوگوں سے) دریافت کیا یہ کون حضرت ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں! تو میں (آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور) کہا علیک السلام! یارسول اللہ! اور میں نے دو مرتبہ یہ الفاظ کہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے علیک السلام نہ کہہ! (کیونکہ) علیک السلام (کہنا) مردہ کا سلام ہے (اس لئے) تم السلام علیک کہا کرو (پھر) میں نے عرض کیا: کیا آپ ہی اللہ کے رسول ہیں، حضورؐ نے جواب دیا ہاں! میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آن پڑے اور تم (میرے وسیلہ (جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔12) سے) اللہ سے دعا کرو تو اللہ تعالی تمہاری اس مصیبت کو دور کردیں گے اور اگر تم پر قحط سالی آجائے اور تم اللہ تعالی سے دعا کرو تو وہ تمہارے لئے غلہ اور گھاس پیدا کردیں گے اور اگر تم (کسی وقت) کسی بنجر زمین میں یا کسی ایسے جنگل میں ہو جو آبادی سے دور ہو اور ایسے میں تمہاری سواری گم ہوجائے اور تم اللہ سے دعا کرو تو وہ تمہاری سواری تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے (صاحب اشعۃ اللمعات کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں اس اللہ کا رسول ہوں جس میں یہ صفات ہیں، اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ میری بعثت وسیلۂ رحمت اور اس اللہ تعالی سے خیر و برکات کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور واسطہ ہے جو حاجتوں کا پورا کرنے والا اور مشکلات کا دور کرنے والا ہے) جابر بن سلیم (راوی) کہتے ہیں کہ میں (یہ سن کر) عرض کیا حضورؐ! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے! حضورؐ ارشاد فرمائے کہ تم کسی کو گالی نہ دیا کرو! جابرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ تو کسی آزاد کو، نہ غلام کو، نہ اونٹ کو، نہ بکری کو گالی دی (اس کے بعد) حضورؐ فرمائے کہ تو کسی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھ (یہاں تک کہ) اگر تو اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے ملے تو یہ بھی نیکی ہے (اور ثواب کا کام ہے) اور تو اپنے ازار (یعنی تہہ بند اور پاجامہ) کو اپنی نصف پنڈلی تک اونچا رکھ، اگر اتنا اونچا تجھے پسند نہ ہو تو کم سے کم ٹخنوں سے اونچا رکھ اور ازار کو (ٹخنوں سے) نیچا رکھنے سے بچ، اس لئے کہ یہ تکبر کی

نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے اور اگر کوئی شخص تجھے گالی دے اور تجھ کو تیرے ایسے عیب سے جو اسے معلوم ہے عار (یعنی شرم) دلائے تو تُو (اس کے جواب میں) اس کو اس کے اس عیب سے جس سے تو واقف ہے عار نہ دلا، اس لئے کہ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے صرف سلام کی حد تک کے واقعہ کی روایت کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) ارشاد فرمائے ہیں کہ کسی شخص کے تجھ کو عار دلانے پر) تیری خاموشی کا ثواب تجھے ملے گا اور اس (عار دلانے) کا وبال اس شخص پر ہوگا۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن سلیم کو علیک السلام کہنے سے منع فرمایا ہے، اس بارے میں مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عربوں کی عادت تھی کہ جب وہ کسی قبر پر سلام کرتے تو علیک السلام کہتے، اسی عام عادت کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن سلیم کو زندوں پر علیک السلام کہنے سے منع فرمایا اور ان کو تعلیم دی کہ جب وہ کسی کو سلام کریں تو السلام علیک کہا کریں، ویسے تو مردوں پر السلام علیکم کہنا اور احادیث سے ثابت ہے۔12

خیرات کا وجوب اور ان کاموں کی تفصیل جن سے خیرات کا ثواب ملتا ہے

152/2752۔ ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کی گوناگوں نعمتوں کے شکریہ میں) ہر مسلمان پر صدقہ (یعنی خیرات) واجب ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا (یارسول اللہ!) اگر کسی کے (پاس صدقہ دینے کے لئے) کچھ بھی نہ ہو (تو کیا کرے؟) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ اپنے ہاتھوں سے کوئی کسب کرے (اور مال حاصل کرے کہ) خود بھی فائدہ حاصل کرے اور خیرات بھی کرے، پھر صحابہؓ نے عرض کیا (یارسول اللہ!) کسی

میں اس کی بھی قوت نہ ہو یا ایسا نہ کر سکے (تو وہ کیا کرے؟) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ وہ غمگین حاجت منداور دادخواہ کی (کسی طرح بھی) مدد کرے۔ صحابہؓ نے (پھر) عرض کیا کہ اگر کوئی ایسا بھی نہ کر سکے (تو وہ کیا کرے؟) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کا حکم کرے، صحابہؓ نے (پھر) عرض کیا کہ اگر کوئی یہ بھی نہ کر سکے (تو پھر کیا کرے؟) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے (کہ اگر کسی سے یہ سب کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم) وہ اپنے آپ کو برائی سے بچائے رکھے اور یہی اس کے حق میں خیرات ہے! اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

انسان کے ہر جوڑ پر اس کے کار آمد ہونے کے شکرانہ میں صدقہ واجب ہے

153/2753۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ہر روز جبکہ دن نکلتا ہے انسان پر اس کے بدن میں جتنے جوڑ ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لئے صدقہ دینا واجب ہے۔ اگر کسی نے دو آدمیوں کے درمیان انصاف کیا تو یہ (بھی) صدقہ ہے اور اگر کسی نے کسی آدمی کو اس کی سواری پر سوار ہونے میں مدد دی، اور اس کو سواری پر سوار کر دیا، یا اس کا سامان سواری پر اٹھا کر رکھ دیا۔ یہ (بھی) اس کے لئے خیرات ہے، اور (ہر) اچھی بات کہنا (یا سائل کو نرمی سے جواب دینا بھی) اس کے لئے صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لئے (مسجد کی طرف) جانے میں وہ اٹھاتا ہے وہ (بھی) صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دے تو یہ (بھی) صدقہ ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ان اعمال کی صراحت جن کی وجہ سے دوزخ سے براءت حاصل ہوتی ہے

154/2754۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں سے پیدا کیا گیا ہے (یعنی ہر انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور یہ ضروری ہے کہ ہر جوڑ کے کارآمد ہونے کے شکریہ میں انسان ہر روز کچھ نہ کچھ خیرات کرے) تو جو کوئی اللہ اکبر کہے، الحمدللہ کہے، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه پڑھا کرے۔ سبحان اللہ کہے، اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور لوگوں کے راستہ سے پتھر یا کانٹا یا ہڈی دور کردے یا کسی کو نیک بات بتائے یا برائی سے روکے، اور یہ سب چیزیں (جس دن) تین سو ساٹھ ہوجائیں تو (چونکہ اس نے ہر جوڑ کے بدلے میں ایک ایک نیکی کرلی ہے اس لئے) اس روز وہ (گناہوں سے پاک وصاف ہوکر) ایسا چلے گا کہ گویا اس نے اپنے آپ کو دوزخ سے بچالیا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے مسلمان ہر دن ان اعمال کو انجام دیتا رہے تاکہ وہ دوزخ سے اس کی براءت ہر روز لکھی جایا کرے۔ 12

راستہ سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے کا ثواب

پہلی حدیث

155/2755۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ایک شخص ایک درخت کی شاخ پر گزرا، جو بڑھ کر درمیان راہ آگئی تھی تو اس نے کہا میں ضرور اس شاخ کو مسلمانوں کے راستہ سے دور کردوں گا تاکہ یہ ان کو تکلیف نہ دے۔ پس وہ شخص اس (کارِ خیر) کی وجہ سے جنت میں داخل کردیا گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور سے کی ہے۔

دوسری حدیث

156/2756۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ میں نے جنت میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ

وہاں سیر کرتا پھر رہا تھا (کیونکہ) اس نے (دنیا میں ایک کار خیر یہ کیا تھا کہ) (لوگوں کے) راستہ سے ایک درخت کو کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو (راستہ میں ہونے کی وجہ سے) تکلیف دیا کرتا تھا۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

تیسری حدیث

157/2757 ۔ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جس سے مجھے فائدہ حاصل ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا کرو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ان چیزوں کا بیان جن پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے

158/2758 ۔ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ہر دفعہ سبحان اللہ کہنے پر اور ہر دفعہ اللہ اکبر کہنے پر، اور ہر دفعہ لا الہ الا اللہ کہنے پر اور ہر نیک کام کے بتانے پر اور ہر برے کام سے روکنے پر خیرات کا ثواب ملتا ہے اور (یہاں تک کہ) تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرے تو اس پر (بھی) نیکی کا ثواب ملتا ہے (یہ سن کر حیرت سے) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! کہ ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش نفس کی تکمیل کرتا ہو اور اس پر بھی اس کو ثواب ملتا ہو! (یہ بات کیسے ممکن ہے؟) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے دیکھو! اگر وہ حرام (یعنی ناجائز) طریقہ پر اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کرتا تو کیا اس کو عذاب نہ ہوتا؟ چونکہ اس نے (حرام طریقہ سے بچ کر) حلال طریقہ سے اپنی خواہش پوری کی ہے (اور اپنی بیوی کا حق ادا کیا ہے) اس لئے اس کو (اس پر خیرات) کا ثواب ملے گا۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ نفس جماع نہ تو صدقہ ہے اور نہ عبادت، البتہ کوئی شخص جماع کے ذریعہ حرام سے اپنے نفس کی نگہداشت کرتا ہے اور اپنی بیوی کا حق بھی ادا کرتا ہے اور نیک اولاد پیدا

ہونے کی نیت کرتا ہے، اس لئے اس طرح اپنی بیوی سے جماع کرنے پر مسلمان کو ثواب ملتا ہے۔ 12

پانی اور نمک کے دینے سے انکار نہ کرنا چاہئے

159/2759 ۔ بُھیسَۃ رضی اللہ عنہا اپنے والد سے دریافت کرتی ہیں کہ ان کے والد نے (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ کونسی چیز ہے جس سے (کسی کو) روکنا درست نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے: وہ پانی ہے، انہوں نے پھر دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (پانی کے بعد) وہ کونسی چیز ہے جس کو دینے سے انکار کرنا منع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے وہ نمک ہے۔ انہوں نے پھر دریافت کیا اے اللہ کے نبیؐ! وہ کونسی چیز ہے جس کا انکار کرنا درست نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ جس قدر نیک کام تم سے ہوسکے تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

پھل یا کھیتی کے نقصان پر صبر کرنے سے خیرات کا ثواب ملتا ہے

پہلی حدیث

160/2760 ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی بوئے، اور اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کچھ کھالے تو (اس کو اس نقصان پر صبر کرنے کی وجہ سے) خیرات کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ اگر اس کے (پھل یا کھیتی سے) کچھ چوری ہوجائے تو اس پر بھی اس کو خیرات کا ثواب ملتا ہے۔

دوسری حدیث

161/2761 ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ کسی نے بنجر زمین کو آباد کیا (یعنی افتادہ زمین

میں کھیتی کی) تو اس میں بھی اس کے لئے ثواب ہے اور کھیتی کا کسی وجہ سے نقصان ہو جائے (یعنی سیلاب آجائے یا جانور کھا جائے یا انسان لے جائے اور اس پر وہ صبر کرے) تو اس کو خیرات کا ثواب ملتا ہے۔اس کی روایت نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

دودھ والے جانور کو مستعار دینا بھی بڑا ثواب ہے

162/2762 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ بہترین صدقہ زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی ہے جو کسی کو مستعار دی جائے (تاکہ وہ اس کے دودھ سے فائدہ حاصل کرنے کے بعد اس کو واپس کردے) (یا بہترین صدقہ) وہ زیادہ دودھ دینے والی بکری ہے جو کسی کو مستعار دی جائے کہ وہ صبح کو برتن بھر دودھ دیتی ہو، اور شام کو بھی برتن بھر دودھ۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف:اس حدیث شریف میں مِنْحَۃ کا لفظ مذکور ہے اور مِنْحَۃ عطیہ کو کہتے ہیں اور یہ عموماً اونٹ، گائے اور بکری میں ہوا کرتا تھا۔عرب میں یہ معمول تھا کہ صاحب ثروت جس کو اللہ تعالی توفیق دے، وہ دودھ والی اونٹنی، گائے یا بکری، کسی محتاج کو مستعار دیتا تاکہ وہ دودھ استعمال کرنے کے بعد مالک کو پھر واپس کردے،اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت پسند فرمایا اور اس کی تعریف کی ہے۔مرقات، اشعۃ اللمعات۔

ان اعمال کا بیان جن پر غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے

163/2763 ۔براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں اگر کوئی شخص کسی کو دودھ دینے والا جانور عاریۃً دے یا کچھ رقم بطور قرض دے یا کسی کو گلی کوچہ میں راہ بتادے (کہ وہ اپنی منزل مقصود تک پہونچ سکے) تو اس کو ایک غلام یا باندی آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

جانور کو پانی پلانے کا ثواب

164/2764۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ایک بدکار عورت کی بخشش (محض) اس بناء پر ہوگئی (کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا) جبکہ وہ راستہ سے گزر رہی تھی تو اس نے ایک کتے کو کنویں کے پاس دیکھا جو (پیاس کے مارے) اپنی زبان باہر نکالے ہوئے تھا اور قریب تھا کہ وہ (پیاس کی شدت کے مارے) ہلاک ہوجائے۔ پس اس نے اپنا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی سے باندھ کر کنویں سے پانی کھینچا اور کتے کو پلایا۔ اس کام کے صلہ میں اس عورت کو بخش دیا گیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا جانوروں پر احسان کرنے میں بھی ہم کو ثواب ملتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہاں! ہر جاندار کے ساتھ احسان کرنے میں ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

جانور کو بھوکا مارنے کا عذاب

165/2765۔ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ایک عورت کو (محض) ایک بلّی کی وجہ سے عذاب دیا گیا کہ جس نے ایک بلّی کو باندھ رکھا تھا، یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی، نہ تو وہ اس کو کھلاتی اور نہ کُھلا چھوڑتی کہ وہ زمین میں کے جانور (مثلاً چوہے وغیرہ) کھاتی (اور اپنا پیٹ بھرتی) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

جنت میں لے جانے والے اعمال کا بیان

پہلی حدیث

166/2766۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں (آپ کی خدمت میں) حاضر ہوا (تا کہ آپ کے حالات معلوم کر کے دعوائے نبوت کی تصدیق کروں اور اسلام لاؤں)۔ تو جوں ہی میری نظر حضورؐ کے رخ انور پر پڑی تو میں دیکھتے ہی پہچان لیا کہ ایسی (نیک) صورت کسی جھوٹے شخص کی نہیں ہوسکتی۔ (مدینہ پاک پہونچنے کے بعد لوگوں کو جمع کر کے) پہلی چیز جو حضورؐ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ اے لوگو! سلام کو رواج دو (یعنی کثرت سے سلام کیا کرو، اور پکار کر سلام کرو، چاہے وہ اپنا ہو یا پرایا ہو) اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔ اور رات میں اس وقت نماز پڑھا کرو جبکہ لوگ سوتے ہوں (تا کہ تم کو یکسوئی اور دلجمعی حاصل ہو) تو تم (ان کاموں کے صلہ میں) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

دوسری حدیث

167/2767۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اللہ بزرگ و برتر کی جو رحمٰن ہیں عبادت کرو۔ (جس نے اپنی رحمت سے تم کو قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں) اور (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کو رواج دو (یعنی کثرت سے سلام کیا کرو، اور با آواز بلند اپنے اور پرائے پر سلام کیا کرو) تو تم (ان کاموں کے صلہ میں) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

صدقہ برے خاتمہ سے بچاتا ہے

168/2768۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ صدقہ اللہ تعالی کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برے خاتمہ سے بچاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات اور اشعۃ اللمعات نے سوء خاتمہ کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ انسان موت کے وقت غفلت، وسوسے اور جزع فزع میں مبتلا ہو جائے اور شہادت ایمان پر خاتمہ نہ ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ موت اچانک جلنے، ڈوبنے اور دب کر مرنے سے واقع ہو تو خیرات کرنے سے اللہ تعالیٰ سوء خاتمہ کی ان دونوں صورتوں سے بچاتے ہیں اور دنیا و آخرت کی سلامتی عطا فرماتے ہیں۔ 12

صدقہ قیامت کے دن سایہ کا کام دے گا

169/2769 ۔ مَرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے مجھ سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ان صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن مسلمان کا صدقہ اس کے لئے سایہ کا کام دے گا (یعنی قیامت کی گرمی سے راحت و آرام کا سبب ہوگا) اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

جو کچھ اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے وہ باقی ہے

170/2770 ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں سے) کسی نے ایک بکری ذبح کی (اور اس کو فقراء اور پڑوسیوں میں تقسیم کیا) جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (گھر) تشریف لائے تو دریافت فرمائے (کیا اس بکری میں سے تقسیم کے بعد) کچھ باقی رہ گیا ہے؟ تو ام المومنین جواب دیں کہ (صرف) ایک دست باقی رہ گیا ہے اس میں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ (نہیں) پوری بکری باقی ہے سوائے اس دست کے جو (گھر میں) رہ گیا ہے۔ (یعنی جو کچھ اللہ کی راہ میں دیا گیا، اس کا ثواب اللہ کے پاس باقی ہے اور جو گھر میں بچ گیا وہ فانی ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وہ تین شخص جن سے اللہ تعالی محبت رکھتے ہیں

171/2771 ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ) تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالی محبت رکھتے ہیں، ایک وہ شخص جو رات کے وقت (نیند سے) اٹھ کر کلام اللہ (کو نماز یا غیر نماز میں) پڑھا کرتا ہو، دوسرا وہ شخص جو اپنے داہنے ہاتھ سے چھپا کر اس طرح خیرات کرے (کہ) بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو۔ تیسرا وہ شخص جو کسی جہاد میں شریک ہو، اور اس کے ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے لیکن وہ (تنہا) دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وہ تین آدمی جن سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں، اور تین آدمی جن سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں

172/2772 ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں۔ پس وہ تین آدمی جن سے اللہ تعالی محبت رکھتے ہیں ان میں سے ایک وہ ہے (جس نے اللہ کے نام پر مانگنے والے کو صدقہ دیا) جبکہ ایک سائل ایک جماعت کے پاس آیا اور اللہ کے نام پر مانگا اور ان لوگوں سے قرابت کا واسطہ دے کر نہیں مانگا، ان لوگوں میں سے کسی نے اس کو کچھ نہیں دیا۔ انھیں میں سے ایک شخص (چپکے سے اٹھ کر) باہر آیا اور اس مانگنے والے کو اس طرح چھپا کر دیا کہ سوائے خدا اور اس شخص کے جس کو دیا گیا کسی کو معلوم نہ ہوسکا (یہی وہ سائل کو دینے والا شخص ہے جس سے اللہ تعالی محبت رکھتے ہیں۔ (دوسرا وہ شخص ہے جو سب کو رات میں سوتا چھوڑ کر خدا کی عبادت کرتا ہو، جبکہ) لوگ رات میں سفر کر رہے ہوں، یہاں تک کہ جب نیند ان پر غالب آگئی اور وہ سو گئے انھیں میں سے

ایک شخص (سب کو سوتا چھوڑ کر) اٹھا (اللہ تعالی فرماتے ہیں) اور میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور میرے کلام کی تلاوت میں مشغول ہوگیا۔ اور (تیسرا) وہ شخص ہے جو کسی لشکر میں (شریک جہاد) تھا اور دشمن سے مقابلہ ہوا، اور اس کے ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ (دشمن کے مقابلہ میں) سینہ تانے ثابت قدم رہا۔ یہاں تک کہ اپنی جان دیدی، یا اس کو فتح حاصل ہوئی (ایسا شخص بھی اللہ تعالی کے پاس محبوب ہے) اور وہ تین شخص جن پر اللہ تعالی غضبناک ہوتے ہیں (وہ یہ ہیں ایک) زنا کار بوڑھا (دوسرے) تکبر کرنے والا فقیر اور (تیسرے) وہ دولتمند جو ظلم کرتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

چھپا کر خیرات کرنے کی عظمت اور اہمیت

173/2773۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ملنے لگی تو (اس کو تھامنے کے لئے) اللہ تعالی نے پہاڑ پیدا کئے اور پہاڑوں کو زمین پر ٹھیرایا تو زمین (کا ہلنا بند ہوگیا اور اس) کو قرار حاصل ہوگیا تو فرشتے پہاڑوں کی سختی (کو دیکھ کر اس) سے حیران رہ گئے اور عرض کئے اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں پہاڑوں سے بڑھ کر بھی کوئی سخت چیز ہے؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا ہاں (وہ) لوہا ہے (جو پہاڑ سے سخت ہے کہ وہ پتھر کو توڑ دیتا ہے) فرشتوں نے (حیرت سے) پھر پوچھا اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں لوہے سے بھی سخت کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہاں (وہ) آگ ہے (جو لوہے سے سخت ہے کہ لوہے کو نرم کردیتی ہے) فرشتوں نے پھر عرض کیا اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں آگ سے بھی سخت کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا ہاں (وہ) پانی ہے (جو آگ کو بھی بجھا دیتا ہے) فرشتوں نے پھر عرض کیا اے پروردگار! کیا آپ کی مخلوق میں پانی سے بھی سخت کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالی نے ارشاد

فرمایا ہاں (وہ) ہوا ہے (جو پانی پر غالب ہے کہ پانی کو اڑا لے جاتی ہے، تو فرشتوں نے پھر عرض کیا اے پروردگار! کیا آپ کے مخلوق میں ہوا سے بھی سخت کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمائے ہاں (وہ) انسان ہے (جو سب سے زیادہ سخت اور قوی ہے) کہ جو اپنے سیدھے ہاتھ سے اس طرح چھپا کر خیرات کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی (اس لئے کہ اس نے نفس کو ریا اور دکھاوے اور شیطانی وسوسوں سے بچایا اور جبلی عادتوں کا مقابلہ کیا اور اخلاص سے خیرات کر کے اللہ تعالی کی رضا مندی حاصل کی اور اللہ تعالی کے غضب کو ٹھنڈا کیا) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ننگے، بھوکے اور پیاسے کی مدد کرنے کا جنت میں بدلہ

174/2774۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں جو مسلمان کسی برہنہ مسلمان کو کپڑے پہنا دے تو اللہ تعالی اس کو جنت کا سبز لباس پہنائیں گے اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالی اس کو جنت کے پھل کھلائیں گے اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالی اس کو جنت کی مہر لگی ہوئی شراب (طہور) پلائیں گے۔ اس کی روایت ابوداود اور ترمذی نے کی ہے۔

مسلمان کو کپڑا پہنانے کی فضیلت

175/2775۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو کوئی کپڑا (جیسے تہ بند، چادر وغیرہ) پہنا دے تو یہ (پہنانے والا مسلمان) اس وقت تک اللہ کی حفاظت (اور امان) میں رہے گا جب تک کہ اس کپڑے کی ایک دھجی بھی اس کے (یعنی پہننے والے کے جسم) پر باقی رہے گی۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

میت پر ایصال ثواب کا جواز

176/2776۔ سعد بن عُبَادَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سعدؓ یعنی میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے (اور میں ان کی روح پر ایصال ثواب کے لئے کچھ خیرات کرنا چاہتا ہوں ارشاد ہو کہ) کونسی خیرات افضل ہے (جس سے ان کو ثواب پہونچے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ پانی (بہترین صدقہ ہے، اس لئے تم کنواں کھدواؤ تا کہ سب کو اس سے فائدہ پہونچے) تو حضرت سعدؓ نے کنواں کھودا، اور کہا یہ کنواں ام سعد (پر ایصال ثواب) کے لئے (وقف) ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

عاشوراء کے دن خرچ کرنے کی برکت

177/2777۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر نفقہ میں (یعنی کھانا کھلانے وغیرہ میں) وسعت کریگا تو اللہ تعالی اس پر سال بھر وسعت کریں گے (یعنی خیر و برکت نازل کریں گے) سفیان ثوری (جو اس حدیث کے راویوں میں ہیں) فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا (اور خوب ہی پایا کہ سال بھر وسعت رہی) اس حدیث کی روایت رزین نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

(7/87) بابُ افضل الصّدقه

(یہ باب بہترین صدقہ کے بیان میں ہے)

بہترین صدقہ کا بیان

پہلی حدیث

178/2778۔ ابوہریرہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہترین خیرات وہ ہے جو ضرورت سے زائد مال میں سے دی جائے (کہ خیرات کے بعد بھی مال اہل وعیال کی ضرورت کے لئے باقی رہے) اور خرچ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جو تمہارے زیر پرورش ہوں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور مسلم نے صرف حکیم بن حزام سے روایت کی ہے۔

دوسری حدیث

179/2779۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ! کونسی خیرات (ثواب کے اعتبار سے) بہترین ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ (بہترین خیرات یہ ہے کہ) غریب آدمی (محنت اور مشقت کرکے جو مال حاصل کرتا ہے اس میں سے اپنی) وسعت کے لحاظ سے خیرات کردے اور خرچ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جو تمہارے زیر پرورش ہوں۔ اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

تیسری حدیث

180/2780۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ بہترین خیرات یہ ہے کہ تو کسی بھوکے کو (خواہ وہ مسلمان ہو، یا کافر ہو، یا جانور) پیٹ بھر کھانا کھلادے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

مال کا بہترین مصرف اہل وعیال اور جہاد میں خرچ کرنا ہے

181/2781۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ بہترین دینار (یعنی رقم) وہ دینار ہے جس کو آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور وہ دینار (بھی بہترین) ہے جس کو آدمی اپنی جہاد کی سواری پر خرچ کرے، اور (اسی طرح) وہ دینار (بھی بہترین) ہے جس کو آدمی اپنے جہاد کرنے والے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

مال کو خرچ کرنے کی ترتیب

182/2782۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کئے (یارسول اللہ!) میرے پاس دینار ہیں (ارشاد ہو کہ میں ان کو کیسے خرچ کروں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ (پہلے) تو اس کو اپنی ذات پر خرچ کر انھوں نے عرض کیا کہ (اس کے بعد بھی) میرے پاس دینار (باقی) رہ جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ اس کو تو اپنی اولاد پر خرچ کر انھوں نے (پھر) عرض کیا کہ (اس کے بعد بھی) میرے پاس اور دینار (باقی) رہ جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ تو اس کو اپنی بیوی پر خرچ کر، انھوں نے (پھر) عرض کیا (اس کے بعد بھی) میرے پاس اور دینار (باقی) رہ جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے

کہ تواس کو اپنے خادم پر خرچ کر، انھوں نے (پھر) عرض کیا کہ میرے پاس اور دینار رہ جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ تم خود سمجھدار ہو (اس لئے تم جس کو مستحق سمجھتے ہو اس کو دیدو) اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرنا بھی نیکی ہے

183/2783 ۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جب کوئی مسلمان اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو اس پر اس کو خیرات کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

افضل ترین خرچ وہ ہے جو اہل وعیال پر ہو

184/2784 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (انسان اپنے مال کو کئی طریقوں سے خرچ کرتا ہے) ایک (خرچ تو) وہ دینار ہے جس کو تم راہ خدا (یعنی جہاد، یا حج، یا طلب علم) میں خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم غلام باندی آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم مسکین پر خیرات کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو (یوں تو ان میں سے تم کو ہر ایک دینار کے خرچ پر ثواب ملتا ہے لیکن) وہ دینار جس کو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہو وہ ثواب کے اعتبار سے سب سے افضل ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب

185/2785 ۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! اگر میں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں پر جو میرے ہی بطن سے ہیں خرچ کروں تو کیا مجھے ثواب ملے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد

فرمائے کہ تم ان پر خرچ کرتی جاؤ تم جو کچھ خرچ کروگی اس کا ثواب تم کو برابر ملے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

صلہ رحمی کا ثواب خیرات سے بڑھکر ہے

پہلی حدیث

186/2786۔ ام المومنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (وہ کہتی ہیں) کہ انہوں نے ایک باندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آزاد کیا پھر (بعد میں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ اگر تم اس (باندی) کو اپنے ماموں کو دے دیتیں (جن کو ایک خادم کی ضرورت تھی) تو اس کا ثواب (آزاد کرنے سے) زیادہ ہوتا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحمی کا ثواب خیرات کرنے سے بڑھ کر ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

دوسری حدیث

187/2787۔ سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (اجنبی) مسکین کو خیرات دینے سے (صرف) ایک خیرات کا ثواب ملتا ہے اور (غریب) قرابت دار کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک تو خیرات کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ کی ایک تفسیر

188/2788۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، انصار مدینہ میں کھجوروں کے اعتبار سے بہت مالدار تھے اور ان کو سب سے زیادہ محبوب وہ باغ تھا جس کو بَیْرُ حَاء کہتے تھے جو مسجد نبوی کے مقابل واقع تھا اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا عمدہ (اور شیریں) پانی پیا کرتے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ'' (تم خیر کامل کبھی حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ تم اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے) تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کئے یارسول اللہ! اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ'' اور بَیْرُحَاء (نامی باغ) مجھ کو اپنے مال میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اس لئے میں اس کو خدا کے نام پر خیرات کرنا چاہتا ہوں اور اس (کو خیرات کرنے سے) اللہ تعالی کے پاس نیکی اور ذخیرۂ (آخرت) کی امید رکھتا ہوں۔ پس یا رسولؐ اللہ! آپ اس کو جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں (یعنی جس کو چاہیں دیدیں) (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے: بَخٍ بَخٍ (واہ واہ! شاباش، شاباش) یہ باغ نہایت نفع دینے والا ہے، تم نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا (یعنی مجھے تمہارا منشا معلوم ہوگیا) اب میری رائے میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس کو اپنے (محتاج) قرابت داروں میں تقسیم کردو۔ (تاکہ صدقہ کا بھی ثواب حاصل ہو، اور صلۂ رحمی کا بھی) ابوطلحہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا اور ابوطلحہؓ نے اس باغ کو اپنے قرابت داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کردیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

عورت کا شوہر اور بچوں پر خرچ کرنے کا ثواب

189/2789۔ رابطہ بنت عبداللہ جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور جو ایک ہنرمند صحابیہ ہوئی ہیں ان سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، بیروزگار رہتے تو یہ (اپنے ہنر کی آمدنی کو روزانہ) ان پر اور ان کی اولاد پر خرچ کیا کرتی تھیں۔ (چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو حکم (جیسا کہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے جو زینب زوجۂ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے۔12) دیا تھا کہ وہ خیرات کیا کریں، یہ ارشاد سن کر) انہوں نے (اپنے شوہر سے) کہا خدا کی قسم! تم نے اور تمہارے بچوں نے مجھے خیرات کرنے سے روک رکھا ہے (کہ میرے ہنر کی پوری آمدنی تم پر خرچ ہوجاتی ہے) جس کی وجہ سے میں کچھ بھی خیرات نہیں کرسکتی ہوں (یہ سن کر) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ہم پر خرچ کرنے کی وجہ سے تم ثواب سے محروم ہورہی ہو تو مجھے بھی پسند نہیں کہ تم ہم پر خرچ کرو، تو یہ دونوں حضرات (میاں بیوی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں (حاضر ہوئے اور) رابطہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ہنر مند عورت ہوں اور (چیزیں بنا کر) فروخت کرتی ہوں اور (اس وقت) میرے بچے اور میرے خاوند کے پاس کچھ بھی (مال) نہیں ہے (چونکہ میں ان پر خرچ کرتی ہوں) اس لئے میں خیرات نہیں کرسکتی ہوں (حضورؐ! ارشاد ہو کہ) میری آمدنی جو ان پر خرچ ہورہی ہے کیا اس کا مجھے اجر و ثواب ملے گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ جب تک تم ان پر خرچ کروگی تم کو اس کا (برابر) ثواب ملتا رہے گا۔ اس لئے تم ان پر خرچ کرتی جاؤ۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

بیوی کا اپنے شوہر اور اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہیں، اس پر دلیل

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رابطہ رضی اللہ عنہا اپنی روزانہ کی کمائی سے اپنے شوہر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، اور اپنی اولاد پر خرچ کیا کرتی تھیں۔

واضح ہو کہ حضرت رابطہؓ کا ان پر خرچ کرنا مدِ زکوۃ سے نہ تھا اس کی دلیل شرح معانی الآثار میں اس طرح مذکور ہے کہ خود حضرت رابطہ فرماتی ہیں کہ میں ایک ہنر مند عورت ہوں اور اپنی دستکاری سے (روزانہ) جو کچھ بناتی ہوں اور اس کی آمدنی کو حضرت ابن مسعود پر خرچ کرتی ہوں۔ (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی آمدنی کو ہر روز خرچ کردیا کرتی تھیں، اس لئے مال پر سال کے نہ گزرنے کی وجہ سے زکوۃ کے نصاب کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ان کا خرچ مدِ زکوۃ سے نہ تھا) چنانچہ حضرت رابطہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرا

حضرت ابن مسعودؓ اور بچوں پر خرچ کرنا ثواب کا موجب ہے یا نہیں۔ اس سوال سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال نفل خیرات کے ثواب سے متعلق تھا نہ کہ زکوۃ سے!

حضرت رابطہؓ کا خرچ مدّ زکوۃ سے نہ ہونے پر شرح معانی الآثار میں دوسری دلیل یہ ہے کہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی زکوۃ کے مال کو اپنے بچوں پر خرچ کرے، چونکہ حضرت رابطہؓ جس مال کو اپنے بچوں پر خرچ کیا کرتی تھیں، اسی مال میں سے اپنے شوہر پر بھی خرچ کیا کرتی تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ وہ مال جس کو بچوں پر خرچ کرتی تھیں وہ مدّ زکوۃ میں سے نہ تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو مال حضرت رابطہؓ اپنے شوہر پر خرچ کرتی تھیں وہ بھی مدّ زکوۃ سے نہ تھا۔ 12

پڑوسی کی تعریف اور اس کے حقوق

190/2790۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان دو میں کس کو تحفہ دوں تو حضور ارشاد فرمائے کہ جس کا دروازہ تمہارے (دروازے) سے قریب ہو (اس کے پاس تحفہ بھیجو) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں پڑوسی کا ذکر ہے، پڑوسی کے تعین میں ائمہ کے اقوال حسب ذیل ہیں:۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ پڑوسی وہ ہے کہ جس کا گھر تمہارے گھر سے ملا ہوا ہو اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو تمہارے محلہ میں رہتا ہو اور محلہ کی مسجد کا مصلی ہو وہ پڑوسی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ پڑوس کا شمار اپنے گھر کے ہر جانب سے چالیس گھر تک ہوتا ہے۔ درمنتقی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہی صحیح معلوم ہوتا ہے اور اسی کی صراحت علامہ قاسم نے بھی کی ہے اور قیاس بھی یہی ہے کہ پڑوسی وہی ہے جس کا گھر تمہارے گھر سے متصل ہو (درمنتقی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)۔

پڑوسی کے تعین کے بعد پڑوسی سے متعلق حقوق یہ ہیں کہ اگر پڑوسی نادار ہو تو اس کے کھانے، کپڑے اور اس کی امداد سے غافل نہ ہو اور اگر پڑوسی کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو اس

کے دکھ درد میں شریک رہے اور اگر گھر میں کھانے وغیرہ کا اہتمام ہو تو اس میں اپنے پڑوسی کو بھی شریک کرلے اور اگر ایسا نہ کرسکے تو کم از کم اپنے گھر پر پکوان وغیرہ کے انتظامات کو نمایاں نہ کرے تاکہ وہ رنجیدہ نہ ہو۔ جیسا کہ تفسیرات احمدیہ، درمختار اور ردالمحتار کی کتاب الوصایا میں مذکور ہے 12

پڑوسیوں سے سلوک کرنے کی تاکید

191/2791۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ جب تم (گوشت کا) شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کردو تاکہ (تم اس کے ذریعہ سے) اپنے پڑوسیوں کی مدد کرسکو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بہترین آدمی اور بدترین آدمی کون ہے؟

192/2792۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ کیا میں تم کو سب سے بہتر آدمی کا پتہ نہ دوں سنو! سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو (ہر وقت) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیار رہتا ہے (پھر آپ ارشاد فرمائے) کیا میں تم کو اس شخص کا پتہ نہ دوں جو (درجہ میں) اس کے قریب ہے (سنو یہ) وہ شخص ہے جو چند بکریوں کے ساتھ گوشۂ تنہائی اختیار کرلے اور ان بکریوں پر جو اللہ تعالی کا حق ہے (یعنی زکوۃ ہے) اس کو ادا کرتا ہے (پھر آپ ارشاد فرمائے) کیا میں تم کو سب سے برے آدمی کی خبر نہ دوں (سنو یہ) وہ شخص ہے جس سے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے اور (وہ باوجود قدرت رکھنے کے) نہ دیتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

اللہ کے نام کا واسطہ دیکر سوال کرنے کی اور ایسے سائل کو نہ دینے کی وعید

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ لوگوں میں سب سے برا شخص وہ ہے جس سے

سائل اللہ کے نام کا واسطہ دیکر مانگے اور وہ نہ دے۔ اس بارے میں ابن مبارک کا قول مختارات میں اس طرح مذکور ہے کہ جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر یا اللہ کا حق بتا کر مانگے، مجھے یہ بات پسند ہے کہ ایسے سائل کو کچھ نہ دیا جائے، اس لئے اس نے (دنیوی مال) جس کو اللہ نے حقیر قرار دیا ہے (اس کے حاصل کرنے کے لئے) اس نے اللہ کے نام کو جو عظمت اور شان والا ہے (ایسی حقیر چیز کے لئے) استعمال کیا۔ یہ قول اس وقت پر محمول ہے جب کہ معلوم ہو کہ سائل حقیقت میں ضرورت مند نہیں ہے۔ اس خصوص میں طبرانی نے قوی سند کے ساتھ ایک حدیث ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اس شخص پر لعنت ہے جو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہو اور وہ شخص بھی ملعون ہے جس سے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے اور (وہ قدرت رکھنے اور سائل کی ضرورت سے واقف ہونے کے باوجود) سائل کو نہ دے۔ اگر سائل سوال کرتے وقت برا بھلا کہہ دے تو ایسی صورت میں نہ دینے والا لعنت کا مستحق نہیں ہوگا۔ اور ابو داود اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت کی ہے جس کو ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے اور حاکم نے بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے اور ابن عمرؓ نے اس حدیث کو مرفوع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کے نام کا واسطہ دے کر مانگے تم اس کو دیدو۔

صاحب درمختار اور ردالمحتار نے حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیثوں کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ مانگنے والا اور نہ دینے والا یہ دونوں اس صورت میں لعنت کے مستحق قرار دئے جائیں گے جب کہ مانگنے والا بے ضرورت اور اپنے مال کو بڑھانے کے لئے سوال کرے اور نہ دینے والا اس وقت ملعون ہوگا جب کہ وہ دینے کی قدرت رکھنے اور سائل کی ضرورت سے واقف ہونے کے باوجود نہ دے۔ 12

احسان کا بدلہ احسان سے دینا چاہئے

193/2793 ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص (بطور فریاد کے کسی کے شر سے)

اللہ کے نام پر تم سے پناہ مانگے تو تم اس کو پناہ دے دو اور جو شخص تم سے سوال کرے اور اللہ کے نام پر کوئی چیز مانگے تو تم اس کو دیدو، اور جو شخص کھانے کی دعوت دے تو تم اس کی دعوت کو قبول کرو اور کوئی شخص تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم بھی اس کے احسان) کا بدلہ دو (یعنی اس کے ساتھ کوئی نیکی کرو) اور اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اس لئے دعا کرتے رہو، یہاں تک کہ تم کو یقین ہو جائے کہ تم نے اس (کے احسان) کا بدلہ چکا دیا۔ اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ احسان کرنے والے کا بدلہ احسان سے نہ کرسکیں تو کم ازکم جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا (اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بہتر بدلہ دے) کہہ دیں تو یہ دعا اس کے احسان کا بدلہ ہو جائیگی 12

اللہ کے نام کا واسطہ دیکر دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگنا چاہئے

194/2794۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اللہ کی ذات (یا اس کے نام کا واسطہ دیکر نہ اللہ سے نہ اس کے غیر سے) بجز جنت (کے کوئی اور چیز) نہ مانگی جائے (یعنی لوگوں سے اللہ کا واسطہ دے کر دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگنا چاہئے) (مرقات اور اشعۃ اللمعات۔12) اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا چاہئے

195/2795۔ ام بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ سائل کو (خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ کچھ نہ کچھ ضرور دو) اگرچیکہ وہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی روایت امام مالک، نسائی نے کی ہے اور ترمذی اور ابوداؤد نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

(8/88)باب صدقة المرأة من مال الزوج

(اس باب میں شوہر کے مال سے بیوی کے خیرات کرنے کا بیان ہے)

بیوی اور ملازم کے خیرات کرنے کا بیان

196/2796 ۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جب بیوی اپنے گھر کے کھانے میں سے (راہ خدا میں کچھ خیرات کرتی ہے اور اس (خیرات) میں اسراف نہیں ہورہا ہو تو اس عورت کو اس خیرات کا ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو بھی اس کمائی کا ثواب ملتا ہے (جس مال میں سے خیرات دی گئی ہے) اور اسی طرح اس داروغہ کو بھی (خیرات کا ثواب ملتا ہے جو اپنے مالک کی جانب سے اس کے مال میں سے کچھ خیرات کردے) تینوں کو برابر پورا ثواب ملتا ہے) ایک کا ثواب کم کرکے دوسرے کو نہیں دیا جائے گا۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

خیرات کی ان صورتوں کا بیان جن میں شوہر یا مالک کی اجازت ضروری نہیں اور ان صورتوں کا بیان جن میں اجازت ضروری ہے

ف: مرقات میں محی السنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خیرات کرے، خواہ وہ اجازت صراحت کے ساتھ ہو یا اشارۃً ہو۔اور اسی طرح خادم کے لئے بھی جائز نہیں

کہ اپنے مالک کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خیرات کرے، اب رہا مذکورہ حدیث شریف اور وہ حدیثیں جو بعد میں آرہی ہیں ان میں بغیر اجازت کے بیوی اور خادم کے خیرات کرنے کا جو ذکر ہے وہ اس بناء پر ہے کہ اہل حجاز کی عام عادت یہ تھی کہ وہ اپنی بیویوں اور خادموں کو اجازت دے رکھتے تھے کہ اگر سائل آئے تو دیدیا کریں اور مہمان آئے تو مہمان نوازی کیا کریں، علامہ شریف جرجانی نے بھی مشکوۃ کے حاشیہ میں ایسا ہی کہا ہے اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں کہا ہے کہ اس بارے میں مختلف حدیثیں آئی ہیں، ان میں تطبیق یعنی اختلاف کو دور کرنے کی صورت یہ ہے کہ بیوی اور خادم کو خیرات کرنے کی اجازت کا انحصار ملک کے رواج، شوہر اور مالک کی طبیعت اور جو چیز خیرات کی جارہی ہے اس کی حیثیت پر ہوگا۔ مثلاً کسی ملک کا رواج یہ ہے کہ شوہر اور مالک کی اجازت کے بغیر وہاں خیرات دی جاتی ہو، یا شوہر کی طبیعت یہ ہے کہ وہ اجازت کے بغیر اپنی بیوی کی خیرات پر اور مالک اپنے خادم کی خیرات پر راضی رہتے ہوں یا جو چیز خیرات میں دی جارہی ہے وہ معمولی حیثیت کی ہے اور زیادہ مدت تک رکھنے سے خراب ہو جاتی ہے تو ان تمام صورتوں میں بیوی یا خادم کا بغیر اجازت کے خیرات کرنا جائز ہوگا اس کے برخلاف ملک کا رواج ایسا نہ ہو، یا شوہر اور مالک کی طبیعت میں بخل ہو اور وہ اجازت کے بغیر خیرات کو پسند نہ کرتے ہوں یا جو چیز خیرات دی جارہی ہو شوہر اور مالک کے پاس اہم ہو تو ان تمام صورتوں میں شوہر یا مال کی اجازت کے بغیر خیرات کا دینا جائز نہ ہوگا۔ 12

شوہر کے حکم کے بغیر بیوی کے خیرات کرنے کا بیان

پہلی حدیث

197/2797۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جب بیوی اپنے شوہر کے مال سے اس کے حکم کے بغیر کچھ خیرات کرے تو اس کو (پورے ثواب کا) آدھا ثواب ملے گا (اور باقی

نصف اس کے شوہر کو ملے گا) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

دوسری حدیث

198/2798۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں یہ فرماتے سنا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی مال خرچ نہ کرے (اس پر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا کھانے میں سے بھی (اجازت کے بغیر بیوی کے لئے خیرات کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ وہ روپیہ پیسہ کے مقابلہ میں معمولی چیز ہے تو) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے (نہیں کھانا بھی خیرات نہ کرے) کھانا تو ہمارا بہترین مال ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

تیسری حدیث

199/2799۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو ایک قوی اور جسیم عورت کھڑی ہوئی جو غالباً قبیلۂ مُضَر کی عورتوں میں سے تھیں، عرض کیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم اپنے باپ، بیٹے اور شوہروں کے زیر پرورش ہوتی ہیں (ارشاد فرمائیے کہ ان کی اجازت کے بغیر ان کے مال سے) ہمیں کیا چیز (خیرات کرنا جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ کچی چیزیں (جو جلد خراب ہوجاتی ہوں، مثلاً سالن، دودھ اور کچا میوہ وغیرہ) تم ان کو کھاؤ اور ہدیہ کے طور پر بھی بھیج سکتی ہو (جس کا عام طور پر رواج بھی ہے) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

مالک کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر، غلام خیرات کرسکتا ہے

200/2800۔ عمیر رضی اللہ عنہ جو ابی اللحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میرے آقا نے مجھے حکم دیا کہ

میں گوشت کے کباب بناؤں، اتنے میں ایک فقیر آ گیا تو میں نے اس گوشت میں سے اس کو کچھ کھلا دیا۔ میرے آقا کو (جب) یہ معلوم ہوا تو انہیں نے مجھے مارا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور یہ واقعہ بیان کیا تو حضورؐ نے میرے آقا کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تم نے عمیر کو کیوں مارا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میری اجازت کے بغیر یہ میرا کھانا دے دیا کرتا ہے۔ حضورؐ ارشاد فرمائے کہ اس قسم کی خیرات کا تم دونوں کو ثواب ملے گا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشا یہ نہیں کہ غلام مالک کے مال میں ہر قسم کا تصرف کرسکتا ہے بلکہ غلام کو مارنے سے منع فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ مالک کو اس بات کی تسلی دی جائے کہ اس قسم کی خیرات سے دونوں کو ثواب ملتا ہے اور اس ثواب کو جو غلام کی خیرات سے مالک کو مل رہا ہے غنیمت سمجھنا چاہئے) (جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔ 12) اور ایک دوسری روایت میں اس طرح مروی ہے کہ عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنے آقاؤں کے مال سے کچھ خیرات کرسکتا ہوں؟ حضورؐ ارشاد فرمائے ہاں! (خیرات کرسکتے ہو) اور اس کا ثواب تم کو اور تمہارے مالکوں کو برابر برابر ملے گا۔

خیرات کے ثواب میں مالک کے ساتھ ملازم بھی شریک ہے

201/2801 ۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ امانت دار مسلمان خانساماں جو اپنے مالک کے حکم کے مطابق بلاکم وکاست خوش دلی سے اس شخص کو خیرات دے کہ جس کو مالک نے دینے کا حکم دیا ہے تو وہ بھی دو خیرات کرنے والوں میں سے ایک ہوگا (یعنی اس کو بھی مالک کی طرح خیرات کرنے کا ثواب ملے گا) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

میت کے لئے ایصال ثواب کا ثبوت

202/2802۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کا یکا یک انتقال ہوگیا ہے اور اگر اس کو بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو میرا خیال ہے کہ وہ ضرور خیرات کی وصیت کرتی، اب اگر میں اس کی جانب سے خیرات دوں تو کیا اس کو اس خیرات کا ثواب ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں (اس کو ضرور ثواب ملے گا) اور دارقطنی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ جب زندہ تھے میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتا تھا اب دونوں انتقال کر چلے ہیں تو میں ان کی موت کے بعد کس طرح ان کے ساتھ سلوک کروں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم نماز پڑھتے ہو تو اپنی نمازوں کے ساتھ ساتھ ان کے لئے بھی نفل نماز پڑھ لیا کرو اور (اس کا ثواب ان کی ارواح کو ہدیہ دو) اسی طرح جب تم روزہ رکھتے ہو تو اپنے روزوں کے ساتھ ساتھ ان کے لئے بھی نفل روزہ رکھ لیا کرو (اور اس کا ثواب بھی ان کی ارواح کو ایصال کیا کرو)۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ میت کو خیرات کا ثواب پہنچتا ہے ہدایہ کے باب الحج عن الغیر میں لکھا ہے کہ ہمارے علماء نے صراحت کی ہے کہ انسان کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے کو بخشے، خواہ وہ نماز ہو، یا روزہ یا خیرات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے کہ اہل السنۃ والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ فرائض کے علاوہ نوافل کا ثواب دوسروں کو پہونچتا ہے۔ چنانچہ امام عبداللہ یافعی نے اپنی کتاب روضۃ الریاحین میں لکھا ہے کہ شیخ اجل علامہ عزّ الدین عبدالسلام کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا، فرمارہے تھے کہ ہم دنیا میں ایصال ثواب کے قائل نہ تھے، لیکن یہاں یعنی عالم برزخ میں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ میت کو بھیجا ہوا ثواب پہونچتا ہے۔ 12

(9/89) باب من لا یعود فی الصدقة

(یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جس کو خیرات دے کر واپس نہ لینا چاہئے)

خیرات دے کر واپس لینے کی ممانعت

203/2803۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو جو جہاد میں جا رہا تھا (اور جس کے پاس گھوڑا نہ تھا) راہ خدا میں ایک گھوڑا دے دیا۔ اس نے اس گھوڑے (کو لاپرواہی سے رکھا اور اس کو دبلا کر دیا۔ میں نے چاہا کہ اس کو خرید لوں، اور میرا خیال تھا کہ وہ اس کو سستی قیمت پر فروخت کر دے گا پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو نہ خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لو، اگرچہ کہ وہ تمہیں ایک ہی درہم میں کیوں نہ بیچ دے، اس لئے کہ اپنی خیرات کو واپس لینے والا ایسے کتے کی طرح ہے جو اپنی قئے کو پھر چاٹ لے۔ اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ تم اپنی خیرات کو واپس نہ لو، اس لئے کہ اپنی خیرات کو واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قئے کو پھر چاٹ لے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بعض حالتوں میں خیرات واپس لی جاسکتی ہے

204/2804۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک خاتون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیں یارسول اللہ (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے اپنی ماں کی خدمت کے لئے ایک باندی دی تھی اور میری والدہ کا انتقال ہوگیا (اور وہ باندی وراثت میں واپس مجھے مل گئی ہے، اب میں اس کو لے سکتی ہوں یا نہیں ؟) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (باندی دینے کا) ثواب تو تمہیں مل گیا، اور اب وراثت نے اس (باندی) کو تمہارے واپس کردیا ہے (اس لئے تم اس کو لے لو) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

میت کی طرف سے اس کے قضاء روزوں کا فدیہ دینے کا بیان

205/2805۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص انتقال کرجائے اور اس پر ایک مہینہ کے روزے قضاء ہوں تو (اس کے ولی کو) چاہئے کہ ہر روزے کے بدلہ ایک مسکین کو (دووقت کا) کھانا کھلائے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور الجوہر النقی میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

میت کی طرف سے کوئی شخص روزہ قضاء نہیں کرسکتا البتہ فدیہ دیا جاسکتا ہے

206/2806۔ عمرۃ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے اور ان پر رمضان کے روزے قضاء رہ گئے ہیں کیا میرے لئے ان کی طرف سے روزوں کی قضاء جائز ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہیں! بلکہ ان کی طرف سے روزے رکھنے کے بجائے تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو خیرات دے دیا کرو (مرقاۃ اور عمدۃ الرعایہ میں مذکور ہے کہ ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو ایک فطرہ کی مقدار غلہ دیا جائے۔ واضح ہو کہ ایک فطرہ کی مقدار دو کیلو گیہوں

ہوتے ہیں) اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور عمدۃ القاری میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

میت کی طرف سے حج بدل کا ثبوت

207/2807 ۔اور مسلم کی ایک روایت میں (بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، ایک خاتون نے حاضر ہوکر) عرض کیا کہ میری والدہ نے حج نہیں کیا تھا (اور ان کا انتقال ہوگیا) کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

عبادات کے اقسام اوران کو نیابتاً ادا کرنے کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ عبادات کی تین قسمیں ہیں ایک محض مالی جیسے زکوۃ، دوسرے محض بدنی جیسے نماز، اور تیسرے مالی اور بدنی مشترک جیسے حج، پہلی قسم کی عبادات (یعنی محض مالی جیسے زکوۃ) میں اختیار اور ضرورت دونوں حالتوں میں نیابت درست ہے، اس لئے کہ مالی عبادات میں نیابت سے بھی اس کا مقصود کہ اللہ تعالی کے واسطے مال خرچ کیا جائے حاصل ہو جاتا ہے۔

دوسری قسم کی عبادات (یعنی محض بدنی) میں کسی صورت میں (صحت ہو یا مرض) نیابت درست نہیں، اس لئے کہ بدنی عبادات میں اتعاب نفس (یعنی انسان کا اپنے نفس کو مشقت میں ڈالنا) مقصود ہے اور نیابت سے یہ حاصل نہیں ہوسکتا۔

تیسری قسم کی عبادات یعنی مالی اور بدنی مشترک میں عجز کی صورت میں نیابت درست ہے، بشرطیکہ وہ عجز دائمی ہو اور حج فرض ہو چکا ہو، البتہ نفل حج ادا کرنا چاہتا ہو تو قدرت کے باوجود اپنے نائب کے ذریعہ حج بدل کروانا درست ہے۔

نیابت یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اسی کی عبادات کو ادا کرے۔ (یہ مضمون ہدایۃ سے ماخوذ ہے 12)

7- کتاب الصَّوم

(یہ کتاب روزے کے بیان میں ہے)

ف: صوم کے معنی شریعت میں اپنے نفس کو کھانے، پینے اور جماع سے نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک روکنے کے ہیں، روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے، مدینہ منورہ میں ہجرت کے ڈیڑھ برس بعد رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ اللہ تعالی نے کئی عظیم فائدوں کی وجہ سے روزہ کو فرض کیا ہے۔ منجملہ ان فوائد کے ایک تو نفس امارہ کی اصلاح ہے۔ کیوں کہ جب روزہ کی وجہ سے نفس کو بھوکا رکھا جاتا ہے تو تمام اعضاء جسمانی سیر رہتے ہیں۔ ہر عضو اپنی خواہشات سے رک جاتا ہے اور اللہ تعالی کی اطاعت پر مائل ہو جاتا ہے۔ مثلاً آنکھ دیکھنے کے گناہ سے، زبان بولنے کے گناہ سے اور کان سننے کے گناہ سے اور فرج شہوت کے گناہ سے محفوظ رہتے ہیں، جس سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف جب نفس روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے کھا پی کر سیر رہتا ہے تو سارے اعضاء بھوکے ہو جاتے ہیں اور گناہ کے کاموں پر مائل ہو جاتے ہیں جس سے دل سیاہ ہونے لگتا ہے۔

روزہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ رکھنے سے روزہ دار میں غربا پر شفقت اور مہربانی کرنے کی صفت پیدا ہوتی ہے، اس لئے کہ روزہ دار روزہ کی حالت میں بھوک کی جو تکلیف محسوس کرتا ہے تو اس کا یہ احساس روزہ نہ رکھنے کی حالت میں عام دنوں میں بھی باقی رہتا ہے اس احساس کی وجہ سے وہ غریبوں سے اچھا سلوک کرتا ہے جس کا اجر اس کو اللہ کے پاس مل جاتا ہے۔

روزہ کا ایک اور فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ دار کو روزہ کی وجہ سے فقراء کے حال سے موافقت پیدا ہو جاتی ہے، فقراء تو اکثر بھوکے ہی رہتے ہیں اور بھوک کی تکلیف برداشت کرتے ہیں اور روزہ دار روزہ رکھ کر بھوک کی تکلیف کو برداشت کر کے فقراء کے حال سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے اور اس

سے اللہ تعالی کے پاس اس کا درجہ بلند ہوتا ہے چنانچہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص سخت سردی کے موسم میں حاضر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ آپ کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں اور سردی سے کانپ رہے ہیں، اُس نے دریافت کیا کہ آپ نے ایسی سردی میں اپنے کپڑے کیوں اتار دیئے ہیں، تو حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا بھائی! فقراء بہت ہیں اور میں ان کو کپڑے نہیں دے سکتا ہوں تو اس لئے میں کپڑے اتار کر سردی کو برداشت کر رہا ہوں تا کہ ان کی اس تکلیف میں شریک ہو جاؤں (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)۔

وقول اللہ عزوجل ''یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط '' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ بقرہ پ 2 ع 23 میں) اے ایمان والو! تم پر (رمضان کے) روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے (اور امتوں پر) فرض کئے گئے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ اور وہ گنتی کے چند دن ہیں (ان دنوں سے ماہ رمضان مراد ہے) (معالم التنزیل، بیان القرآن۔12)

وقولہ ''شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ط '' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ بقرہ پ 2 ع 23 میں) ماہ رمضان وہ (برکت والا مہینہ) ہے جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل میں فرق کرنے کی کھلی نشانیاں ہیں، تو جو شخص اس مہینہ کو پالے اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہئے۔

رمضان المبارک کی فضیلت کا بیان

پہلی حدیث

1/2808۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (یعنی اللہ کی رحمت پے در پے نازل ہوتی رہتی

ہے، نیک اعمال بغیر کسی رکاوٹ کے آسمان پر اٹھا لئے جاتے ہیں، دعائیں قبول ہوتی ہیں) اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (یعنی ماہ رمضان المبارک میں روزہ دار کو ایسے اعمال کی توفیق ہوتی ہے جن سے وہ جنت کا مستحق ہوجاتا ہے) اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں (یعنی روزہ دار تزکیہ نفس کی وجہ سے ایسے گناہ اور ایسے اعمال بد سے بچ جاتا ہے جو دوزخ میں پہونچانے کا باعث ہوتے ہیں) اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے (جس کی وجہ سے روزہ دار شیاطین کے وسوسوں اور گناہوں کی ترغیب سے محفوظ ہوجاتا ہے) اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رمضان المبارک کی فضیلت کا بیان ہے کہ مسلمان نے جب روزہ رکھا اور پیٹ خالی ہوا تو اکثر گناہوں سے بچا تو رحمت الٰہی کو جوش ہوا، بہشت کے دروازے کھلے، دوزخ بیکار ہوئے، شیطان بند ہوئے، کیوں کہ انسان پر شیطان کا قابو پیٹ بھرنے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر بے نمازی بھی رمضان میں روزہ رکھتے ہیں۔اور نماز شروع کردیتے ہیں اور یہی دلیل ہے شیطان کے قید ہونے کی۔ بہرحال رمضان المبارک کی برکت میں کوئی شبہ نہیں۔12

دوسری حدیث

2/2809۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات آجاتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور دوزخ کا کوئی دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا۔اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جنت کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔اور ایک منادی یہ ندا کرتا ہے اے طالب خیر متوجہ ہوجا (اور خیر کی جانب آجا) اور اے

شرپسند (گناہوں سے) باز آجا (کہ یہ گناہوں سے توبہ کرنے کا وقت ہے) اور اللہ تعالی (اس مہینہ میں گناہ گاروں کو) دوزخ سے نجات دیتے ہیں اور (یہ ندا رمضان المبارک میں) ہر رات ہوا کرتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رمضان المبارک میں شیاطین اور سرکش جن قید کئے جاتے ہیں اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ شیاطین کو اور سرکش جنوں کو اس لئے قید کیا جاتا ہے تاکہ وہ روزہ داروں کے دلوں میں وسوسے نہ ڈالیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ رمضان المبارک میں اکثر گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بعض لوگوں کو جو دیکھا جاتا ہے کہ رمضان المبارک میں بھی گناہوں سے توبہ نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شیاطیں کے بہکانے کے پرانے اثرات ان کے دلوں میں جمے رہتے ہیں اور وہ اپنی عادت کے مطابق برائی کرتے رہتے ہیں۔ 12

شب قدر کی فضیلت

پہلی حدیث

3/2810۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آیا ہے، اللہ تعالی نے تم پر اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں، اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں (یعنی اللہ تعالی کی رحمت پے در پے نازل ہوتی رہتی ہے) اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں (یعنی روزہ دار تزکیۂ نفس کی وجہ سے ایسے گناہوں سے بچ جاتا ہے جو دوزخ میں پہونچانے کا باعث ہوتے ہیں) اور سرکش شیطانوں کی گردنوں میں طوق ڈالا جاتا ہے (یعنی ان کو جکڑ دیا جاتا ہے) اس مہینہ میں اللہ تعالی (کے تجلیات) کی ایک خاص رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی شب

قدر میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینہ عبادت کرنے کے برابر ہے) جو شخص اس رات کی نیکی سے محروم رہا وہ یقیناً ہر طرح کی خیر و برکات سے محروم رہا (یعنی جس کو شب بیداری کی توفیق نہ ہوئی یا اول شب یا آخر شب عبادت نہ کی تو وہ شب قدر کے برکات سے محروم رہا) اس کی روایت امام احمد، اور نسائی نے کی ہے۔

دوسری حدیث

4/2811 ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ (مبارک) مہینہ تمہارے پاس آ گیا ہے، (تو تم اس کو غنیمت سمجھو، دن میں روزے رکھا کرو اور رات میں تراویح پڑھا کرو) اور اس میں ایک ایسی رات ہے (جس میں عبادت کرنا) ہزاروں مہینوں کی راتوں (میں عبادت کرنے) سے بہتر ہے (اس لئے تم شب قدر کو اس مہینہ کی ہر رات میں عبادت کر کے تلاش کرو تا کہ تم اس کی برکات کو حاصل کرلو، اس لئے) کہ جو اس (شب قدر) کی بھلائیوں (یعنی اس میں عبادت کرنے کی توفیق) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا اور اس کے (برکات سے) وہی محروم رہتا ہے جو بے نصیب ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت اور ملازمین سے کام کم لینے کا ثواب

5/2812 ۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا اور اس (خطبہ) میں ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے مہینہ نے تم پر سایہ ڈالا ہے جو برکت والا مہینہ ہے یہ ایک ایسا (مبارک) مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات ہے (جس میں عبادت کرنا) ہزار مہینوں (کی راتوں میں عبادت کرنے سے) بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس مہینہ کی راتوں میں عبادت (یعنی تراویح پڑھنے) کو سنت

(مؤکدہ) قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینہ میں کسی نیک کام کو بطور نفل ادا کرے اور اس سے اللہ تعالی کا قرب چاہے تو وہ اس شخص کے برابر ہے جو کسی اور مہینہ میں فرض عبادت ادا کرتا ہے (یعنی اس مہینہ کی نفل عبادت اجر اور ثواب میں دوسرے مہینوں کی فرض عبادت کے برابر ہے) (اور جو شخص اس (مہینہ) میں فرض عبادت کرے تو (اجرو ثواب پانے میں) وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی دوسرے مہینہ میں ستر (70) فرض ادا کرے، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ (محتاجوں سے) ہمدردی کرنے کا ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کو افطار کرائے تو یہ اس شخص کے گناہوں کی بخشش کا سبب ہے اور دوزخ سے اس کی نجات کا ذریعہ ہے اور اس شخص کو اس روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی (راوی نے کہا کہ) صحابہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اتنا مقدور نہیں کہ روزہ دار کو افطار کراسکیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی ہر اس شخص کو یہ ثواب دیتے ہیں جو کسی روزہ دار کو دودھ یا لسی پلائے یا کھجور کھلا دے یا (کم از کم) پانی کا ایک گھونٹ ہی پلا دے! اور جو شخص کسی روزہ دار کا پیٹ بھر دے گا تو اللہ تعالی میرے حوض (کوثر) سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے کہ وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء (یعنی پہلا دہا) رحمت ہے اور درمیان (یعنی دوسرا دہا) بخشش ہے اور آخر (یعنی تیسرا دہا) دوزخ سے نجات ہے اور جو شخص اپنے روزہ دار باندی اور غلام سے کم کام لے تو اللہ تعالی اس کو بخش دیں گے اور اس کو دوزخ سے نجات دیں گے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

روزہ دار اعزاز کے طور پر جنت میں باب الریّان سے داخل ہوگا

6/2813۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازہ کا نام رَیان (خوب سیراب کرنے والا) ہے اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی (اعزاز کے طور پر جنت میں) داخل ہوں گے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

رمضان میں نیک اعمال کرنے سے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں

6/2814۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس نے عقیدت اور ایمان کے ساتھ (خلوص نیت سے) ثواب حاصل کرنے کے لئے رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جو عقیدت اور ایمان کے ساتھ (خلوص نیت سے) رمضان میں عبادت کرے (یعنی تراویح، تلاوت قرآن اور ذکر میں مشغول رہے) تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس نے عقیدت اور ایمان کے ساتھ (خلوص نیت سے) شب قدر میں عبادت کی تو اس کے بھی تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

روزہ کی فضیلت اوراس کے آداب

7/2815۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے اس طرح کہ ایک نیکی (کا ثواب) دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ لیکن روزہ کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کا بدلہ میں ہی دوں گا کہ روزہ دار میری (خوشنودی) کے لئے اپنی

خواہش اور اپنا کھانا چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی افطار کے وقت (کہ روزہ پورا ہوا، اور بھوک و پیاس کا غلبہ جاتا رہا) اور دوسری خوشی (آخرت میں) اللہ تعالی سے ملاقات کے وقت (کہ اللہ تعالی سے مل کر روزہ کا ثواب حاصل کرے گا) اور روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالی کے پاس مشک کی بو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے (کہ روزہ دار اس سے دنیا میں شیطان کے شر سے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے محفوظ رہتا ہے) لہٰذا تم میں سے جب کوئی روزہ دار ہو تو فحش کلامی نہ کرے اور نہ شور مچائے اور اگر اس کو کوئی برا کہے یا (اس سے لڑنے کا ارادہ کرے تو وہ اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (مجھے لڑنا یا گالی دینا زیب نہیں ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالی کے پاس مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے کہا ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں ہوتا کہ روزہ دار مسواک کے ذریعہ سے اپنے منھ کی بو کو دور نہ کرے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف سے استدلال کیا ہے کہ روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے کیونکہ روزہ دار کے منھ کی بو کو حدیث شریف میں مشک کی خوشبو سے جو بہتر قرار دیا گیا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ماں اپنے بچہ کے پیشاب کے بارے میں کہتی ہے میرے بچہ کا پیشاب مجھے عرق گلاب سے زیادہ پسند ہے ماں کے اس طرح کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بچہ کا پیشاب ناپاک نہیں ہے کہ جس کو دھونے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں جو ارشاد ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو مجھے مشک سے زیادہ پسند ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسواک ہی نہ کرے اور بو کو باقی رہنے دے۔ ان شاء اللہ اس مسئلہ کی مزید تفصیل "باب تنزیہ الصوم" میں آئے گی۔ فقہاء احناف میں قدوری رحمۃ اللہ نے اور مالکی فقہاء میں ابن العربی رحمۃ اللہ نے اور شافعی فقہاء میں ابوعثمان صابونی، ابوبکر ابن السمعانی وغیرہ نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کے بارے میں حدیث شریف میں جو

ذکر ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اظہار خوشنودی اور شرف قبولیت ہے۔ اور قاضی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کو آخرت میں اس طرح بدلہ دے گا کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو آخرت میں مشک کی خوشبو سے زیادہ مہک اٹھے گی، اور شیخ تقی الدین ابن الصلاح اور شیخ عز الدین عبدالسلام اس بارے میں مختلف الرائے ہیں کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو کا تعلق دنیا سے ہے یا آخرت سے؟ امام عز الدین عبدالسلام کا مسلک یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو آخرت میں ہوگی دنیا میں نہیں، جس طرح شہداء کے خون کے بارے میں صراحت ہے اور انہوں نے مسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو امام احمد اور نسائی نے عطاء کی سند سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''اطیب عند الله یوم القیامة '' یعنی روزہ دار کے منہ کی خوشبو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔ یہ مضمون عمدۃ القاری میں مذکور ہے اور امام ابن الہمام نے کہا ہے کہ حدیث شریف سے یہ لازم نہیں آتا کہ روزہ دار کے لئے مسواک کرنا مکروہ قرار دیا جائے۔ اس بناء پر کہ مسواک سے روزہ دار کے منہ کی بو زائل ہو جاتی ہے، حالانکہ مسواک سے صرف دانتوں کی زردی زائل ہوتی ہے اور منہ کی بو زائل نہیں ہوتی جو حقیقت میں خلو معدہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور مسواک سے پیٹ تو نہیں بھرتا کہ خلو معدہ دفع ہو اور منہ کی بو زائل ہو جائے۔

عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ دار کے منہ کی بو کی تعریف اس لئے فرمائی ہے کہ تاکہ لوگ روزہ دار کے منہ کی بو کی وجہ سے کہیں اس سے بات کرنا چھوڑ نہ دیں اور اس طرح فرمانے سے یہ مطلب نہیں کہ روزہ دار مسواک نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو خوشبو وغیرہ کی احتیاج تو نہیں وہ تو ہر چیز سے بے نیاز اور غنی ہیں تو اس طرح یقین کے ساتھ ہم اس نتیجہ پر پہونچ گئے کہ حدیث شریف کا یہ مفہوم نہیں کہ منہ کی بو کو باقی رکھا جائے اور مسواک نہ کریں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کی وجہ سے لوگ اس سے بات کرنے میں کنارہ کشی نہ کریں اور اس سے نفرت نہ کریں، کیوں کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔ 12

قیامت میں روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے

8/2816۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (ماہ رمضان کا) روزہ اور قرآن (کی تلاوت) یہ دونوں (روزہ دار) بندہ کی شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا اے پروردگار! میں اس کو دن میں کھانے پینے اور خواہشات کی تکمیل سے روک رکھا تھا۔ پس اس (روزہ دار) کے حق میں میری شفاعت قبول فرما (اور اس کے گناہوں کو بخش دے) اور قرآن کہے گا اے پروردگار! میں نے اس (قرآن پڑھنے والے) کو رات کی نیند سے روک رکھا تھا (کہ تراویح اور تہجد میں قرآن پڑھا کرتا تھا) پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر (اور اس کو جنت میں بلند درجات عطا فرما) پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت

9/2817۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر سائل کو دیا کرتے تھے اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے، اس بارے میں مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ جس طرح اللہ تعالی رمضان المبارک میں بندوں کو دوزخ سے نجات دیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح اللہ تعالی کے اخلاق کی پیروی میں قیدیوں کو جو حقوق اللہ یا حقوق العباد میں ماخوذ ہوں، ان کو چھوڑ دیتے تھے۔ حقوق اللہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار تھا کہ قیدیوں کو چاہیں تو چھوڑ دیں، اس اختیار کی وجہ سے حضورؐ رمضان میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے۔ اب رہا حقوق العباد تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فریقین کے درمیان تصفیہ فرما کر ایسے قیدیوں کو بھی چھوڑ وا دیتے تھے۔ 12

رمضان کے لئے جنت آراستہ کی جاتی ہے

10/2818 ۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنت رمضان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے، ابتداء سال سے آخر سال تک جب رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے تو حورعین پر جنت کے پتوں کی ہوا عرش کے نیچے سے چلتی ہے تو حوریں کہتی ہیں کہ اے رب! اپنے (نیک، روزہ دار، اور عبادت گزار) بندوں میں سے ہمارے لئے ایسے شوہر عطا فرما جن سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو اور ان کی آنکھوں کو ہم سے مل کر ٹھنڈک حاصل ہو۔اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

رمضان کے آخری رات کی فضیلت

11/2819 ۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امت محمدیہ (کے ہر روزہ دار) کی بخشش رمضان کی آخری رات میں کردی جاتی ہے، صحابہؓ نے عرض کیا یارسولؐ اللہ! کیا وہ لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایانہیں! بلکہ کام کرنے والے کو اس کے کام کے ختم پر ہی اس کا پورا معاوضہ دیا جاتا ہے (اسی طرح روزہ دار کو روزوں کے ختم پر بخشش دیا جاتا ہے) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رمضان کی آخری شب ہر روزہ دار کی بخشش کی جاتی ہے، اس سے مراد عید کی شب ہے کہ اس پر ماہ رمضان کا روزہ ختم ہوتا ہے اور اس کی بڑی فضیلت ہے۔12

(1/90) باب رؤیۃ الهلال

(چاند دیکھنے کا بیان)

وقول اللہ عزوجل ''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ'' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ بقرہ پ 2 ع 24 میں) لوگ آپ سے چاندوں کے (ہر مہینہ گھٹنے بڑھنے کی) حالت (اور اس میں جو فائدہ ہے اس فائدہ کی تحقیق کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ (فائدہ اس کا یہ ہے) وہ چاند (اپنے اس گھٹنے بڑھنے کے اعتبار سے) لوگوں کے لئے اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں (مثلاً عدت، مطالبۂ حقوق اور ایام حیض کا تعین وغیرہ) اور حج (کی تاریخ اور ایام) کے لئے بھی (معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں)

چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند دیکھ کر روزہ ختم کیا کرو

12/2820۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک (رمضان) کا چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھا کرو اور جب تک (عید کا) چاند نہ دیکھ لو روزہ ختم نہ کرو اور اگر (ابر کی وجہ سے) تم لوگوں کو چاند نظر نہ آئے تو اندازہ کرو (یعنی رمضان کے دنوں کو گن لو اور تیس دن کی تکمیل کرو) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مہینہ (کبھی) 29 انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے تو تم لوگ اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو، اگر (ابر کی وجہ سے) تم چاند نہ دیکھ سکو تو (رمضان

کے) پورے تیس دن (کے روزوں کی) تکمیل کیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اگر (ابر کی وجہ سے) تم چاند نہ دیکھ سکو تو (رمضان کے) روزوں کا اندازہ کرو (یعنی رمضان کے دنوں کو گن لو، اور پورے تیس دن کی تکمیل کرلو) اس بارے میں قنیہ میں شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہے کہ رمضان کے روزے رکھنے اور چھوڑنے کے لئے شرط یہ ہے کہ رویت ہلال ہو اور اس بارے میں تقویم اور جنتری والوں کے قول کو نہ اختیار کیا جائے اور مجد الائمہ ترجمانی سے بھی منقول ہے کہ بجز شاذ و نادر کے جملہ اصحاب ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کا اسی پر اتفاق ہے کہ اس بارے میں حساب دانوں کے قول پر اعتماد نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے حساب کا اعتبار ہوگا، اگر چیکہ یہ لوگ ثقہ اور عادل ہوں اور علامہ مازری نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد فاقدروا لہ (یعنی دنوں کو گن لو اور تیس دن کی تکمیل کرو) سے مراد یہی ہے کہ تیس دن کی تکمیل کی جائے جیسا کہ دوسری حدیث میں فاقدروا لہ کی تفسیر فاکملو العدۃ ثلاثین کے الفاظ سے کی گئی ہے (یعنی چاند دکھائی نہ دینے کی صورت میں رمضان کے پورے تیس دن کی تکمیل کرلو) اس لئے فاقدروا لہ سے جنتری اور حساب کا مراد لینا درست نہیں، اس لئے کہ لوگوں کو اگر جنتری اور حساب کا مکلف بنایا جائے تو ان پر دشواری ہوگی، کیوں کہ حساب اور نجوم سے بہت کم لوگ واقف ہوتے ہیں اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی عام فہم چیزوں کے ذریعہ سے احکام دیتے ہیں جن کے سمجھنے میں کسی کو دقت پیش نہ آئے بلکہ ہر شخص سمجھ سکے، اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے روزوں کے بارے میں ایک واضح اور فیصلہ کن حکم دے دیا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو۔ ظاہر ہے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور اسی کو حجاز، عراق، شام اور مغرب کے فقہاء نے اختیار کیا ہے جن میں امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام ثوری اور امام ابوحنیفہ اور آپ کے جملہ تلامذہ ہیں اور اسی کو اکثر محدثین نے بھی اختیار کیا ہے۔ (یہ پورا مضمون ردالمحتار، درمختار اور عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے)

ابر کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دے تو کیا کیا جائے

پہلی حدیث

13/2821 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (رمضان کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (عید کا) چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو اور اگر (29/ شعبان کو ابر کی وجہ سے رمضان کا) چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرلو (اور اسی طرح 29/ رمضان کو ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو رمضان کے تیس روزے پورے کرلو، اس کے بعد عید کرو) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

دوسری حدیث

14/2822 ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہر سال) شعبان کے مہینہ کے دنوں کو ایک ایک کرکے خوب یاد رکھتے تھے کہ دوسرے مہینوں کے دنوں کو اس طرح گن کر یاد نہیں رکھتے تھے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھ لیا کرتے تھے اور اگر (شعبان کی تیسویں کو ابر کی وجہ سے رمضان کا) چاند نظر نہ آتا تو شعبان کے مہینہ کے تیس دن شمار میں لے لیا کرتے اور پھر رمضان کا روزہ شروع فرماتے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

تیسری حدیث

15/2823 ۔ ابوالبختری رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ (کوفہ سے) عمرہ کرنے کے لئے نکلے، جب ہم مقام بطن نخلہ میں ٹھہرے (جو طائف اور مکہ کے درمیان ہے) تو چاند دیکھنے کے لئے جمع ہوگئے۔ (چاند دیکھ کر) بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تیسری رات کا (چاند) ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ دوسری رات کا (چاند)

ہے، پھر ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جا کر ملے تو ہم نے کہا کہ (فلاں رات کو) ہم نے چاند دیکھا، بعضوں نے کہا کہ وہ تیسری رات کا ہے اور بعضوں کا خیال تھا کہ وہ دوسری رات کا ہے (یہ سن کر) حضرت ابن عباسؓ نے دریافت کیا کہ تم نے کس رات میں چاند دیکھا؟ تو ہم نے بتلایا کہ فلاں رات کو (ہم نے چاند دیکھا تھا، یہ سن کر) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (رمضان کو) چاند دیکھنے پر موقوف رکھا ہے پس جس رات کو تم نے چاند دیکھا تھا (رمضان کو) اسی رات سے شمار کرو (یعنی اگر تم نے 29 ویں کو چاند دیکھا تو 29 کو شمار کرو اور اگر تیسویں کو چاند دیکھا تو تیسویں کو شمار کرو کیوں کہ چاند دیکھنے کی یہی دو تاریخیں ہیں) ایک دوسری روایت میں ابوالبختریؒ سے ہی اسی طرح مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رمضان کا چاند مقام ذات عرق میں دیکھا اور ایک شخص کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں (مسئلہ) دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا (کہ آج چاند کی کونسی تاریخ ہے؟) حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (رمضان کے) چاند دیکھنے کی ایک تاریخ (یعنی 29 ویں شعبان) مقرر فرمائی ہے، پس اگر چاند (ابر کی وجہ سے) نظر نہ آئے تو (ماہ شعبان کے) تیس دن کو پورے شمار کرلو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

مہینہ 29 دن کا ہوتا ہے یا تیس دن کا

16/2824۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم (عرب) قوم اُمّی لوگ ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں (یعنی مہینوں کے شمار کے بارے میں ہمارا عمل نجوم کے قاعدوں پر نہیں ہے بلکہ یاد رکھو کہ مہینہ 29 دن کا یا تیس دن کا ہوتا ہے، اس کو حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کرکے فرمایا) مہینہ اتنا، اتنا اور اتنا ہوتا ہے (یعنی دو

مرتبہ آپ نے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیوں کو کھول کر شمار کر کے بتایا) اور تیسری بار (ایک ہاتھ کے) انگوٹھے کو بند کر کے شمار فرمایا (اس طرح پہلی دو مرتبہ بیس کی تعداد اور تیسری بار آخری میں نو کے عدد کو بتلا کر 29 شمار فرمایا، اس کے بعد آپ نے دونوں ہاتھوں کی دس دس انگلیوں کو کھول کر تین دفعہ اشارہ کر کے بتایا اور) فرمایا کہ مہینہ اتنا اتنا اور اتنا ہوتا ہے، پورے تیس دن کا ہوتا ہے، یعنی کبھی مہینہ 29 دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

مہینہ 29 واں بھی ہو تو فضیلت یا ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی

17/2825۔ ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ عید کے دو مہینے رمضان اور ذوالحجہ ایسے ہیں (کہ فضیلت اور ثواب میں) کم نہیں ہوتے (اگرچہ کہ وہ 29 دن ہی کیوں نہ ہوں) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ عید کے دو مہینے (ایسے) ہیں کہ ان (کے اجر و ثواب) میں کمی نہیں کی جاتی۔ اس بارے میں عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ابر کی وجہ سے ایام حج کے تعین میں غلطی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ایک دن کی کمی یا زیادتی ہو جاتی ہے جس طرح آخر رمضان میں تاریخ عید کے تعین میں غلطی ہوا کرتی ہے۔ ایام حج کے تعین میں غلطی کی صورت وہ ہے کہ ذوالقعدہ کے چاند دیکھنے میں ابر کی وجہ سے غلطی ہو جائے کہ ایک دن بڑھ جائے یا ایک دن گھٹ جائے، اگر غلطی کی وجہ سے ایک دن گھٹ جائے تو عرفہ، ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو ہو جائے گا اور اگر ایک دن بڑھ جائے تو عرفہ سے ذوالحجہ کو آ جائے گا اور حقیقت میں وقوف عرفہ نویں ذوالحجہ کو ہونا چاہئے تھا اس کی وجہ سے وہ لوگ جو غلطی کی وجہ سے آٹھویں ذوالحجہ کو وقوف عرفہ کریں یا دسویں ذوالحجہ کو وقوف عرفہ کریں تو ان کو وقوف عرفہ کا وہی ثواب ملے گا جو ٹھیک نویں ذوالحجہ کو وقوف عرفہ کرنے والوں کو ملتا ہے۔

اور ابن بطال رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ اسی طرح رمضان اگر 29 واں ہو جائے تو اجر و ثواب

میں کوئی کمی نہیں کی جاتی بلکہ پورے تیس دن کا ثواب دیا جاتا ہے اور حضرت عطاء، حضرت حسن بصری، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔12

شعبان کے آخری دنوں میں کون روزہ رکھے اور کون نہ رکھے

18/2826۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص رمضان المبارک کے ایک یا دو دن قبل روزہ نہ رکھے، ہاں مگر وہ شخص رمضان سے قبل روزہ رکھ سکتا ہے جو روزہ رکھنے کا عادی ہو (مثلاً کوئی شخص دوشنبہ یا پنجشنبہ کا روزہ رکھا کرتا ہو اور اتفاق سے یہ معیّن دن رمضان سے پہلے آ گیا تو ایسا شخص اپنا روزہ رکھ سکتا ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یا کسی اور صحابی سے (جو ہر مہینہ کے آخر میں نفل روزہ رکھا کرتے تھے) (جیسا کہ اعلاء السنن میں مذکور ہے۔12) ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے شعبان کے آخری دنوں کے روزے رکھے؟ انہوں نے جواب دیا جی نہیں، (میں نے آپ کے منع فرمانے کی وجہ سے ان دنوں کے روزے نہیں رکھے ہیں) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم (جب رمضان کے) روزے ختم کرلو تو دو روزے رکھ لو (کیوں کہ شعبان کے آخری دنوں میں روزے رکھنا ان کے لئے ممنوع ہے جو عادتاً ان دنوں میں روزہ نہ رکھتے ہوں، تم چونکہ اس کے عادی ہو، اس لئے یہ ممانعت تم سے متعلق نہیں، اس لئے تم رمضان کے بعد یہ روزے رکھ لو) اس حدیث کی روایت ابوداؤد، نسائی اور طحاوی نے بھی کی ہے۔

شعبان میں نفل روزہ رکھنے کا جواز

19/2827۔ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متواتر دو مہینے روزہ رکھتے ہوئے نہیں

دیکھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ماہ شعبان میں مسلسل نفل روزے رکھ کر) شعبان (کے نفل روزوں) کو رمضان (کے فرض روزوں) سے ملادیتے تھے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور طحاوی کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (شعبان میں نفل روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان (کے فرض روزوں) سے ملادیتے تھے۔

یوم الشک میں روزہ رکھنے کی تحقیق

ف: احادیث مذکورہ بالا میں دو باتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ شعبان کے آخری دنوں کوئی روزہ نہ رکھے۔ دوسرے یہ کہ شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھا جاسکتا ہے۔ بظاہر ان حدیثوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ حدیثیں باہم معارض نہیں ہیں، اس لئے کہ شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے کی ممانعت اس شخص سے متعلق ہے جو رمضان کی نیت سے شعبان کے آخری دن روزہ رکھ لے۔ کیونکہ شعبان کی تیسویں شب کو ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آنے کی بناء پر تیسویں شعبان کو یوم شک کہا جاتا ہے اور اس دن رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور وہ حدیثیں جن سے آخر شعبان میں روزہ رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے وہ ایسے شخص سے متعلق ہیں جو مطلقاً نفل کی نیت سے روزہ رکھ لے، یا وہ عادتاً آخر ماہ میں روزے رکھا کرتا ہو، یا عادتاً ہفتہ کے کسی دن روزہ رکھا کرتا ہو، اور یہ دن اتفاق سے آخر شعبان میں آجائے یا وہ آخر شعبان میں اپنے قضاء روزوں کو رکھنا چاہتا ہو تو ایسا شخص آخر شعبان میں روزہ رکھ سکتا ہے۔ یہ درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر، عمدۃ القاری، شرح معانی الآثار سے ماخوذ ہے اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے یوم الشک میں نفل کی نیت سے روزہ رکھ لیا ہو اور بعد تحقیق ہوئی کہ وہ دن رمضان کا تھا تو اس کا نفل روزہ نفل باقی نہ رہے گا بلکہ رمضان کا فرض روزہ ہوجائے گا۔ 12

رویتِ ہلال کا اہتمام

20/2828۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ رمضان (کے چاند کی صحت) کی خاطر شعبان کے چاند (کو دیکھ کر شعبان کے دنوں) کا شمار کرو (تا کہ یہ تحقیق ہوجائے کہ شعبان کا مہینہ 29 دن کا ہے یا تیس دن کا)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

رمضان کے چاند کے لئے ایک شخص کی گواہی کافی ہے جب کہ مطلع ابر آلود ہو

پہلی حدیث

21/2829۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو حضورؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو انھوں نے جواب دیا ہاں (میں اللہ ہی کے معبود ہونے کی گواہی دیتا ہوں) پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا ہاں! (میں اس کا بھی اقرار کرتا ہوں) تو حضورؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ اعلان کردو کہ لوگ کل سے روزہ رکھیں۔ اس کی روایت ابوداود، ترمذی، نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث مختلف طریق سے آئی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "أَذِنْ فِي النَّاسِ اَنْ يَّصُوْمُوْا غَدًا" (اعلان کردو کہ لوگ کل سے روزہ رکھیں) اس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ اگر رمضان کا روزہ مطلقاً صوم کی نیت سے رکھا جائے، یعنی یہ کہا جائے کہ کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں

اور یہ نہ کہے کہ کل رمضان کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔اس طرح مطلق روزہ کی نیت کرنے سے رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔12

دوسری حدیث

22/2830۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ (رمضان کا) چاند دیکھنے کے لئے جمع ہوئے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی روزہ رکھے اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیئے۔اس کی روایت ابوداود اور دارمی نے کی ہے اور حاکم نے بھی اس کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے موافق ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کی ہے اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

ف: مذکورۂ بالا دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہلال رمضان کی گواہی ایک شخص بھی دیدے تو اس کی گواہی معتبر ہے۔اس بارے میں ہدایہ، عالمگیری اور اعلاء السنن میں لکھا ہے کہ آسمان پر ابر ہونے سے یا کسی اور وجہ سے رمضان کا چاند دکھائی نہ دے اور ایک عادل یعنی دیندار، پرہیزگار اور سچے آدمی نے گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو ایسے شخص کی گواہی قبول کی جائے گی خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے برخلاف عید کا چاند مطلع صاف نہ ہونے سے دکھائی نہ دے تو ایسی صورت میں ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ ایسے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہوگی جو معتبر اور پرہیزگار ہوں اور اگر مطلع بالکل صاف ہو تو ایک یا دو آدمیوں کی گواہی معتبر نہ ہوگی، چاہے وہ رمضان کا چاند ہو یا عید کا، بلکہ ایسی صورت میں ایک بڑی تعداد کا چاند کے دیکھنے کے بارے میں گواہی دینا ضروری ہوگا۔12

باب (2/91)

(اس باب میں روزے کے متفرق مسائل کا بیان ہے)

قال اللہ عزوجل ''وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ج '' اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے (سورۂ بقرہ پ 2 ع 23 میں) اور کھاؤ اور پیو، اس وقت تک کہ تمہارے لئے سفید خط (صبح صادق کی روشنی) سیاہ خط (صبح کاذب کی سیاہی) سے واضح ہوجائے، پھر (صبح صادق سے) رات تک (یعنی غروب آفتاب تک کچھ نہ کھا پی کر) روزے کو پوا کرلیا کرو۔

ف: آیت مذکورالصدر میں ارشاد ہے ''ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ '' یعنی (صبح صادق سے) رات تک روزے کو پورا کرلیا کرو۔ اس آیت میں ''ثُمَّ '' کا حرف لایا گیا ہے اور ''ثُمَّ '' عربی زبان میں تراخی یعنی مہلت کے لئے آتا ہے، چونکہ حرف ''ثُمَّ '' آیت شریف میں ''مِنَ الْفَجْرِ '' کے بعد وارد ہوا ہے اور ''مِنَ الْفَجْرِ '' سے سحری کے وقت کا ختم ہونا ثابت ہوگیا، اب رہا روزہ کی نیت، تو اس بارے میں فقہاء حنفیہ حرف ''ثُمَّ '' سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر رات ہی میں روزہ کی نیت کرلی جائے تو درست ہے اور اگر رات میں روزہ کی نیت نہیں کی گئی بلکہ دن میں روزہ کی نیت کی گئی تو روزہ درست ہوگا بشرطیکہ زوال سے پہلے تک نیت کرلی جائے۔

''ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ '' سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صوم وصال یعنی بغیر کچھ کھائے پئے مسلسل دو یا تین روزے رکھنا حرام ہے اس لئے آیت شریفہ میں رات تک روزہ رکھنے کا

حکم ہے اور رات شروع ہوتے ہی روزہ ختم ہو جاتا ہے، اس لئے رات شروع ہونے کے بعد پھر روزہ کی نیت کر لینا حرام ہوگا، جیسا کہ کشاف، مدارک اور تفسیرات احمدیہ میں صراحت کی گئی ہے۔ 12

سحری کھانا سنت ہے

23/2831۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ سحری کا کھانا کھاؤ۔ اس لئے کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے (برکت سے مراد اتباع سنت، ثواب اور روزہ رکھنے کی قوت ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

سحری کے کھانے میں برکت ہے

24/2832۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) مجھے رمضان میں سحری کھانے کے لئے بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ تم (اس) بابرکت کھانے کے لئے آؤ۔ اس کی روایت ابو داود اور نسائی نے کی ہے۔

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کا امتیاز

25/2833۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ہمارے روزوں اور اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) کے روزوں کے درمیان فرق سحری کا کھانا ہے (یعنی ہم سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور وہ سحری کھائے بغیر روزہ رکھتے ہیں) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بہترین سحری

26/2834۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں مسلمان کی بہترین سحری کھجور ہے۔ اس کی

روایت ابوداود نے کی ہے۔

افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت

پہلی حدیث

27/2835۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کریں گے (یعنے آفتاب کی غروب ہوتے ہی افطار کریں گے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

دوسری حدیث

28/2836۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے میرے بندوں میں مجھے وہ بندہ سب سے زیادہ پیارا ہے جو (غروب آفتاب کے ساتھ ہی) افطار کرنے میں جلدی کرے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

افطار میں دیر کرنا یہود ونصاری کا عمل ہے

29/2837۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کریں گے، کیونکہ یہود ونصاری (افطار کرنے میں) دیر کرتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداود اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ یہود اور نصاری افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے اس عمل کی مخالفت کر کے افطار میں جلدی کرنی چاہئے اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اعداء اسلام کے اعمال کی مخالفت میں اسلام کا غلبہ اور شوکت کا انحصار ہے اور اسی پر دین کا مدار ہے۔ 12

افطار کرنے اور نماز مغرب میں جلدی کرنا مسنون ہے

30/2838۔ ابوعطیۃ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق (دونوں) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے دو صحابی ہیں جو نیکی اور بھلائی کے کاموں سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں، ان میں سے ایک مغرب کی نماز پڑھنے اور افطار کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور دوسرے وہ صحابی ہیں جو مغرب کی نماز کی نماز پڑھنے اور افطاری کرنے میں تاخیر کرتے ہیں (یہ سن کر) ام المؤمنین نے دریافت کیا کہ مغرب کی نماز پڑھنے اور افطار جلدی کرنے والے صحابی کون ہیں؟ مسروق نے جواب دیا کہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں تو ام المؤمنینؓ نے ارشاد فرمایا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مغرب کی نماز پڑھنے اور افطار کرنے میں جلدی فرمایا کرتے تھے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

صبح صادق کے وقت سحری کھانے یا نہ کھانے کا حکم

31/2839۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی (فجر کی) اذان سن لے اور وہ سحری کھا رہا ہو اور) برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھ دے یہاں تک اپنی حاجت پوری نہ کرلے۔اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور وہ فجر کی اذان سن لے تو وہ اپنے کھانے کو نہ چھوڑے بلکہ اس کو پورا کرے، اس بارے میں بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حکم اس زمانہ سے متعلق ہے جب کہ ایک اذاں صبح صادق سے پہلے دی جاتی تھی جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں مذکور ہے "انہ ینادی لیرجع قائمکم ویوقظ نائمکم" کہ (بلال رضی اللہ عنہ) اس لئے (صبح صادق سے پہلے) اذان دیتے ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والا اپنی تہجد کو ختم کردے اور سونے والا

(نماز فجر کی تیاری کے لئے نیند سے) جاگ اٹھے تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس اذان اول کے وقت ابھی سحری کا وقت باقی رہتا تھا تو جو اس وقت سحری کھا رہا ہو اس کو اپنی سحری پوری کر لینی چاہئے کیوں کہ روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ کوکب دُرّی میں ایسا ہی مذکور ہے۔ 12

روزہ دار افطار کب کرے؟

32/2840۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس وقت کہ (مشرق کی طرف سے) سیاہی نمودار ہو جائے اور (مغرب کی طرف) دن ختم ہو جائے (یعنی آفتاب ڈوب جائے) تو روزہ دار کو چاہئے کہ افطار کر لے (کیونکہ اب روزہ ختم ہو چکا ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

صوم وصال کی ممانعت

33/2841۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (امت کو) صوم وصال (یعنی افطار یا سحر کے وقت کچھ کھائے پئے بغیر دو دن یا تین دن لگاتار روزہ رکھنے سے) منع فرمایا ہے۔ (یہ سن کر) ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خود صوم وصال رکھا کرتے ہیں (اس پر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں مجھ جیسا کون ہے اس لئے کہ میں رات گذارتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوم وصال رکھا کرتے تھے، اس بارے میں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ صوم وصال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے اس لئے امت کو صوم وصال رکھنا جائز نہیں ہے۔ صوم وصال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو غذا اللہ تعالی کی طرف سے ملا کرتی تھی، اس بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شب جنت

سے غذا ملا کرتی تھی، دوسرا قول یہ ہے کہ غذا سے مراد قوت اور توانائی ہے کہ جس کی وجہ سے صوم وصال میں بھوکے اور پیاسے رہنے کے باوجود عبادات میں کوئی فرق نہیں آتا تھا اور قول مختار یہ ہے کہ غذاء روحانی مراد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب انور پر معارف اور لذت مناجات اور لطائف الہیہ کا فیضان ہوا کرتا تھا جس کی وجہ سے حضور صوم وصال میں سرشار رہتے اور کچھ کھانے پینے کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ مرقات اور اشعۃ اللمعات۔ 12

فرض اور نفل دونوں روزوں کی نیت زوال سے پہلے تک کی جاسکتی ہے

34/2842۔ سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلۂ اسلم کے ایک آدمی کو عاشوراء یعنی دسویں محرم کو یہ حکم دے کر روانہ فرمائے کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کردے کہ جس کسی شخص نے (آج عاشورہ کے دن) روزہ نہیں رکھا ہے (اور کچھ کھایا پیا بھی نہیں ہے) تو وہ (اب روزہ کی نیت کرلے) اور روزہ رکھ لے اور اگر کسی نے (آج) کچھ کھاپی لیا ہے تو وہ شام تک (احتراماً) کچھ نہ کھائے نہ پئے (یہ حکم اس زمانہ سے متعلق ہے جب کہ رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے اور یوم عاشوراء کا روزہ فرض تھا اور فرض روزہ کے دن اگر کوئی شخص صبح کچھ کھاپی لے تو اس کو چاہئے کہ احتراماً اب شام تک کچھ کھائے نہ پئے) اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ عاشوراء کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی بستیوں میں آدمی روانہ فرمایا یہ اعلان فرمایا اگر کسی نے روزہ رکھے بغیر صبح کی ہے (یعنی صبح صادق کے بعد کچھ کھاپی لیا ہے) تو وہ آج دن کے باقی حصہ میں کچھ نہ کھائے اور اگر کسی نے آج (صبح صادق کے بعد) کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو وہ اب (روزہ کی نیت کرکے) روزہ رکھ لے، رُبیع بنت معوذ یہ بھی فرماتی ہیں کہ اس حکم کی بناء پر ہم عاشوراء کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھوایا کرتے تھے (اور بچوں کو عاشوراء کے

روزہ کا عادی بنانے کے لئے) ان کے لئے (رنگین) اون کے کھلونے بنادیا کرتے تھے اور اگر کوئی بچہ کھانے کے لئے روپڑے تو ہم اس کو یہ (کھلونا) دیدیا کرتے تاکہ وہ (کھلونا) افطار تک اس کے پاس رہے (اور وہ کھلونے میں مشغول رہ کر صبر کرے) اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ قریش زمانۂ جاہلیت میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قبل اسلام یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے، جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم عاشوراء کے روزہ کو (بطور فرض) ترک فرمادیا، اب اگر کوئی چاہتا تو (بطور نفل روزہ رکھتا، اور اگر کوئی چاہتا تو روزہ نہ رکھتا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ ہم نے کہا کچھ نہیں ہے یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ پھر تو میں اب روزہ کی نیت کر کے) روزہ رکھ لیتا ہوں (ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ چاہے فرض ہو یا نفل ہر دو صورتوں میں دن میں زوال سے پہلے تک روزہ کی نیت کرنا جائز ہے، رات ہی سے نیت کرنا شرط نہیں)۔

اس روزہ کا بیان جس میں رات ہی سے نیت کرنا شرط ہے

ف: زجاجۃ المصابیح میں احادیث مذکورہ الصدر پر ایک طویل حاشیہ ہے جو عمدۃ القاری، فتح القدیر، التعلیق المجد اور معانی الآثار سے ماخوذ ہے۔ حاشیہ مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے: نیت کے اعتبار سے روزے کی تین قسمیں ہیں:۔

(1) ایسا روزہ جو اس خاص دن میں فرض ہو، جیسے ماہ رمضان کا روزہ تو ایسے روزے میں جائز ہے کہ نیت رات ہی سے کی جائے یا دن میں قبل زوال تک کرلی جائے۔

(2) نفل روزہ کہ اس میں بھی نیت رات ہی سے کرنا شرط نہیں ہے بلکہ دن میں زوال سے پہلے تک کی جاسکتی ہے۔

(3) ایسا روزہ جو مذکورہ دونوں روزوں کے سواء ہو، جیسے کفارہ کا روزہ یا رمضان کی قضاء کا روزہ، تو ایسے روزوں میں رات ہی سے نیت کرنا شرط ہے، اگر دن میں نیت کی جائے تو روزہ درست نہ ہوگا۔ 12

کھجور سے افطار کرنا مستحب ہے

35/2843۔ سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ تم میں سے جو شخص افطار کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ وہ کھجور سے افطار کرے، اس لئے کہ کھجور برکت (کا سبب ہے اور زیادتی ثواب کا باعث ہے اور اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرلے، اس لئے کہ پانی (معدہ کو) پاک کرنے والا ہے۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

اگر کھجور نہ ہوں تو پانی سے افطار کرنا چاہئے

36/2844۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز (مغرب) سے پہلے تازہ کھجوروں سے افطار فرمایا کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے ہی افطار فرمالیا کرتے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پی لیتے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداود نے کی ہے۔

روزہ افطار کرانے کا ثواب

37/2845۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے یا کسی مجاہد کے لئے اس کے ساز و سامان میں مدد کرے تو ایسے شخص کو (جس کی خدمت

اس نے کی ہے) اس کے مثل ثواب ملے گا (یعنی افطار کرانے والے کو روزہ دار کے ثواب کے برابر اور مجاہد کی امداد کرنے والے کو مجاہد کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا) اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں اور محی السنہ نے شرح السنۃ میں کی ہے اور محی السنۃ نے کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

افطار کے بعد کی دعا

38/2846 ۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب افطار فرمالیتے تو (یہ دعاء) پڑھتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ط

پیاس دور ہوئی اور رگیں تر ہوئیں اور انشاء اللہ ثواب ضرور ملے گا۔

اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

افطار کی دعا

39/2847 ۔معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب افطار فرمالیتے تو (یہ دعا) پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔)

اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

(3/92) باب تنزیہِ الصوم

(یہ باب ان چیزوں کے بیان میں جن سے روزہ کو بچانا ضروری ہے (خواہ وہ مفسدات ہوں یا مکروہات)

وقول اللہ عز وجل ''اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ط هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ج فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ص وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص '' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ بقرہ پ2 ع23) تمہارے لئے روزہ کی شب میں اپنی بیویوں سے جماع کرنا حلال کردیا گیا ہے، کیوں کہ وہ تمہارے اوڑھنے بچھونے ہیں اور تم ان کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ اللہ نے دیکھا کہ تم (چوری چوری) اپنی بیویوں کے پاس جانے سے) اپنا دینی نقصان کرلیتے تھے تو اللہ نے تمہارا قصور معاف کردیا اور تم سے درگذر کیا۔ پس اب تم ان سے (رمضان کی راتوں میں) مجامعت کرسکتے ہو (یہ ترجمہ موطا امام محمد کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ 12) اور (ہمبستری کا) جو نتیجہ (یعنی اولاد) اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے، اس کے (حاصل کرنے کی) خواہش کرو (محض شہوت رانی کی خواہش مت رکھو) اور کھاؤ اور پیو، اس وقت تک تمہارے لئے سفید خط (صبح صادق کی روشنی) سیاہ خط (صبح کاذب کی سیاہی) سے واضح ہوجائے۔

رمضان میں غسل جنابت صبح صادق کے بعد بھی کیا جاسکتا ہے

ف: آیت صدر میں ارشاد ہے کلوا و اشربوا حتی یتبینا لخ یعنی کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ تمہارے لئے سفید خط (صبح صادق کی روشنی) سیاہ خط (صبح کاذب کی سیاہی) سے واضح ہو جائے، اس بارے میں امام محمد رحمۃ اللہ نے مؤطا میں لکھا ہے کہ آیت کریمہ کے الفاظ حتی یتبین سے مراد حتی مطلع الفجر کے ہیں، یعنی طلوع فجر (صبح صادق) تک مسلمان کو اجازت ہے کہ وہ اپنی بیوی سے مجامعت کرے اور کھائے اور پئے تو ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ غسل جنابت لازمی طور پر صبح صادق کے بعد ہی ہوگا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ جائز ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور ہمارے فقہاء کا ہے اور قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ چونکہ صبح صادق تک مجامعت جائز ہے اس سے اس بات کی دلیل حاصل ہوتی ہے کہ غسل جنابت میں تاخیر جائز اور صبح صادق کے بعد غسل جنابت کیا جاسکتا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں صبح کرے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ جنابت روزہ کے منافی نہیں ہے اور علامہ طیبی نے کہا ہے کہ چونکہ مجامعت صبح صادق تک جائز ہے، اس لئے اگر کسی نے اپنی بیوی سے صبح صادق تک جماع کیا ہو تو اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ صبح صادق سے پہلے غسل کرسکے اس لئے لامحالہ وہ صبح صادق کے بعد ہی غسل کرے گا، تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر جنابت کی حالت میں صبح صادق ہو جائے تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ 12

روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنے کی وعید

پہلی حدیث

40/2848۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس (روزہ دار) نے جھوٹ بولنا اور برے کام کرنا نہ چھوڑا (جیسے کفریہ کلام، جھوٹی شہادت، افتراء، غیبت، بہتان، تہمت، گالی گلوج، لعن وطعن کرنا وغیرہ) تو اللہ تعالی کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کھانا

پینا چھوڑ دے۔(اس لئے کہ صرف کھانا پینا چھوڑنے سے روزہ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ نفسانی خواہشات کو زیر نہ کرے جو روزہ کا کمال ہے، اس لئے روزہ دار کو ایسی برائیوں سے بچنا چاہئے)اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

دوسری حدیث

41/2849۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں بہت سے روزہ دار (جو جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتے) ایسے ہیں کہ جن کو ان کے روزے سے سوائے (بھوکا) پیاسا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے شب بیدار عبادت کرنے والے (جو ارکان وآداب نماز کا خیال نہیں رکھتے) ایسے ہیں جن کو (شب بیداری سے) سوائے جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

روزہ کی حالت میں بوس وکنار کا کیا حکم ہے

پہلی حدیث

42/2850۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کی حالت میں (اپنی بیوی کا) بوسہ لیتے اور بدن سے بدن لگاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شہوت پر پوری طرح قادر تھے (اور یہ بات تم لوگوں میں سے کس کو حاصل ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ روزہ دار کا اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور بدن سے بدن لگانا اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس کو جماع کرنے اور انزال ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔12

دوسری حدیث

43/2851۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیوی سے مباشرت (یعنی بوس وکنار کرنے کے) بارے میں دریافت کیا تو حضورؐ نے ان کو اجازت دیدی، ایک اور صحابی آئے اور (انھوں نے بھی یہی سوال کیا تو حضورؐ ان مباشرت سے منع فرمایا، حضور نے جن کو (مباشرت کی) اجازت دی تھی وہ بوڑھے تھے اور جن کو منع فرمایا تھا وہ جوان تھے۔ اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

رمضان میں غسل جنابت صبح صادق کے بعد بھی کیا جاسکتا ہے

44/2852۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رمضان میں (کبھی ایسا بھی اتفاق (ہوتا کہ) جنابت کی حالت میں اور یہ (حالت جنابت) احتلام کی وجہ سے نہ ہوتی (بلکہ جماع کی وجہ سے ہوتی) پس آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جماع کی وجہ سے صبح صادق کے بعد غسل کیا جاسکتا ہے تو اگر احتلام کی وجہ سے غسل کی حاجت ہوجائے تو اس میں بطریق اولی صبح صادق کے بعد غسل کرنا درست ہوگا، بلکہ اگر روزہ کی حالت میں احتلام ہوجائے تو اس سے بھی روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ فتاویٰ عالمگیری) 12

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر جب صبح صادق کے بعد غسل کرے تو اس کا روزہ درست ہوگا، روزہ خواہ فرض ہو یا نفل اور نہ تو اس پر قضاء لازم آئے گی نہ اور کوئی اور چیز۔ 12

حالت روزہ میں پچھنے لگوانے کا جواز

45/2853۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام میں پچھنا لگائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں (بھی) پچھنا لگائے کہ آپ روزہ دار تھے۔ اس کی روایت بخاری اور

مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ پچھنے لگوانا یا سینگی کھینچوانا یہ ہے کہ جسم میں خون زیادہ ہو جائے تو شریانوں کے ذریعہ اس کو خارج کروادیا جائے۔ مرقات میں لکھا ہے کہ پچھنے لگوانے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ پچھنے لگوانے والے کا اتنا خون نہ نکال دیا جائے کہ کمزوری کی وجہ سے اس کو روزہ توڑنے کی نوبت آئے اور پچھنوں سے خون چوسنے والا احتیاط کرے کہیں خون اس کے پیٹ میں نہ چلا جائے کہ جس سے اس کا روزہ ٹوٹ جائے۔ 12

وہ تین چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

46/2854۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو روزہ دار کے روزہ کو نہیں توڑتی ہیں (ایک یہ کہ روزہ کی حالت میں) پچھنا لگوایا جائے اور (دوسرے) قئے (جو خود بخود ہو جائے) اور (تیسرے) احتلام۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

روزہ کی حالت میں پچھنا لگوانا

47/2855۔ ثابت بُنانی رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ حضرات روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ناجائز سمجھتے تھے تو آپ نے فرمایا نہیں البتہ (ہم روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانا اس وقت مکروہ سمجھتے جبکہ روزہ دار کو پچھنا لگوانے سے) ضعف کا اندیشہ ہو جاتا تھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (ابتداء میں) روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا کرتے تھے، پھر آپ نے ضعف کی وجہ سے (روزہ کی حالت میں ضعف ہو جانے کے خیال سے دن میں پچھنا لگوانا) چھوڑ دیا، اور رات میں پچھنا لگوایا

کرتے تھے اور دار قطنی نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ روزہ کی حالت میں پچھنے لگوایا کرتے تھے، اور اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

بھول کر کھانے پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا

48/2856۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں بھولے سے کھاپی لے تو وہ روزہ کی تکمیل کرلے (یعنی شام تک نہ کچھ کھائے اور نہ کچھ پیئے) اس لئے (اس نے بھولے سے جو کھایا پیا ہے) اس کو اللہ تعالی نے کھلایا اور پلایا ہے (اس کا روزہ پورا ہو جائے گا، نہ تو وہ قضاء کرے اور نہ کفارہ دیوے اور حکم فرض اور نفل دونوں قسم کے روزوں سے متعلق ہے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

روزہ کی حالت میں جماع کرنے کا کفارہ

49/2857۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم (ایک دفعہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص حاضر ہو کر عرض کیا یا رسولؐ اللہ میں تو ہلاک ہو گیا، حضورؐ پوچھا کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا ہوں! اس شخص سے حضورؐ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے کہ (کفارہ میں) تم اس کو آزاد کردو؟ انھوں نے فرمایا جی نہیں! پھر حضورؐ نے پوچھا کیا تم میں اتنی طاقت ہے کہ تم مسلسل دو مہینے روزے رکھو (تا کہ اس کا کفارہ ادا ہو) انھوں نے کہا جی نہیں (مجھے اس کی بھی طاقت نہیں!) حضورؐ نے پھر پوچھا کیا تم (اس کے کفارہ میں) ساٹھ مسکینوں کو (دو وقت کا) کھانا کھلا سکتے ہو، انھوں نے کہا جی نہیں! (مجھے اس کی بھی استطاعت نہیں) حضورؐ نے ان سے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی (خاموش) بیٹھ گئے

(گویا کہ کسی کا انتظار فرمارہے ہیں) اور ہم بھی اسی طرح (بیٹھے ہوئے) تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا ایک بڑا تھیلا لایا گیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ مسئلہ دریافت کرنے والے صاحب کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا میں حاضر ہوں! تو حضور نے فرمایا اس (تھیلہ) کو لے لو اور خیرات کردو، ان صاحب نے عرض کیا، کیا اس شخص کو (خیرات دوں) جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو، اللہ کی قسم (مدینہ منورہ کی) دونوں پہاڑوں کے درمیان (یعنی مدینہ پاک کی پوری آبادی میں) میرے گھر والوں سے زائد کوئی محتاج نہیں ہے (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے، یہاں تک کہ حضور کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے اور پھر حضور فرمائے کہ (اچھا) اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ اس شخص کو حضورؐ نے حکم دیا کہ وہ بیٹھا رہے، اتنے میں حضورؐ کی خدمت میں دو بوری آئے جس میں کچھ کھانے کی چیزیں تھی۔ حضورؐ نے ان کو اس شخص کو دے کر فرمایا کہ اس کو خیرات کردو اور ابن ماجہ کی ایک اور روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں یہ زائد مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ اس روزہ کی بجائے ایک روزہ رکھ لینا۔

روزہ کی حالت میں عمداً کھانا کھانے کا کفارہ

اور دار قطنی کی ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رمضان کے (روزہ کی حالت میں عمداً) کھانا کھالیا تو ان صاحب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ (کفارہ میں) غلام یا باندی آزاد کردے۔

روزہ کے کفارہ کی تفصیل

ف: اس حدیث شریف پر زجاجۃ المصابیح میں کئی مفصل حاشیے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

روزہ کی حالت میں اگر کوئی شخص عمداً کھانا کھالے یا اپنی بیوی سے جماع کرلے تو روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے، اگر یہ نہ ہوسکے تو مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔ روزہ کے کفارہ میں اختیار ہے کہ کفارۂ ظہار کی طرح مسلمان غلام آزاد کرلے یا کافر غلام، البتہ کفارۂ قتل میں مسلمان غلام کا آزاد کرنا ضروری ہے۔

روزہ کے کفارہ کے بارے میں حدیث شریف میں جو ترتیب مذکور ہے اسی ترتیب کا لحاظ ضروری ہے۔ یعنی کفارہ میں پہلے غلام یا باندی آزاد کرے، اگر غلام یا باندی میسر نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اور اگر مسلسل دو ماہ کے روزوں کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلادے۔

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صاحب کو فرمایا کہ یہ کھجور اپنے گھر والوں کو کھلادو، اس بارے میں یہ تحقیق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ اجازت ان صاحب کے لئے خاص تھی، اس لئے کہ اس وقت وہ کفارہ ادا کرنے سے عاجز تھے اسی وجہ سے ان کو اجازت دیدی گئی کہ وہ کھجور کو اپنے گھر والوں کو کھلادیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کفارہ ان سے ساقط ہوگیا بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص فی الفور کفارہ ادا نہ کرسکے تو کفارہ اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا بلکہ اس پر اس وقت تک کفارہ واجب رہتا ہے جب تک وہ اس کو ادا کرنے کے قابل ہوجائے۔

اب رہا حدیث شریف میں ان صاحب پر کفارہ کی ادائی کے باقی رہنے کا جو ذکر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ان صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا وہ کفارہ کی تینوں صورتوں کی ادائی سے قاصر ہیں تو ان کو حکم دیا گیا کہ وہ بیٹھے رہیں یہاں تک کہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں کھجور لائے گئے تو حضورؐ ان کو دیکر فرمایا کہ ان کھجوروں کو وہ کفارہ میں ادا کریں، اگر تنگدستی کی وجہ سے کفارہ کی ادائی ان پر سے ساقط ہوجاتی تو ان کو باوجود فقر و

احتیاج کے ان کھجوروں کو کفارہ میں ادا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا اور ان کھجوروں کو ان کے اہل وعیال پر خرچ کرنے کی اجازت صرف اس لئے دی گئی کہ وہ اس وقت مضطر اور عاجز تھے اور کفایہ بعد میں بھی ادا کیا جاسکتا تھا جیسا کہ جمہور اصولیین کے پاس جائز ہے کہ کسی حکم کے وجوب کے اظہار کو اس حکم کی ادائی پر قدرت رکھنے تک مؤخر کیا جاسکتا ہے۔ عمدۃ القاری، نووی، ابوداؤد، زھری۔12

عمداً روزہ توڑنے سے کفارہ اور قضاء دونوں لازم آتے ہیں

واضح ہو کہ ابن ماجہ کی روایت میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ تم اس روزہ کے عوض ایک اور روزہ رکھ لو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص روزہ کی حالت میں عمداً کھاپی لے یا جماع کرے تو اس پر کفارہ کے علاوہ بعد رمضان اس روزہ کی قضاء بھی واجب ہے۔ عمدۃ القاری، الجوہر النقی، اعلاء السنن۔12

خود بخود قئے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

50/2858۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس شخص پر روزہ کی حالت میں قئے کا غلبہ ہو (یعنی خود بخود قئے ہو جائے) تو اس پر روزہ کی قضاء نہیں ہے (کیونکہ خود بخود قئے ہونے سے اسکا روزہ فاسد نہیں ہوا، اس کے برخلاف) جو عمداً قئے کرے اس پر روزہ کی قضاء واجب ہے اس لئے کہ عمداً قئے کرنے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی ابوداود، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور حاکم نے اس کی روایت مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح حسن ہے اگرچہ کہ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت نہیں کی ہے اور ابن حبان نے

اس کو صحیح قرار دیا ہے اور دار قطنی نے بھی اس کی روایت کی ہے، اور دار قطنی نے کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور امام مالک نے مؤطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور عبدالرزاق نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

وہ قئے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ ایسی قئے جو حلق کے اوپر آ گئی ہو اور وہ دوبارہ اس کو نگل لے تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔

اور اسی طرح منھ دھوتے وقت اگر پانی پیٹ میں چلا جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔12

روزہ کی حالت میں مسواک کرنا مسنون ہے اور دن کے ہر حصہ میں مسواک کرنا جائز ہے

پہلی حدیث

51/2859۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ کی حالت میں اتنی بار مسواک کرتے دیکھا جس کا شمار نہیں کرسکتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور طبرانی کی روایت میں عبدالرحمٰن بن غنم رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا میں روزہ کی حالت میں مسواک کرسکتا ہوں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں! (روزہ کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے) پھر میں نے (ان سے) دریافت کیا کہ (روزہ کی حالت میں) دن کے کس حصہ میں مسواک کرسکتا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا کہ دن کے جس حصہ میں چاہو صبح ہو یا شام (مسواک کرنا جائز ہے) میں نے پھر کہا کہ بعضِ لوگ (روزہ کی حالت میں) شام کے وقت مسواک

کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور (دلیل میں) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالی کے پاس مشک کی خوشبو سے بہتر ہے (یہ سن کر) انھوں نے (یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے تعجب سے) فرمایا سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو (روزہ کی حالت میں) مسواک کرنے کا حکم دیا ہے اور خود حضور کو یہ معلوم تھا کہ روزہ دار کے منہ میں بو رہتی ہے اگرچیکہ مسواک کی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ توقع نہیں کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ اپنے منہ کو عمداً بدبودار رکھیں، جس میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ اس میں خرابی ہے ہاں ہر ایک کو اس مصیبت کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے جس سے چھٹکارا ممکن نہیں (یعنی مسواک کرنے کے بعد بھی خلوِ معدہ کی وجہ سے منہ سے جو بو آتی ہے، اس سے مفر نہیں ہے)

دوسری حدیث

52/2860۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ روزہ دار کے بہترین کاموں میں ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ (روزہ کی حالت میں دن کے ہر حصہ میں) مسواک کرتا رہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ، دارقطنی اور بیہقی نے کی ہے۔

روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا جائز ہے

پہلی حدیث

53/2861۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیے میری آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

دوسری حدیث

54/2862۔ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کی حالت میں سرمہ لگائے ہیں۔اس کی روایت ابن ماجہ، ابوداؤد اور دارقطنی نے کی ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث شرح نقایہ میں بھی مذکور ہے۔

تیسری حدیث

55/2863۔عبیداللہ ابن ابی بکر بن انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

چوتھی حدیث

56/2864۔اعمش رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہمعصر علماء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ روزہ دار کا سرمہ لگانا مکروہ قرار دیتے ہوں اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ اجازت دیا کرتے تھے کہ روزہ دار ایلوہ ملا ہوا سرمہ لگا سکتا ہے۔اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

روزہ کی حالت میں سر پر پانی ڈالنے کا بیان

57/2865۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام عرج میں دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں پیاس (کی شدت) یا گرمی کی وجہ سے اپنے سرمبارک پر پانی ڈال رہے تھے۔اس کی روایت امام مالک اور ابوداود نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں پیاس کی شدت یا گرمی کی وجہ سے روزہ کی حالت میں سر پر

پانی ڈالنے کا جو ذکر ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے تا کہ ضعیف لوگوں کے لئے سہولت ہوجائے، اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے روزہ کی حالت میں پانی میں اترنے یا ترکپڑے سے بدن کو لپیٹنے کو مکروہ تنزیہی اور خلاف اولی قرار دیا ہے کیونکہ اس سے عبادت میں تنگی اور ملال ظاہر ہوتا ہے۔ درمختار، ردالمحتار اور مرقات۔ 12

کسی عذر شرعی کے بغیر رمضان کا روزہ چھوڑنے کی وعید

58/2866۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص بغیر عذر یا بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو ساری عمر کے (نفل) روزے بھی اس کی تلافی نہ کرسکیں گے (یعنی اگر کوئی فرض روزہ بغیر کسی عذر شرعی کے چھوڑ دے تو تمام عمر بھی روزہ رکھ کر اس فرض روزہ کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہیں کرسکتا) اس حدیث کی روایت امام احمد، ترمذی ابوداود، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور بخاری نے بھی اس کی روایت ترجمۃ الباب میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ فرض روزہ کو بلا عذر چھوڑنے پر اس کے بدلہ میں تمام عمر روزہ رکھ کر بھی اس کی تلافی نہیں کی جاسکتی۔ اس بارے میں علامہ طیبی نے کہا ہے کہ نفل روزہ کے ذریعہ سے فرض روزہ کی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی اور یہ بطور تاکید اور تہدید فرمایا گیا ہے ورنہ فرض روزہ کی قضاء میں ایک ہی دن کا روزہ رکھنا کافی ہے اور اس سے اس شخص کے ذمہ سے فرض روزہ ساقط ہوجائے گا۔ اور مرقات میں ابن الملک کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کسی نے رمضان کے کسی ایک روزہ کو بغیر عذر شرعی چھوڑ دیا تو اس بارے میں اجماع یہ ہے کہ اس ایک دن کے بجائے ایک دن بطور قضاء روزہ رکھے۔ 12

لعاب اور پانی کی تری کے پیٹ میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

59/2867۔ عطاء رحمۃ اللہ سے روایت ہے اگر کوئی شخص (روزہ کی حالت میں) منھ میں پانی لے اور کلی کر دے، اور کلی کرنے کے بعد میں منہ میں کی جو تری رہ جاتی ہے اس کو نگل لے تو اس سے روزہ میں کچھ حرج نہیں ہوتا اور کوئی شخص (روزہ کی حالت میں) مصطگی (جو ایک قسم کا گوند ہے) کو چبائے، اگر مصطگی کو چباتے ہوئے اس کا تھوک پیٹ میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر ایسا کرنا منع ہے۔ اس کی روایت بخاری نے ترجمۃ الباب میں کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں مذکور ہے کہ مصطگی کو چباتے ہوئے اس کا تھوک پیٹ میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں فاسد ہوتا۔ اس بارے میں اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ مصطگی کا تھوک پیٹ میں چلے جانے سے اس وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا کہ مصطگی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر کوئی چیز پیٹ میں نہیں جاتی بلکہ صرف تھوک پیٹ میں جاتا ہے جو مقصد صوم نہیں ہے اور اگر کسی چیز کے چبانے سے اس کے ٹکڑے ہوکر ٹکڑے پیٹ میں چلے جائیں تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ 12

(4/93)باب صوم المسافر

(یہ باب مسافر کے روزوں کے بارے میں ہے)

وقول اللہ عزوجل ''وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌلَّکُمْ '' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ بقرہ پ2 ع14 میں) (سفر کی حالت میں اگر تکلیف نہ ہوتی ہو تو) تمہارا (رمضان کے فرض) روزے رکھنا بہتر ہے۔

ف: اکثر علماء کا اسی پر اتفاق ہے کہ سفر میں افطار اور روزہ رکھنا دونوں جائز ہیں، خواہ سفر راحت کا ہو یا تکلیف کا لیکن سفر میں اگر تکلیف نہ ہوتی ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے اور اگر تکلیف ہوتی ہو تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔12

سفرِ شرعی حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اپنے مقام سے تین منزل (یعنی 48 میل جس کے 77.25 کیلومیٹر ہوتے ہیں) کے قصد سے سفر کرے تو یہ مسافر ہوگیا۔ اب منزل پر پہونچ کر اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا اور اگر پندرہ روز سے کم کے قیام کا ارادہ کیا تو پھر بھی مسافر ہے۔ غرض جو شخص شرعی مسافر ہو تو اس کو جائز ہے کہ باوجود روزہ رکھ سکنے کے روزہ نہ رکھے لیکن ایسی حالت میں افضل یہی ہے کہ روزہ رکھے اور اگر سفر میں رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں تو بعد میں قضا کرلے۔

اگر مسافر نے اس روز کے روزے کی نیت نہ کی ہو تو اس کو روزہ نہ رکھنا درست ہے اور اگر نیت کرلی ہو تو بلا تکلیف شدید روزہ توڑنا جائز نہیں اور اگر مسافر نے روزہ توڑ دیا تو اس پر قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔ (ماخوذ از مرقات واشعۃ اللمعات، بیان القرآن اور فتح القدیر)12

سفر میں روزے رکھنے کا جواز

پہلی حدیث

60/2868 ۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حمزۃ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں سفر کی حالت میں روزے رکھ سکتا ہوں اور وہ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا چاہو تو تم (سفر کی حالت میں) روزے رکھو اور چاہو تو نہ رکھو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر اس شخص کو سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے جو سفر میں روزہ رکھنا چاہتا ہو تو صدر کی اس حدیث سے اور مابعد کی احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سفر کی حالت میں رمضان کے روزے رکھنا مسافر کے لئے جائز ہے۔ 12

دوسری حدیث

61/2869 ۔ ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سولہویں رمضان کو جہاد کے لے نکلے۔ ہم میں سے بعض نے (جو قوی تھے) روزہ رکھا اور بعض نے (جو کمزور تھے) روزہ نہ رکھا۔ نہ تو روزہ دار نے غیر روزہ دار کے حق میں نکتہ چینی کی اور نہ غیر روزہ دار نے کسی روزہ دار کی نکتہ چینی کی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

سفر میں روزہ نہ رکھنے کا بیان

62/2870 ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم میں سے بعض تو روزہ دار تھے اور

بعض نے روزہ نہ رکھا۔ ہم ایک سخت گرمی کے دن ایک منزل پر اترے، جن لوگوں نے روزہ رکھا تھا وہ (ضعف سے نڈھال ہوکر) گر پڑے اور جن لوگوں نے روزہ نہ رکھا تھا وہ کھڑے رہے، ڈیرے لگائے اور جانوروں کو پانی پلائے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے جن لوگوں نے آج روزہ نہیں رکھا تھا (وہ خدمت کر کے پورا) ثواب حاصل کرلئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "ذهب المفطرون اليوم بالاجر" غیر روزہ داروں نے آج (خدمت کر کے پورا) ثواب حاصل کرلیا" اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہ حکم موقتی تھا مطلق اور عام نہیں ہے۔ 12

فتح مکہ کے سفر میں روزہ توڑنے کا بیان

63/2871۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فتح مکہ کے موقع پر) مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے (اور یہ رمضان کا مہینہ تھا) آپ نے مقام عسفان تک روزہ رکھا، پھر (مقام عسفان پر پہونچکر) آپ نے پانی منگوایا اور ہاتھ میں پانی لے کر لوگوں کو دکھانے کے لئے اونچا کیا اور (پانی پی کر) روزہ توڑے اور (اسی طرح بغیر روزہ رکھے) آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے، اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سفر میں) روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا ہے۔

تو جس کا جی چاہے (سفر میں) روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے روزہ نہ رکھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

64/2872۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے (اس سفر میں) عصر کے بعد پانی پیا ہے۔

65/2873۔ اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں اس سفر (یعنی فتح مکہ) سے پہلے بھی اور اس کے (یعنی فتح مکہ کے اس واقعہ کے) بعد بھی (سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھا کرتا تھا (اس سے معلوم ہوا کہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا فتح مکہ کے مذکورہ واقعہ کے بعد بھی جائز ہے، جیسا کہ امام طحاوی نے فرمایا ہے)

66/2874۔ اور ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کی دوسری تاریخ کو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے (حالت سفر میں) آپ روزہ رکھتے ہوئے مقام قدید تک پہنچے (قدید مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے یہاں پہونچنے پر) صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت گرمی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ توڑ دیئے اور مکہ پہونچنے تک روزہ نہیں رکھے اور ابن ابی شیبہ اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور طحاوی نے ابن عباس اور ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

حالت سفر میں رمضان کے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کی اجازت

67/2875۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تم لوگوں کی سہولت کے لئے سفر کی حالت میں (رمضان کے) روزے نہ رکھنے کی اجازت دی ہے اس لئے (سفر کی حالت میں) جس کو (رمضان کے) روزے رکھنا آسان معلوم ہوتا ہو وہ روزے رکھ لے، اور جس کو روزہ نہ رکھنے میں سہولت ہو وہ (سفر میں رمضان کے) روزے نہ رکھے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

رمضان کے روزے کون قضاء کریں

68/2876۔ انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اللہ تعالی نے مسافر کے لئے (چار رکعت والی نمازوں میں) آدھی نماز معاف کردی ہے اور مسافر اور دودھ پلانی والی اور حاملہ عورت کے لئے (رمضان میں) روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے (لیکن ان کو بعد میں روزوں کی قضاء لازم ہے) اس حدیث کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

سفر کی حالت میں رمضان میں روزے رکھنا افضل ہے

پہلی حدیث

69/2877 ۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے (جب شام ہوگئی تو) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا (سواری سے) اترو اور میرے لئے ستو کو پانی میں گھول کر لاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ابھی روشنی موجود ہے (لیکن) آپ نے (پھر بھی) فرمایا کہ اترو اور میرے لئے ستو گھول کر لاؤ، انہوں نے پھر عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! ابھی روشنی (باقی) ہے، حضورؐ نے (پھر بھی یہی) فرمایا اترو، اور میرے لئے ستو گھول کر لاؤ تو وہ (حسب الحکم) اتر کر حضور کے لئے ستو گھول کر لائے تو آپؐ نے ستو پی لیا اور پھر (مشرق کی طرف) اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا جب تم ادھر (یعنی مشرق کی طرف) سے سیاہی پھیلتے دیکھو تو روزہ دار روزہ کھول دے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف اور اس کے بعد میں آنے والی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر کی حالت میں رمضان المبارک میں روزے رکھنا افضل ہے، بشرطیکہ روزے سے تکلیف نہ ہوتی ہو اور اگر کوئی سفر میں رمضان کے روزے نہ رکھے تو اس کے لئے جائز ہے اور اس سے وہ گنہگار نہ ہوگا۔ البتہ بعد میں وہ روزوں کی قضاء کرلے (ماخوذ از ہدایہ، مختصر طحاوی اور عمدۃ القاری) 12

دوسری حدیث

70/2878۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں (جو رمضان میں واقع ہوا تھا) سخت گرمی کے موسم میں نکلے، گرمی کی شدت کی وجہ سے ہر شخص اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا کرتا تھا اور ہم میں کوئی روزہ دار نہ تھا البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابن رواحہ روزہ سے تھے۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

تیسری حدیث

71/2879۔ عاصم احول رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سفر میں رمضان کے روزے رکھنے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ (مسافر کے لئے) افضل یہ ہے کہ (رمضان کے) روزہ رکھے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

چوتھی حدیث

72/2880۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر تم (سفر کی حالت میں رمضان کے) روزے چھوڑنا چاہتے ہو تو (تم کو) اس کی اجازت ہے اور اگر تم (حالت سفر میں رمضان کے) روزے رکھ لو تو یہ تمہارے لئے افضل ہے۔اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

پانچویں حدیث

73/2881۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سفر میں (رمضان کے) روزے رکھنا افضل ہے اور روزے چھوڑنا اس کی اجازت اور رخصت ہے۔اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

چھٹی حدیث

74/2882۔ یحیٰ بن ابی کثیر رحمہٗ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے قاسم بن محمد نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ حدیث بیان کی کہ حضرت عائشہؓ سفر میں گرمی کی حالت میں بھی (رمضان کے) روزہ رکھا کرتی تھیں، میں نے قاسم بن محمد رحمہما اللہ سے دریافت کیا کہ گرمی کی حالت میں حضرت عائشہؓ کا (رمضان کے) روزے رکھنا کس وجہ سے تھا؟ قاسم بن محمد رحمہٗ اللہ نے جواب دیا کہ حضرت عائشہؓ (سفر سے واپسی تک تاخیر کرکے اقامت کی حالت تک رمضان کے روزے رکھنے کے لئے مہلت نہیں لیا کرتی تھیں بلکہ (سفر ہی میں رمضان کے روزے رکھنے میں جلدی کیا کرتی تھیں۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ساتویں حدیث

75/2883۔ سلمہ ابن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس کسی شخص کے پاس ایسی سواری ہو جو اس کو منزل تک آرام کے ساتھ پہونچادے تو اس کو چاہئے کہ (سفر میں) جہاں کہیں بھی رمضان آجائے روزہ رکھ لے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر سہولت ہو تو رمضان کے روزے سفر میں لازماً رکھے جائیں، اس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ یہ حکم وجوب کے لئے نہیں ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا واجب ہے بلکہ یہ امر استحباب پر محمول ہے کہ اس میں اولیٰ اور افضل عمل کی ترغیب دلائی گئی ہے، ورنہ بغیر مشقت کے بھی سفر میں رمضان کے روزے نہ رکھنا جائز ہے۔ جیسا کہ دیگر نصوصِ شرعیہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے، البتہ بعد میں ان روزوں کی قضاء ضروری ہے۔ 12

(5/94) باب القضاءِ

اس باب میں قضاء (روزوں کے احکام) کا بیان ہے۔

ف: واضح ہو کہ روزوں کی قضاء کی تین صورتیں ہیں:۔

(1) اگر بھول کر روزہ کی حالت میں کوئی کھالے یا پی لے تو اس پر نہ تو قضاء ہے اور نہ کفارہ، خواہ وہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا روزہ۔

(2) اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں بلا عذر قصداً کھالے یا پی لے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

(3) اور اگر کوئی رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی عذر کی وجہ سے جیسا سفر میں یا مرض روزہ توڑ دے تو اس پر صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ ضروری نہیں۔

کفارہ کا حکم صرف رمضان کے روزوں سے متعلق ہے اور اگر نفل روزے کو کسی وجہ سے توڑ دے تو اس میں کفارہ لازم نہیں صرف قضاء کرلینا کافی ہے (یہ اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے)۔

وقول اللہ عزوجل ''وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ط'' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ بنی اسرائیل پ 15 ع 2 میں) اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا یعنی کوئی شخص کسی کی جانب سے نہ تو روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے، جیسا کہ الجوہرالنقی میں مذکور ہے)

وقولہ ''فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط'' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ بقرہ پ 2 ع 23 میں) جو شخص (ایسا) بیمار ہو (جس سے روزہ رکھنا مشکل ہو) یا (شرعی) سفر میں ہو تو (اس کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بجائے ایام رمضان کے) دوسرے دنوں میں (اتنا ہی) شمار (کرکے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے۔

ف: واضح ہو کہ رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں ہدایہ میں لکھا ہے کہ قضاء کرنے

والے کو اس کا اختیار ہے کہ چاہے تو وہ پے در پے روزہ رکھ کر قضاء روزوں کی تکمیل کرے یا متفرق اوقات میں اپنے قضاء روزوں کو پورا کرلے، لیکن مستحب یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء کو پے در پے رکھ کر ادا کرلے تاکہ جو چیز فرض ہے وہ فوری ادا ہو جائے، اگر کسی نے قضاء رمضان کے ادا کرنے میں اتنی تاخیر کی کہ دوسرا رمضان آ گیا تو اس کو چاہئے کہ موجودہ رمضان کے فرض روزوں کو پہلے پورا کرلے اور اس مہینہ میں کوئی قضاء روزہ نہ رکھے اور رمضان گزرنے کے بعد سابقہ فوت شدہ روزوں کی قضاء کرلے اور اس طرح تاخیر سے روزوں کی قضاء کرنے کی وجہ سے اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں ہے، صرف قضاء روزوں کو ادا کرلینا کافی ہے۔ 12

رمضان کے قضاء روزوں کے ادا کرنے کی تفصیل

76/2884۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے (رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضاء ادا کرنے میں اتنی) تاخیر کی کہ دوسرا رمضان آ گیا تو وہ دونوں (رمضان کے علحدہ علحدہ روزے) رکھے (اس طرح کہ پہلے موجودہ رمضان کے روزے رکھ لے، پھر اس کے بعد فوت شدہ رمضان کے روزوں کی قضاء کرے اور اس طرح تاخیر کی وجہ سے) حضرت ابراہیم نخعیؒ ایسے شخص پر کوئی فدیہ طعام لازم نہیں کرتے اس کی روایت بخاری نے تعلیقاً کی ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے (رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں جو آیت نازل فرمائی ہے، اس میں قضاء کے ساتھ) کھانے کھلانے کا ذکر نہیں فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط" یعنی رمضان کی قضاء دوسرے دنوں میں کرلو۔

فرض اور نفل روزوں کی قضاء کی تفصیل

77/2885۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (کوئی نفل) روزہ رکھے اور (اسی طرح

عورت کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ) شوہر کے گھر میں (کسی غیر مرد یا عورت کو) اس کی اجازت کے بغیر آنے دے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہیں رکھ سکتی اور شوہر کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ہر ایسے روزہ رکھنے سے منع کرے جس کو اس نے اپنے اوپر اپنی جانب سے واجب کرلیا ہے جیسے نذر کا روزہ یا کسی اور قسم کا روزہ لیکن ایسا روزہ جو اللہ تعالی کی جانب سے عورت پر فرض ہے جیسے رمضان کی قضاء کا روزہ تو اس سے شوہر اپنی بیوی کو منع نہیں کرسکتا (یہ درمختار، ردالمحتار اور بحر سے ماخوذ ہے)۔

حائضہ کو روزوں کی قضاء کا حکم

78/2886 ۔معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اے ام المومنین ! کیا بات ہے کہ حائضہ عورت روزہ کی تو قضاء کرتی ہے لیکن نماز کی قضاء نہیں کرتی ۔ام المومنین حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں) ہم کو حیض آتا تو ہم کو روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا اور نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ شارع علیہ السلام نے جو فرمایا اس کی علت پوچھنے کی ضرورت نہیں، جو فرمایا اس کو کرنا چاہئے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

میت کے قضاء روزوں کا فدیہ

79/2887 ۔نافع رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس سے ماہ رمضان کے روزے فوت ہوگئے ہوں (کہ ان کی قضاء اس پر واجب تھی) تو اس کی جانب سے (رمضان کے ہر روزہ کے بدلہ) ہر دن ایک مسکین کو (دو وقت کا) کھانا کھلایا جائے (یا ہر

روزہ کے بدلہ ایک مسکین کوایک فطرہ دیا جائے) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور جوہرنقی میں مذکور ہے کہ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے بھی مرفوعاً صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

کوئی شخص کسی کی جانب سے نہ تو روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے

80/2888۔ امام مالک رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ ان کو یہ حدیث پہونچی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کیا جاتا تھا کہ کیا کوئی شخص دوسرے کی جانب سے (فرض) روزہ رکھ سکتا ہے یا کوئی شخص کسی دوسرے کی جانب سے (فرض) نماز ادا کرسکتا ہے؟ تو حضرت ابن عمرؓ جواب دیا کرتے تھے کہ کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نہ تو (فرض) روزے رکھ سکتا ہے اور نہ (فرض) نماز ادا کرسکتا ہے۔ اس کی روایت امام مالک نے مؤطا میں کی ہے، اور امام مالک نے کہا ہے کہ میں نے کسی صحابی سے اور کسی تابعی سے مدینہ میں یہ نہیں سنا کہ جو یہ کہتا ہو کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے، اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف کے کتاب الوصایا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ کوئی شخص نہ تو کسی کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ کسی کی طرف سے نماز پڑھے (چنانچہ فتح القدیر میں مذکور ہے کہ اس بارے میں یہی آخری حکم ہے)۔

قضاء روزہ کے فدیہ کی مقدار

81/2889۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کی جانب سے نہ تو روزہ رکھے اور نہ کسی کی جانب سے نماز پڑھے بلکہ ہر دن یعنی ہر روزہ کے بدلہ (فدیہ میں) ایک ایک مُد گیہوں (یعنی نصف صاع یعنی دو کیلو ایک مسکین کو) دیدے (اسی طرح نماز کا بھی حکم ہے کہ میت کی جانب

سے ہر نماز کے بدلے میں ایک مسکین کو نصف صاع گیہوں 2 کیلو دے یا دو وقت کا کھانا کھلائے) اس حدیث کی روایت نسائی نے اپنی سنن میں کی ہے اور ابوبکر رازی نے مختصر طحاوی کی شرح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس سے رمضان کے روزے فوت ہوگئے ہوں تو ایسے شخص کی جانب سے ہر روز یعنی ہر روزہ کے بدلہ نصف صاع (2 کیلو گیہوں) ایک مسکین کو دیا جائے۔

کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا

82/2890۔ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کی جانب سے قضاء روزہ نہ رکھے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ بنی اسرائیل پ 15 ع 2 میں) کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ اس کو الجوہر النقی میں بیان کیا ہے۔

(6/95) باب صيام التطوّع

(یہ باب نفل روزوں کے بیان میں ہے)

وقول اللہ عزوجل ''وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ط'' اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (سورۂ مزمل پ 29 ع 2 میں) اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے (آخرت کا ذخیرہ بنا کر) آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہونچ کر اس سے بدرجہا بہتر اور ثواب میں بڑا اجر پاؤ گے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے

83/2891۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کبھی نفل) روزے متواتر رکھے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے کہ آپ اب (نفل) روزے نہیں چھوڑیں گے، اور اسی طرح (کبھی نفل) روزے چھوڑ دیتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفل روزے نہیں رکھیں گے (یعنی نفل روزے رکھنے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خاص عادت مبارکہ نہ تھی) اور (حضرت عائشہؓ یہ بھی فرماتی ہیں کہ) میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کسی ماہ میں بجز رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں، ہاں ماہ رمضان میں پورے روزے رکھا کرتے تھے اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماہ شعبان میں جس

قدر زائد روزے رکھتے دیکھی تھی، کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھی۔ اور ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان میں پورے مہینہ کے روزے رکھا کرتے تھے، سوائے چند دنوں کے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ان مہینوں کا بیان جن میں نفل روزے رکھنا مستحب ہے

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان کے پورے روزے رکھا کرتے تھے۔ اس بارے میں فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص شعبان کے پورے روزے رکھ کر یا ماہ رمضان کے روزوں سے ان کا اتصال کردے تو بہتر ہے، جن نفل روزوں کی ترغیب دی گئی ہے ان کی قسمیں یہ ہیں:۔

(1) ماہ محرم میں روزے رکھنا (2) ماہ رجب میں روزے رکھنا (3) ماہ شعبان میں روزے رکھنا (4) اور یوم عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ۔ لیکن مسنون یہ ہے کہ دسویں محرم کے ساتھ نویں محرم کو بھی روزہ رکھ لیا جائے۔ یہ فتاویٰ عالمگیریہ میں فتح القدیر اور ظہیریہ کے حوالہ سے لکھا ہے، اور علامہ عینی رحمۃ اللہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ شعبان میں جس قدر زیادہ روزے رکھتے ہیں اتنے کسی اور مہینہ میں نہیں رکھتے تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ شعبان میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے پاس پیش کیے جاتے ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔ 12

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ میں کچھ نہ کچھ نفل روزے رکھا کرتے تھے

84/2892۔ عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اے ام المومنین کیا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رمضان کے سوا) کسی اور مہینہ میں پورے مہینہ کے روزے رکھا کرتے تھے؟ تو (یہ سن کر) ام المومنین نے فرمایا میں نہیں جانتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے سوا کسی اور مہینہ میں پورے دنوں کے روزے رکھے ہوں لیکن کوئی مہینہ ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں آپ بالکل روزے نہ رکھتے ہوں (یعنی ہر مہینہ میں کچھ نہ کچھ روزے رکھا کرتے تھے) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری عمر تک یہی حال رہا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ماہ محرم میں نفل روزے رکھنا افضل ہے

85/2893۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ رمضان کے (روزوں کے بعد) جن روزوں کی بڑی فضیلت ہے وہ ماہ محرم الحرام کے روزے ہیں جو اللہ کا مہینہ ہے، اور فرض نمازوں کے بعد جس نماز کی فضیلت ہے وہ رات کی نماز یعنی تہجد ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ فرض نمازوں کے بعد جس نماز کی فضیلت ہے وہ رات کی نماز یعنی تہجد ہے، اس بارے میں جوھرہ اور نور الایضاح میں لکھا ہے کہ دن کی نفل نمازوں میں تہجد افضل ہے، اس لئے کہ کئی آیات اور احادیث میں تہجد کی فضیلت اور اس کی ترغیب وارد ہے جیسا کہ بحر میں مذکور ہے۔ ردالمختار میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ 12

دسویں محرم کے روزہ کی فضیلت

پہلی حدیث

86/2894۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم عاشورا کے سوا کسی اور دن کو افضل جانتے ہوئے اس میں روزہ رکھا ہو، اور اس مہینہ یعنی رمضان کے علاوہ (کسی اور

مہینہ کو افضل جانتے ہوئے) اس میں روزے رکھے ہوں ۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے کہ عاشوراء کا روزہ رکھنا مستحب ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کو واجب نہ قرار دیا جائے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ ابتداء اسلام میں جبکہ رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے یوم عاشوراء کا روزہ فرض تھالیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ مستحب ہوگیا۔مرقات اور عمدۃ القاری ۔12

دوسری حدیث

87/2895 ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے عاشوراء کے دن یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، آپ نے ان سے دریافت کیا کہ (تمہارے نزدیک یہ) کیسا دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو تو یہودیوں نے جواب دیا کہ (ہمارے پاس) یہ بڑا عظمت والا دن ہے، اسی روز اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانہ کے روزہ رکھا تھا اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ بدرجہ اولیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کریں ۔پس آپ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

عاشوراء کا روزہ رکھنا مستحب ہے

88/2896 ۔ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے اور اس کی ترغیب دلاتے اور (عاشوراء کا دن قریب آجانے پر) ہماری خبر گیری فرماتے (کہ ہم

اس کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں) پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ نے نہ تو ہم کو (عاشوراء کا روزہ رکھنے کا) حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا اور نہ اس کے بارے میں ہماری خبر گیری فرمائی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

یوم عاشوراء کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھنا مستحب ہے

89/2897۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ) عاشوراء کا روزہ رکھو اور عاشوراء کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ بھی رکھو اور (صرف عاشوراء کا روزہ رکھ کر) یہود سے مشابہت پیدا نہ کرو۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ عاشوراء کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھا جائے اور اگر صرف عاشوراء کا روزہ رکھا تو یہود کی مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہوگا اور امام احمد رحمۃ اللہ نے حدیث صدر کو اس طرح روایت کیا ہے کہ "عاشوراء کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت (اس طرح) کرو کہ عاشوراء کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔12

عرفہ کے دن حاجی اور غیر حاجی کے روزہ رکھنے کا حکم

90/2898۔ ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے (جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں) روایت ہے کہ ان کے پاس (عرفات کے میدان میں) چند آدمیوں نے عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ دار ہونے سے متعلق اختلاف کیا۔ کسی نے کہا کہ حضورؐ روزہ دار ہیں، اور کسی نے کہا کہ حضورؐ روزہ دار نہیں ہیں (یہ سن کر) میں نے ایک پیالہ دودھ حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا اور اس وقت حضورؐ

عرفات میں اپنے اونٹ پر تشریف فرما تھے، پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہیں دودھ پی لیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ رکھنا اس شخص کے لئے مستحب ہے جو حج کی حالت میں نہ ہو اور جو شخص حج کی حالت میں ہو، اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو کمزوری لاحق ہوتی ہو اور وقوف عرفہ اور اس دن کی دعاؤں میں اس کو رکاوٹ ہوتی ہو تو ایسے شخص کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے، اور بعضوں نے کہا ہے کہ حج کرنے والے کے لئے عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن یہ کراہت تنزیہی ہے کیوں کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے وہ اس دن کی اہم ترین چیز دعاؤں وغیرہ سے عاجز رہ جاتا ہے اور اس دن دعاؤں میں مشغول رہنا اہم ترین چیز ہے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔ 12

حاجی کے لئے یوم عرفہ میں روزہ رکھنے کی ممانعت

91/2899 ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حاجیوں کے لئے) عرفات کے میدان میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ان دنوں کا بیان جن میں نفل روزے رکھنا مستحب ہے

پہلی حدیث

92/2900 ۔ ام المومنین سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ چار چیزیں ایسی تھیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے (1) یوم عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ رکھنا (2) ذوالحجہ کے پہلے دہے (کے نو) روزے رکھنا۔ (3) ہر مہینہ (ایام بیض یعنی ہلالی مہینہ کی (14,13 اور 15) کے تینوں دنوں میں (روزہ رکھنا) اور نماز کے پہلے دو رکعت (سنت) کا پڑھنا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں السراج الوہاج کے حوالہ سے مذکور ہے کہ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر نویں تاریخ تک نو (9) روزے رکھنا مستحب ہے۔

دوسری حدیث

93/2901۔ بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ ذوالحجہ کے نو روزے (یعنی پہلی سے نو تک) رکھا کرتے تھے اور یوم عاشوراء کا روزہ اور ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرتے تھے جن میں پہلا روزہ دوشنبہ کا ہوتا اور دو روزے پنجشنبہ کے ہوتے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

پیر اور جمعرات کے روزوں کا استحباب اور ان کی تفصیل

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور نسائی کی ایک اور روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزوں کی تفصیل اس طرح مذکور ہے کہ دوشنبہ کے روزے سے مراد ہلالی ماہ کا نوچندی دوشنبہ یعنی پہلا دوشنبہ ہے اور پنجشنبہ کے دو روزوں سے مراد نوچندی دوشنبہ کے بعد والا پہلا اور دوسرا پنجشنبہ ہے اور نسائی کی ایک اور روایت میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزوں کی تفصیل اس طرح مذکور ہے کہ پنجشنبہ کے روزہ سے مراد ہلالی ماہ کا پہلا پنجشنبہ ہے اور دوشنبہ کے روزوں سے مراد پہلے پنجشنبہ کے بعد والا پہلا اور دوسرا دوشنبہ ہے۔ علامہ سندھی نے لکھا ہے مہینہ کے تین روزے پیر اور جمعرات میں اس طرح رکھے جائیں کہ چاہے ایک پیر اور دو جمعرات ہوں یا ایک جمعرات اور دو پیر آجائیں۔ 12

ان نفل روزوں کا بیان جن سے سال بھر کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے اور اگلے پچھلے گناہ معاف ہوتے ہیں

94/2902۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ آپ کس طرح روزہ

رکھتے ہیں؟ اس شخص کے اس طرح سوال کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آ گیا (کیونکہ اس کو سوال اس طرح کرنا چاہئے تھا کہ میں روزہ کس طرح رکھوں نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح روزہ رکھتے ہیں، اس لئے کہ حضورؐ کے بعض اعمال اسرار اور مصالح پر مشتمل ہیں جن کی امت میں تاب نہیں) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ دیکھا تو یہ کہنا شروع کیا:۔

رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نَبِیًّا، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ۝

ہم اس بات سے راضی ہیں کہ اللہ ہمارا پروردگار ہے اور اس بات سے بھی راضی ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے اور راضی ہیں اس بات سے بھی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نبی ہیں، ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسولؐ کے غضب سے۔

حضرت عمرؓ بار بار یہی کہتے رہے یہاں تک کہ حضورؐ کا غصہ جاتا رہا (جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہے) تو خود حضرت عمرؓ نے (روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کے آداب اور احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اس طرح سوال کرنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اس شخص کا کیا حال ہے جو ہر روز روزہ رکھتا ہے۔ حضورؐ نے جواب دیا ایسے شخص نے نہ تو روزہ رکھا اور نہ افطار ہی کیا (یعنی روزہ نہ رکھا) (اس لئے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے وہ روزہ کا عادی ہو جاتا ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کی وجہ سے روزہ کی مشقت باقی نہیں رہتی، اور عبادت نام ہے عادت کو توڑنے کا) حضرت عمرؓ نے پھر عرض کیا (یا رسولؐ اللہ!) اس شخص کا کیا حال ہے جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دے تو حضورؐ نے (یہ سن کر) فرمایا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن روزہ نہ رکھے تو اس کا کیا حال ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ حضرت داؤد پیغمبر علیہ السلام کا روزہ

ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن روزہ چھوڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا میں دل سے چاہتا ہوں) کہ مجھے اس کی طاقت ملے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (بطور خود مستحب روزوں کی تفصیل اس طرح ارشاد فرمائی کہ) ہر مہینہ میں تین روزے (رکھنا) خواہ وہ ایام بیض میں ہوں یا دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزے ہوں) اور رمضان کے روزے (رکھنے والے کا حکم) اس شخص کا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے (اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا '' جو ایک نیکی کرے اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح ہر مہینہ کے تین روزے گویا ثواب میں تیس روزوں کے برابر ہیں، اس کے بعد حضورؐ نے پھر فرمایا کہ) اور عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) گزرے ہوئے ایک سال کے گناہوں کو اور آنے والے ایک سال کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اور عاشوراء کے دن روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) گزرے ہوئے سال کے گناہوں کا کفارہ بنادیں گے (عرفہ کے روزہ کی فضیلت عاشوراء کے روزہ پر اس لئے ہے کہ عرفہ کا روزہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مستحب قرار دیا گیا اور عاشوراء کا روزہ شریعت موسویؑ میں تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بطور مستحب کے باقی رکھا) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ایام بیض کے روزوں کا بیان

95/2903۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں اے ابوذر! جب تم مہینہ کے تین دن کے (نفل) روزے رکھنا چاہو تو (ہلالی ماہ کی) تیرہ، چودہ اور پندرھویں (تاریخ) کو روزہ رکھ لیا کرو (ان کو ایام بیض کہتے ہیں) اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

نفل عبادتوں میں اعتدال کی تاکید

96/2904 ۔عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک روز) مجھ سے فرمایا اے عبداللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم (ہر روز) دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو، کیا یہ صحیح ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! یارسولؐ اللہ! (یہ سن کر) حضورؐ نے ارشاد فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ روزہ بھی رکھو اور روزہ ترک بھی کرو، رات کو عبادت بھی کرو، اور سویا بھی کرو۔اس لئے کہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، گویا اس نے روزہ ہی نہ رکھا۔ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا (ثواب میں) ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے،تو تم ہر مہینہ صرف تین روزے رکھ لیا کرو، اور ہر مہینہ میں ایک قرآن پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا (یارسولؐ اللہ!) مجھے اس سے زیادہ عمل کرنے کی طاقت ہے (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو تم صوم داؤدی رکھا کرو جو روزوں میں بہترین روزے ہیں اور صوم داؤدی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ چھوڑنا ہے اور سات راتوں (یعنی ایک ہفتہ میں) ایک قرآن پڑھا کرو، اور (روزوں کے رکھنے اور قرآن کے پڑھنے میں) اس سے زیادہ مشقت نہ اٹھاؤ۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے

97/2905 ۔اور ترمذی کی ایک روایت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا گویا اس نے قرآن نہیں سمجھا (کنزالدقائق میں لکھا ہے کہ کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن میں ایک قرآن ختم کر لینا چاہئے)

ایام بیض کے روزوں کے بارے میں حضورؐ کا عمل

98/2906۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام بیض کے روزے کبھی نہیں چھوڑتے تھے خواہ آپ گھر میں ہوں یا سفر پر ہوں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

دوشنبہ کے روزہ کی فضیلت

99/2907۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ دوشنبہ کے دن روزہ رکھا کرتے ہیں (اس کا کیا سبب ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں دوشنبہ ہی کو پیدا ہوا ہوں اور مجھ پر دوشنبہ ہی سے وحی نازل ہونا شروع ہوئی (اسی کے شکرانہ میں میں روزہ رکھا کرتا ہوں) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

پیر اور جمعرات کے روزے

پہلی حدیث

100/2908۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کبھی) پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

دوسری حدیث

101/2909۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (بندوں کے) اعمال (اللہ تعالی کے دربار میں) پیر اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس حالت میں پیش ہو کہ میں روزہ سے رہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

آپس میں قطع تعلق کی وعید

102/2910 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا (ہاں!) اس لئے کہ پیر اور جمعرات ایسے (فضیلت والے) دن ہیں کہ ان میں اللہ تعالی ہر مسلمان (کے گناہوں) کو بخش دیتے ہیں، بجز ان کے جو (آپس میں لڑکر) قطع تعلق کرلیں (اور اللہ تعالی مغفرت کا سوال کرنے والے فرشتہ سے) فرماتے ہیں کہ ان دونوں کو چھوڑ دو تا کہ وقتیکہ یہ آپس میں مصالحت کرلیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ستۂ شوال کی فضیلت

103/2911 ۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے مہینہ میں مزید چھ (نفل) روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال بھر کے روزے رکھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ستۂ شوال رمضان سے متصل متواتر رکھ سکتے ہیں، یا پورے مہینہ میں متفرق چھ روزے رکھ سکتے ہیں۔ 12

عید کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں

پہلی حدیث

104/2912 ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیدالفطر اور عیداضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت

میں زیاد بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اورعرض کیا کہ میں نے ایک دن روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے اور وہ دن اتفاق سے عید کے دن یعنی عید قربانی یا عید فطر کے دن آ گیا ہے (مجھے کیا کرنا چاہئے) تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے نذر پورا کرنے کا حکم دیا (لہٰذا تم اور کسی دن اس کی قضاء کرلو،اس لئے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن یعنی عید الفطر اور عید اضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

دوسری حدیث

105/2913۔ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ دو دنوں میں یعنی عید الفطر اور عید اضحیٰ میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ایام تشریق میں روزوں کی ممانعت

106/2914۔ نُبَیْشَہ ھذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ایام تشریق (یعنی 12,11 اور 13 ذوالحجہ) کھانے پینے اور اللہ کی یاد کے دن ہیں (اس لئے ان دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے) اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ممنوعہ ایام میں روزوں کی نذر درست ہے البتہ اور دنوں میں ان کی قضاء کی جائے

ف: درمختار اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایام منہیہ (ممانعت کے ایام) یعنی عید الفطر کے روز اور عید اضحیٰ اور ایام تشریق یعنی ذوالحجہ کی گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر کرے یا پورے سال بھر کے روزوں کی نذر

مانے تو قول مختار یہ ہے کہ ایسے شخص کی یہ نذر مطلقاً صحیح ہے اس لئے کہ نذر ماننا طاعت ہے لیکن اس کو چاہئے کہ ان ایام منہیہ میں روزہ رکھنے سے وجوباً پرہیز کرے تاکہ وہ معصیت سے بچ جائے اوران ممنوعہ ایام میں اس نے روزوں کی جونذر مانی تھی اورجس کی ادائی اس پر واجب ہوچکی ہے ان دنوں کے روزوں کووہ دوسرے دنوں میں قضاء کرلے، تاکہ نذر ماننے کا وجوب اس سے ساقط ہوجائے اور ممنوعہ ایام میں روزہ رکھنے کے گناہ سے بچ جائے، اسی لئے علماء احناف نے وضاحت کی ہے کہ ان ممنوعہ ایام میں روزوں کی نذرتو درست ہے مگران میں روزہ رکھنا گناہ ہےاور صدر کی مذکورہ احادیث سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔12

جمعہ کے دن منفرداً روزہ رکھنا مستحب ہے

پہلی حدیث

107/2915۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت کم دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے ہوں (یعنی آپ اکثر جمعہ کا روزہ رکھا کرتے تھے) اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہےاور ترمذی اورنسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

دوسری حدیث

108/2916۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمعہ کے دن روزہ چھوڑتے ہوئے نہیں دیکھا۔اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہےاور ابن ابی شیبہ کی دوسری روایت میں بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے۔

تیسری حدیث

109/2917۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس کسی (مسلمان) نے جمعہ

کے دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالی اس کے حق میں (ایک دن کے بدلے) دس دن کے روزہ کا ثواب) لکھ دیتے ہیں اور ان میں سے ہر دن آخرت کے دن کے برابر ہوگا (اور آخرت کے دن کی خصوصیات یہ ہیں کہ آخرت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے اور یہ دن) نہایت روشن اور چمک دار ہوتا ہے اور (دنیا کے) یہ دن (کسی طرح) آخرت کے دن کے مشابہ نہیں ہوں گے۔ (جمعہ کے ایک دن روزہ رکھنے سے دس دنوں کا جو ثواب ملے گا ان میں سے ہر دن مذکورہ بالا خصوصیات کا حامل ہوگا) اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے، اور یحیٰی نے کہا ہے کہ میں نے امام مالک کو یہ کہتے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اور میں نے کسی عالم اور فقیہ اور کسی ایسے شخص کو جس کی لوگ اقتداء کرتے ہوں جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرتے ہوئے نہیں سنا، اور امام مالک نے یہ بھی فرمایا کہ جمعہ کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے بلکہ میں نے خود اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ جمعہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کا اہتمام اور پابندی کیا کرتے تھے۔

ف: واضح ہو کہ فتاوی عالمگیری میں مذکور ہے کہ جس طرح دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ منفرداً رکھنا مستحب ہے، اسی طرح علماء احناف کے پاس جمعہ کا روزہ بھی منفرداً رکھنا مستحب ہے۔ بحر رائق میں بھی ایسا ہی مذکور ہے اور صدر کی مذکورہ حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ 12

عبادت کے لئے کسی ایک رات کو مختص کرنا ممنوع ہے

110/2918 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ اور راتوں کو چھوڑ کر صرف جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے مختص مت کیا کرو (بلکہ ہر رات کو شب بیداری رکھو اور کچھ نہ کچھ عبادت کیا کرو اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت

111/2919۔ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس کسی (مسلمان) نے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد وغیرہ میں) ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالی اس شخص کو دوزخ (کی راہ) سے ستر برس (کے فاصلہ تک) دور کردیں گے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

اللہ کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھنے کی فضیلت

112/2920۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس (کسی مسلمان) نے اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالی اس کو جہنم سے اس قدر فاصلہ تک دور کردیں گے جتنی دور تک ایک کوا اپنے بچپن سے لے کر مرنے تک اڑتا رہے (کوے سے تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ کوے کی عمر کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار سال کی ہوتی ہے) (جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔12) اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں سلمہ بن قیصر سے کی ہے۔

اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت

113/2921۔ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جس کسی (مسلمان) نے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں یا حج اور عمرہ کے دوران میں یا علم دین سیکھنے کے زمانہ میں یا خالصۃً اللہ کی خوشنودی کے لئے) (جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔12) ایک دن بھی روزہ رکھا تو اللہ تعالی اس شخص کے اور دوزخ کے درمیان اتنا فاصلہ حائل فرمادیتے ہیں جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ہفتہ کے دن منفرداً روزہ رکھنا مکروہ ہے

114/2922۔عبداللہ بن بُسر اپنی بہن صماء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ (صرف) ہفتہ کے دن (نفل) روزہ نہ رکھا کرو، سوائے اس کے کہ تم پر (ایسے روزہ کی ادائی) فرض ہو، اگر تم میں سے کسی کے پاس (کھانے کے لئے) انگور کے درخت کی چھال یا کسی درخت کی لکڑی کے سوائے اور کچھ نہ ہو تو اسی کو چبالو (اور ہفتہ کے دن، روزہ نہ رکھو تاکہ یہود سے مشابہت نہ ہو، جو ہفتہ کو مقدس سمجھ کر اس دن روزہ رکھا کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہفتہ کے دن منفرداً روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے البتہ ہفتہ کے ساتھ کسی اور دن کو ملا کر روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے) (جیسا کہ درمختار میں مذکور ہے۔12) اس حدیث کی روایت امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

جاڑوں کے روزے نعمت ہیں

115/2923۔عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جاڑوں کے روزے ٹھنڈے غنیمت ہیں (کہ روزہ دار کو موسم سرما میں پیاس اور بھوک کی مشقت کے بغیر اس طرح روزے کا ثواب مل جاتا ہے جس طرح کسی کو لڑائی اور جنگ کے بغیر مال غنیمت حاصل ہو جائے) اس حدیث کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

روزہ جسم کی زکوۃ ہے

116/2924۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ ہر چیز کی ایک زکوۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے (کہ جس طرح زکوۃ سے مال پاک ہوتا ہے اسی طرح روزہ سے بدن پاک ہوتا ہے) اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

باب (7/96)

(اس باب میں روزہ کے متفرق مسائل کا بیان ہے)

قال اللہ عزوجل ''وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ o'' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ محمد پ 26 ع 4 میں) (مسلمانو!) اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

نفل روزہ کو توڑ دیا جائے تو اس کی قضاء واجب ہے

ف: عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی (نفل) عبادت شروع کرے تو اس پر اس بات کی تکمیل واجب ہوجاتی ہے اس لئے کہ اس نے اس کو شروع کیا ہے اگر اس نے اس عبادت کی تکمیل نہیں کی تو گویا اس نے اس عمل اور عبادت کو باطل کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ'' ''تم اپنے اعمال کو (ادھورا رکھ کر) باطل نہ کرو''۔ چنانچہ اگر کوئی شخص نفل روزہ رکھ کر کسی وجہ سے اس کو توڑ دے تو اس پر دوسرے دنوں میں اس روزہ کی قضاء واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے اور اس باب میں ان احادیث کا ذکر ہے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل روزہ رکھ کر کسی وجہ سے توڑ دیا جائے تو اس کی قضاء واجب ہے۔12

وقال تعالیٰ ''وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ج'' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۃ الحدید پ 27 ع 4 میں) اور انہوں نے رہبانیت (یعنی ترک اختلاط، ترک نکاح اور ترک لذات) کو خود اپنی طرف سے ایجاد کرلیا جس کو ہم نے ان پر واجب نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے حق تعالیٰ کی رضاء کے واسطے اس کو اختیار کیا تھا پھر انہوں نے اس رہبانیت) کی پوری رعایت نہیں کی (یعنی اس کا اہتمام نہ کیا)۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ آیت مذکورہ ان عیسائی راہبوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے اللہ تعالی کی رضاء کے لئے کسی عمل کو اپنے طور سے خود پر لازم کرلیا اور اس کو پورا نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کو باطل ہونے سے بچانا واجب ہے۔یعنی کسی نفل عبادت کو جب اپنے اوپر فرض کرلیں تو اس کو پورا کرنا واجب ہے، ادھورا چھوڑنے سے وہ عبادت باطل ہوجاتی ہے جس پر وعید وارد ہوئی ہے لہذا نفل روزہ کو شروع کرکے کسی وجہ سے توڑ دیں تو اس کی قضاء واجب ہوگی تاکہ عمل باطل نہ ہو۔12

بدعت حسنہ کی دلیل اور اس پر ثواب

واضح ہو کہ آیت مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنی طور سے کسی عبادت کو اللہ تعالی کی رضاء کے واسطے اپنے اوپر واجب کرلینا بدعت حسنہ ہے، جس پر ثواب ملتا ہے جیسے قرآن کریم کے پارے اور رکوع مقرر کرنا، علم حدیث اور فقہ مرتب کرنا اور میلاد شریف اور بزرگوں کی فاتحہ کی محفلیں قائم کرنا وغیرہ۔ البتہ بدعت حسنہ ایجاد کرکے اسے نہ نبھانا برا ہے جس پر عتاب فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ ہمارے دین میں رہبانیت یعنی ترک دنیا منع ہے۔12

نفل روزہ کو توڑ دیا جائے تو اس کی قضاء واجب ہے

پہلی حدیث

117/2925۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمائے کہ کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے؟ ہم نے کہا کچھ نہیں ہے (یارسولؐ اللہ!) (یہ سن کر) حضورؐ نے ارشاد فرمایا اگر ایسا ہے تو میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔اسی طرح آپ ہمارے پاس کسی اور دن تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یارسولؐ اللہ! ہمارے پاس حَیس (ایک قسم کا کھانا جو کھجور، گھی اور ستو سے بنایا جاتا ہے) تحفۃً بھیجا

گیا ہے آپ نے فرمایا (اچھا) مجھے دکھاؤ تو اس لئے کہ میں نے آج صبح روزہ کی نیت کرلی تھی (جب اس کھانے کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا) تو آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور شمنی نے کہا ہے کہ نسائی نے اس حدیث کو اس اضافہ کے ساتھ روایت ہے کہ (حضورؐ نے فرمایا اب میں یہ کھا کر روزہ توڑ رہا ہوں) لیکن اس روزہ کے کی بجائے کسی اور دن روزہ رکھ لوں گا اور علامہ عبدالحق نے نسائی کے اس اضافہ کو صحیح قرار دیا ہے اور مرقات اور بنایہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

ف (1): اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "فَاِنِّیْ اِذاً صَائِم" (اچھا تو اب میں روزہ رکھ لیتا ہوں) اس ارشاد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفل روزہ کی نیت دن میں کرنا جائز ہے جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے اور درمختار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ 12

ف (2): اس حدیث شریف میں یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی نیت کرلینے کے بعد "حَیس" کو تناول فرمایا۔ اس بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے نفل روزہ شروع کرلیا ہو تو بلا عذر نفل روزہ کو نہ توڑے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ نفل روزہ کو توڑنا اس شرط سے جائز ہے کہ وہ اس نفل روزہ کو قضاء کرنے کی نیت کرلے اور کمال اور تاج الشریعۃ اور صدر الشریعۃ نے وقایہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ 12

دوسری حدیث

118/2926 ۔ زھری حضرت عروہ سے اور حضرت عروہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں اور حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہما دونوں (نفل) روزہ سے تھے کہ ہمارے سامنے ایسا کھانا لایا گیا جس کی خوشبو سے ہماری اشتہاء بڑھ گئی تو ہم نے اس میں سے کھالیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے حضرت حفصہ نے مجھ پر سبقت کرکے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آج ہم دونوں (نفل) روزہ سے تھے کہ ہمارے سامنے ایسا کھانا لایا

گیا جس کی خوشبو سے ہماری اشتہاء بڑھ گئی اور ہم نے اس کو کھا لیا (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم دونوں اس روزہ کی قضاء کسی اور دن کرلو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے اسی حدیث کی زمیل مولی عروۃ سے اسی طرح روایت کی ہے اور امام محمد نے امام مالک کے واسطے سے زہری سے اسی حدیث کی روایت کی ہے اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں کہ اگر کسی نے نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا ہو تو اس پر اس روزہ کی قضاء واجب ہے۔ اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور ہمارے سلف صالحین حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، اور حضرت ابن عباس حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور حضرت حسن بصری اور حضرت سعید بن جبیر اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے اور ترمذی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل علم اصحاب اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اسی حدیث کو اختیار کیا ہے اور ان حضرات نے اس شخص پر جو نفل روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس کی قضاء واجب قرار دی ہے اور یہی قول امام مالک بن انس رحمۃ اللہ کا بھی ہے۔

تیسری حدیث

119/2927۔ مزنی امام شافعی سے اور امام شافعی سفیان سے اور سفیان طلحہ بن یحییٰ اور طلحہ بن یحییٰ اپنی پھوپھی عائشہ بنت طلحہ سے اور عائشہ بنت طلحہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! ہم نے آپ ہی کے لئے حیس اٹھا کر رکھا ہے (یہ سن کر) حضورؐ نے فرمایا میں نے (نفل) روزہ کی نیت کرلی تھی اچھا اس کو لے آؤ (اس کو کھا لیتا ہوں)

اور آج کے روزہ کے بدلہ کسی دن اس کی قضاء کرلوں گا۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور صاحب العرف الشذی نے کہا ہے کہ اس کی سند نہایت صحیح ہے اور بیہقی نے بھی اس حدیث کی اپنی سنن کبیر اور المعرفۃ میں ان ہی اسناد سے روایت کی ہے جیسا کہ امام طحاوی نے روایت کی ہے اور نسائی نے بھی اس کی روایت کبریٰ میں اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اس کی روایت کی ہے۔

چوتھی حدیث

120/2928۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک روز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو اس وقت دونوں روزے سے تھیں پھر آپ باہر تشریف لے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر جب واپس (دوبارہ گھر) لوٹے تو ملاحظہ فرمائے کہ دونوں کھانا کھا رہی ہیں (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا کہ تم دونوں (آج) روزہ سے نہ تھیں، دونوں نے جواب دیا کیوں نہیں (ہم دونوں روزہ سے تھیں) لیکن ہم کو یہ کھانا جو تحفۃً آ گیا تھا پسند آ گیا اور ہم نے اس کو کھالیا (یہ سن کر) آپ نے دونوں سے ارشاد فرمایا آج کے روزہ کے بدلہ کسی اور دن روزہ رکھ لو۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

پانچویں حدیث

121/2929۔ انس بن سیرین رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن روزہ رکھ لیا، اس سے ان کو سخت پیاس ہونے لگی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے روزہ توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے صحابہ سے دریافت کیا تو سب نے ان کو یہی حکم دیا کہ آج کے (اس) روزہ کے بدلہ کسی اور دن قضاء کرلیں۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور صاحب الجوھر النقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی

سند شیخین یعنی بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے اور امام طحاوی نے بھی اس حدیث کی اسی طرح روایت کی ہے۔

چھٹی حدیث

122/2930 ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک دن) اپنے شاگردوں کو اطلاع دی کہ وہ آج روزہ سے ہیں، جب وہ گھر سے نکلے تو ایسی حالت میں نکلے کہ سر سے پانی ٹپک رہا تھا (یہ دیکھ کر) ان کے شاگردوں نے پوچھا کیا آپ آج روزہ سے نہ تھے، حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں آج میں روزہ سے تھا لیکن میری ایک باندی جو بہت خوب صورت ہے میرے سامنے سے گزری جو مجھے پسند خاطر ہوئی اور میں نے اس سے جماع کرلیا اور میں آج روزہ کی قضاء کسی اور دن کرلوں گا۔اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ساتویں حدیث

123/2931 ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے کھانا تیار کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دعوت دی، جب کھانا سامنے آیا تو ایک صحابی ہٹ کر ایک جانب ہوگئے تو حضورؐ نے ان سے دریافت کیا تم (کیوں ہٹ گئے) کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا (یا رسولؐ اللہ) آج میں روزہ سے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے بھائی نے تمہارے لئے تکلیف اٹھاکر (کھانا) تیار کیا ہے اور تم کہتے ہو کہ میں روزہ سے ہوں (آج تو) کھالو اور اس کے بدلہ کسی اور دن قضاء کرلو۔ اس کی روایت دارقطنی اور طیالسی نے کی ہے۔

اگر بحالت روزہ کھانا پیش کیا جائے اور نفل روزہ نہ توڑنا چاہیں تو صاحب خانہ کے گھر میں نفل نماز پڑھ کر دعاء کریں

پہلی حدیث

124/2932۔ بخاری کی ایک اور روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا تو حضورؐ نے فرمایا گھی کو مشکیزہ میں اور کھجور کو اس کے برتن میں رکھ دو، میں آج روزہ سے ہوں، پھر حضور گھر کے ایک گوشہ میں تشریف لے گئے اور نفل نماز پڑھی اور ام سلیم اور ان کے گھر والوں کے لئے دعا فرمائی۔

دوسری حدیث

125/2933۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کو تم میں سے کھانے پر بلایا جائے اور تم روزے سے ہو (اور روزہ توڑنا نہ چاہتے ہو تو کہہ دو کہ میں روزہ سے ہوں۔

126/2934۔ اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اس کو قبول کرلے، اگر روزہ سے ہو (اور روزہ توڑنا نہ چاہتے ہو) تو (اس کے گھر میں نفل) نماز پڑھ کر (دعا کردو) اور اگر روزہ سے نہ ہو تو کھانا کھالے۔

ف: ردالمحتار میں نفل روزہ کو توڑنے کے بارے میں حسب ذیل شرائط مذکور ہیں:۔

نفل روزہ توڑنے کے شرائط

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ ضیافت مہمان اور میزبان دونوں کے لئے نفل روزہ کوتوڑنے کے لئے عذر ہے جبکہ میزبان مہمان کے کھانا کھائے بغیر راضی نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں مہمان نفل روزہ توڑ سکتا ہے اور اسی طرح اگر مہمان میزبان جو روزہ سے ہو اس کو کھانے میں ساتھ لئے بغیر کھانے پر راضی نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں میزبان بھی اپنا نفل روزہ توڑ سکتا ہے اور اگر روزہ توڑے بغیر مہمان یا میزبان راضی ہو جاتا ہو تو میزبان اور مہمان دونوں کو چاہئے کہ نفل روزہ نہ توڑیں یہ بھی واضح رہے کہ عذر کی بناء پر نفل روزہ زوال سے پہلے توڑا جا سکتا ہے اور زوال کے بعد ایسے عذر کی بناء پر نفل روزہ نہ توڑے، اور کسی وجہ سے بھی نفل روزہ توڑنا اس وقت صحیح ہے جبکہ توڑنے والے اس روزہ کے قضاء کی نیت رکھتا ہو اور یہی مذہب حنفی ہے۔12

روزہ دار کے سامنے جب تک کھانا کھایا جائے تو فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں

پہلی حدیث

127/2935۔ ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) ان کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا منگوایا۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ تو انھوں نے عرض کیا (یا رسول اللہ!) میں روزہ سے ہوں تو (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے کہ روزہ دار کے سامنے جب کھانا کھایا جائے تو فرشتہ (اس روزہ دار) پر اس وقت تک رحمت بھیجتے ہیں جب تک وہ (کھانے والے کھانے سے) فارغ نہ ہو جائیں۔ اس کی روایت

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

دوسری حدیث

128/2936۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ (ایک دفعہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب کہ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت بلال کو دیکھ کر) فرمایا آؤ بلال کھانا کھالو، حضرت بلال نے عرض کیا یارسول اللہ! میں روزہ سے ہوں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم تو اپنا رزق کھاتے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں ہے (پھر حضرت بلال سے مخاطب ہوکر حضورؐ ارشاد فرمائے) بلال کیا تم جانتے ہو کہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے (یعنی روزے دار کے لئے) اس وقت تک مغفرت کی دعا کرتے ہیں، جب تک کہ اس کے سامنے کھانا کھایا جاتا رہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

(8/97) بابُ لیلۃ القدر

یہ باب شب قدر (کی فضیلت) کے بیان میں ہے۔

وقول اللہ عزوجل ''اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۝ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۝ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ وقف هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۝ اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (پ 30 سورۃ القدر میں) بیشک ہم نے اس کو یعنی قرآن کو شب قدر (جیسی برکت والی رات) میں (لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر) اتارا ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے) اس رات میں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبریل علیہ السلام) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر (زمین کی طرف) اترتے ہیں (اور وہ شب) سراپا سلام ہے (یعنے فرشتے اس رات میں عبادت کرنے والوں کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں) اور وہ شب (اسی خیر و برکت کی صفت کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے۔

شب قدر رمضان میں ہوا کرتی ہے

129/2937۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا گیا اور میں اس وقت یہ

سن رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ شب قدر ہر سال رمضان میں ہوا کرتی ہے۔اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابوداود نے بھی موقوفاً روایت کی ہے اور ابوداود نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث کی روایت سفیان اور شعبہ نے ابواسحاق سے موقوعاً حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے۔

ف: شرح معانی الآثار میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر کبھی رمضان کے ابتداء میں اور کبھی درمیان میں اور کبھی آخری حصہ میں بھی آتی ہے اور ابن الملک نے کہا ہے کہ شب قدر رمضان کے آخری دہے سے مختص نہیں بلکہ وہ رمضان کی ہر رات میں ہوسکتی ہے اور درمختار میں بھی لکھا ہے کہ شب قدر تمام رمضان میں دائر ہے۔12

رمضان میں جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کو شب قدر مل جاتی ہے

130/2938۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ابتداء رمضان سے آخر رمضان تک نماز جماعت سے ادا کرے تو اس کو شب قدر کا کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے گا۔اس کی روایت خطیب نے کی ہے۔

رمضان میں مغرب اور عشاء جماعت سے پڑھنے والے کو شب قدر مل جاتی ہے

131/2939۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص پورے رمضان میں مغرب اور عشاء جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اس کو شب قدر کا بڑا حصہ مل جاتا ہے۔اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

رمضان میں عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے والے کو شب قدر مل جاتی ہے

132/2940۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جو شخص رمضان میں نماز عشاء جماعت سے ادا کرے تو اس کو شب قدر مل جاتی ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے اور طبرانی نے بھی اس کی روایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کی ہے۔

دو مسلمانوں کے جھگڑے کی وجہ سے شب قدر کا تعین اٹھالیا گیا

133/2941۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس رات کو (یعنی شب قدر کو) رمضان میں دیکھا لیکن جب دو آدمیوں نے آپس میں جھگڑا کیا (تو میں اس جھگڑے کو چکانے میں مشغول ہوگیا تو شب قدر کا تعین مجھ سے) اٹھالیا گیا۔ اس کی روایت امام مالک، امام شافعی اور امام ابوعوانۃ نے کی ہے۔

ہر رات عبادت کرنے والے کو شب قدر مل جاتی ہے

134/2942۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر کی راتوں کو عبادت اور نوافل میں گذارتا ہے تو وہ لیلۃ القدر کو پالے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابوداود، ترمذی، نسائی اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں اور دارقطنی نے الافراد کی ہے اور ابن حبان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے

135/2943۔ اور طحاوی کی ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ جس کسی شخص نے سال بھر کی راتوں کو عبادت میں گذارا تو اس نے لیلۃ القدر کو پالیا

136/2944 ۔اور مسلم کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (لیلۃ القدر کی علامتوں کے بارے میں) مروی ہے کہ اس رات (یعنی شب قدر کے بعد جو دن آتا ہے اس میں) آفتاب ایسی حالت میں طلوع ہوتا ہے کہ اس کی شعاعیں تیز نہیں ہوتیں۔

شب قدر تمام سال کی راتوں میں دورہ کرتی ہے

ف: صدر کی حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جو شخص سال بھر کی راتوں کو عبادت اور نوافل میں گذارتا ہو تو اس کو شب قدر مل جاتی ہے، اس بارے میں ردالمحتار میں مذکور ہے کہ بحر میں خانیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ سے مشہور روایت یہی ہے کہ شب قدر پورے سال میں دورہ کرتی ہے کبھی رمضان میں آتی ہے اور کبھی غیر رمضان میں۔ اور قاضی خاں میں بھی یہی لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے مشہور روایت یہی ہے کہ شب قدر پورے سال میں دورہ کرتی ہے اور عمدۃ القاری نے حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہم کے اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے کہ شب قدر پورے سال میں دورہ کرتی ہے اور فتوحات مکیۃ میں حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ انھوں نے شب قدر کو رمضان اور غیر رمضان میں بھی پایا ہے اور مسّوی میں محلّی کے حوالہ سے مذکور ہے کہ مزنی اور ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ شب قدر پورے سال کی راتوں میں دورہ کرتی ہے اور یہ کہ اس توضیح سے سارے احادیث میں توافق پیدا ہو جاتا ہے اور عالمگیریہ میں مذکور ہے کہ شب قدر کی جستجو کرنا مستحب ہے۔ 12

رمضان کے آخری دہے میں عبادت میں مشقت اٹھانا مستحب ہے

پہلی حدیث

137/2945 ۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رمضان کے) آخری دہے میں عبادت کرنے میں جس قدر مشقت اٹھاتے تھے، اتنی مشقت دوسرے دنوں میں نہیں اٹھاتے

تھے (تا کہ رمضان المبارک کے آخری دہے کے برکات کو حاصل فرمالیں) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

دوسری حدیث

138/2946۔ام المومنین حضرعائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کا جب آخری دہا شروع ہوجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمر بستہ ہوکر (ہمیشہ سے زائد) عبادت میں مشغول ہوجاتے اور شب بیدار رہتے (اور نوافل، ذکرالٰہی اور تلاوت قرآن فرماتے رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی (ان راتوں میں) جگادیتے (تا کہ وہ بھی شب بیدار رہ کر آخری دہے کی برکتیں حاصل کریں) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

شب قدر کی دعاء

139/2947۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر مجھے شب قدر مل جائے تو اس میں میں کیا دعاء پڑھوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ دعاء پڑھو:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ ○

اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی (معاف کرنے) کو پسند کرتے ہیں۔پس آپ مجھے معاف فرمادیجئے۔

اس کی روایت امام احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

شب قدر میں عبادت کرنے سے اور عید کے دن دعاء مانگنے سے بخشش ہوتی ہے

140/2948۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کو لے کر (زمین پر) اترتے ہیں اور ہر اس بندہ پر جو کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر اللہ کی یاد (اور عبادت) میں مشغول رہتا ہو، دعائے مغفرت کرتے ہیں، پھر جب مسلمانوں کی عید یعنی عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالی اپنے ان (عبادت گزار بندوں کی وجہ) سے فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! اس مزدور کی کیا اجرت ہے جو اپنا کام پورا کردے، تو فرشتے عرض کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! (سنو!) میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے اس فریضہ کو پورا کیا ہے جس کو میں ان پر فرض کیا تھا، پھر جب مسلمان دعاء کرتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) جاتے ہیں تو اللہ تعالی فرماتے ہیں میری عزت کی اور عظمت کی، بخشش کی اور عظمت اور بلندی کی قسم میں ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کرونگا۔ پھر اللہ تعالی (اپنے ان بندوں سے) فرماتے ہیں (اے میرے بندو! اپنے گھروں کو) لوٹ جاؤ، میں نے تم کو بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا (یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا کہ وہ (مسلمان) ایسی حالت میں (عیدگاہ سے اپنے گھروں کو) لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

(9/98) باب الاعتکاف

اس باب میں اعتکاف کا بیان ہے

وقول اللہ عزوجل ''وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ط'' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (پ 2 سورۂ بقرہ ع 23 میں) اور اپنی بیبیوں کے بدن سے اپنا بدن بھی (شہوت کے ساتھ) نہ ملنے دو، جس زمانہ میں تم مسجدوں میں اعتکاف کرتے ہو۔

ف: اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ اپنے کو ٹھیرنے کا پابند بنالینا ہے اور شرع میں عبادت کی نیت سے روزہ کی حالت میں مسجد میں شب و روز رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:۔ (1) واجب، (2) سنت اور (3) نفل۔ واجب اعتکاف یہ ہے کہ کوئی شخص اعتکاف کرنے کی نذر مانے اور اس کو اپنے اوپر واجب کرلے۔ سنت اعتکاف یہ ہے کہ رمضان کے آخری دہے میں مسجد میں معتکف رہے اور یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر کوئی شخص بھی محلہ کی مسجد میں معتکف نہ رہے تو سب گنہگار رہوں گے۔ اور ان دنوں کے سوا جب بھی مسجد میں ٹھیر جائے تو یہ مستحب اعتکاف ہے اور اس کی مقدار کم سے کم ایک ساعت ہے اور مستحب اعتکاف میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ رکھ لے اور اگر ایک دن ایک نفل اعتکاف کرے تو مناسب یہ ہے کہ روزہ بھی رکھ لے۔

اعتکاف صرف ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں پانچوں وقت جماعت سے نماز کا اہتمام ہو اور افضل اعتکاف مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ میں اعتکاف کرنا ہے، پھر اس کے بعد مسجد نبوی کا اعتکاف افضل ہے، جو واجب اعتکاف غیر رمضان میں ہو، اس میں بھی روزہ شرط ہے، معتکف کو کسی وقت بھی مسجد سے باہر نکلنا درست نہیں البتہ جو کام ناگریز ہوں جیسے پیشاب، پاخانہ یا مجبوری کی صورت میں کھانا لانے کے لئے گھر جانا یا جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے جانا درست ہے لیکن گھر میں یا راستہ میں ٹھیرنا درست نہیں۔

اگر عورت اعتکاف کرنا چاہے تو گھر میں جو جگہ اس کے نماز پڑھنے کی ہے اسی جگہ اعتکاف کرنا بھی درست ہے اور اعتکاف کی حالت میں حیض یا نفاس آ جائے تو اعتکاف چھوڑ دے۔

اعتکاف کی حالت میں جماع اور عورت سے بوس وکنار بھی جائز نہیں ہے۔12 (ہدایہ، عالمگیریہ، ردالمختار، بیان القرآن)

اعتکاف ایسی مسجد میں درست ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو

پہلی حدیث

141/2949۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف ایسی مسجد ہی میں جائز ہے جس میں (پنج وقتہ نماز) باجماعت ہوتی ہو۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے اپنے اپنے مصنف میں کی ہے اور طبرانی نے بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

دوسری حدیث

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر ایسی مسجد کہ جس میں امام اور مؤذن مقرر ہوں وہ اعتکاف درست ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ ہے

142/2950۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کو وفات دی، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے (اپنے اپنے گھروں میں) اعتکاف کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

عورتیں اپنے گھروں کی مسجد میں اعتکاف کریں

پہلی حدیث

143/2951 ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی ان نئی نئی چالوں کو دیکھ لیتے جن کو انھوں نے حضورؐ کے بعد اختیار کیا ہے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

144/2952 ۔ اور ابن عبدالبر نے تمہید میں اپنی سند سے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت کے لباس پہن کر مسجد میں آنے سے اور مسجدوں میں ناز وانداز سے چلنے سے منع کرو، اس لئے کہ بنی اسرائیل پر اسی وقت لعنت ہوئی جب کہ ان کی عورتیں زیب وزینت کا لباس پہن کر مسجدوں میں آنے لگیں اور مرد مسجدوں میں اتراتے ہوئے چلنے لگے (مردوں اور عورتوں کا ایک جگہ جمع ہونا فتنہ کا سبب ہوتا ہے، اس لئے عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف کریں۔

اعتکاف کے مسائل

ف (1): اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اس بارے میں البذل المجہود میں لکھا ہے کہ معتکف دس راتوں کی تکمیل کے لئے بیسویں رمضان کو غروب آفتاب سے قبل اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اور چاروں ائمہ کا یہی مذہب ہے۔12

ف (2): اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آخری دہے کا اعتکاف منسوخ نہیں ہوا بلکہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور حدیث شریف میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضورؐ

کے بعد حضور کی ازاوج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف کا حکم حضورؐ کے بعد بھی باقی رہا اور اعتکاف عورتوں کے لئے بھی سنت ہے لیکن عورتیں اپنے گھروں کی مسجد میں اعتکاف کریں۔(عمدۃ القاری، فتح القدیر، عنایہ)12

دوسری حدیث

145/2953۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کے لئے کمرہ میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کے لئے تہہ خانہ میں نماز پڑھنا کمرہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے (اور اسی طرح جہاں وہ نماز پڑھتی ہے وہیں اس کو اعتکاف بھی کرنا چاہئے) اس حدیث کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

رمضان میں حضورؐ کی سخاوت اور اعتکاف میں قرآن پڑھنے کا بیان

146/2954۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے اور لوگوں کو نفع پہونچانے کے اعتبار سے) تمام لوگوں میں زیادہ سخی تھے، خصوصاً ماہ رمضان میں تو حضورؐ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی۔ حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رمضان کی ہر رات کو ملاقات فرمایا کرتے تھے اور حضورؐ ان کے سامنے قرآن پڑھتے۔ پس حضرت جبریلؑ سے جب آپ کی ملاقات ہوتی تو آپ (بارش برسانے والی) ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے (اور یہ عموماً رمضان کے آخری دہے میں ہوتا جب کہ آپ اعتکاف فرماتے تھے) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

رمضان میں حضورؐ کا اعتکاف کرنے اور قرآن کے دور کرنے کا بیان

147/2955۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہر سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا جاتا تھا (یعنی رمضان

میں حضرت جبریل علیہ السلام حضورؐ کو اور حضورؐ حضرت جبریلؑ کو پورا قرآن سنایا کرتے تھے۔ اور جس سال حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات ہوئی، اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (اس سال کے رمضان میں) دو دفعہ قرآن کا دور ہوا اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہر سال (رمضان میں) دس دن اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال حضورؐ کی وفات ہوئی (اس سال کے رمضان میں) آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہر سال) رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، حضورؐ ایک سال (کسی وجہ سے) اعتکاف نہ فرما سکے تو جب آئندہ سال (کا رمضان) آیا تو آپ نے اس میں بیس دن اعتکاف فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: صدر کی حدیث جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے سال رمضان میں بیس دن اعتکاف فرمایا اور اس میں دو دفعہ قرآن کا دور ہوا۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے کہا ہے کہ ہر انسان کو چاہئے کہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اعمال صالحہ زیادہ کرے تاکہ اللہ تعالی سے سرخروئی کے ساتھ مل سکے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر عشرہ میں قرآن کا ایک دور ختم کرنا چاہئے۔ اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضورؐ نے اپنی وفات کے سال رمضان میں بیس دن جو اعتکاف فرمایا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ نے اس سے قبل کے رمضان میں حالت سفر میں ہونے کی وجہ سے اعتکاف نہ کیا ہو اور درمختار میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نوافل کی بھی قضاء کرنی چاہئے اور یہ کہ فرض کی قضاء فرض، واجب کی قضاء واجب اور نفل کی قضاء نفل ہے۔ 12

معتکف کس ضرورت سے مسجد کے باہر نکل سکتا ہے

148/2956۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو مسجد میں سے (بیٹھے بیٹھے میرے حجرہ میں جو مسجد سے متصل تھا) میری طرف سر جھکا دیتے اور میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانی حاجت یعنی پیشاب، پاخانہ کے سوا (اعتکاف کی حالت میں) گھر تشریف نہیں لاتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں محیط کے حوالہ سے لکھا ہے کہ معتکف کے لئے منجملہ اور عذروں کے جس کی وجہ سے وہ مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، یہ بھی ہے کہ وہ پیشاب، یا پاخانہ، یا نماز جمعہ کی ادائی کے لئے مسجد سے باہر نکلے اور اس کے لئے اس میں بھی حرج نہیں ہے کہ وہ مسجد کو واپس ہوتے ہوئے اپنے گھروں کے اندر جائے اور اسی طرح وضو سے فارغ ہو کر گھر کے اندر سے گزرتا ہوا جائے، البتہ اگر وہ گھر میں ٹھیر جائے تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اگر وہ گھر میں سے گزرتا ہوا تھوڑی دیر کے لئے بھی ٹھیر جائے تو اس کا اعتکاف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے پاس فاسد ہو جائے گا۔ 12

اعتکاف کی نذر پورا کرنے کا بیان

149/2957۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے طائف سے واپسی کے بعد مقام جعرانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک دن اعتکاف کروں گا اب (اس بارے میں) حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ (یہ سن کر) حضورؐ نے ارشاد فرمایا جاؤ اور ایک دن کا اعتکاف کر لو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے

150/2958۔ اور مسلم کی دوسری روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین سے واپس ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی نذر کے بارے میں دریافت کیا جس کو انھوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے (کعبۃ اللہ میں) ایک دن

اعتکاف کرنے کے لئے کی تھی۔ ماقی حدیث کی روایت سابقہ روایت کی طرح ہے

151/2959۔ اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس پر واجب کرلیا تھا کہ وہ ایک دن کا اعتکاف کریں گے

152/2960۔ اور ابوداؤد، نسائی اور طبرانی کی روایتوں میں یہ اضافہ ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو یہ جواب دیا کہ) اعتکاف کرو اور (اس دن) روزہ بھی رکھو۔

153/2961۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ وہ اعتکاف کریں اور (اس دن) روزہ بھی رکھیں۔

ف: احادیث مذکورہ میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انھوں نے اسلام لانے سے پہلے کعبۃ اللہ میں ایک دن اعتکاف کرنے کی جو نذر مانی تھی اس کو پورا کریں، اس بارے میں عمدۃ القاری اور مرقات میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم بطور استحباب کے تھا وجوب کے طور پر نہیں، اس لئے کہ کفر کی حالت میں جو نذر مانی جائے وہ اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے نہیں ہوتی بلکہ جن باطل معبودوں کی کافر عبادت کرتا ہے انہی کی رضا جوئی کے لئے ہوتی ہے، اس لئے مسلمان ہونے کے بعد ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ نذر اسلامی احکام کے مغائر نہ ہو اسکا پورا کرنا مستحب ہے اور امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد، امام مالک، امام ابراہیم نخعی، امام ثوری کا یہی قول ہے اور امام شافعی سے بھی ایک قول اسی طرح مروی ہے اور امام احمد سے بھی ایک روایت اسی طرح آئی ہے۔ 12

معتکف کے لئے بیمار پرسی اور نماز جنازہ میں شرکت کس صورت میں جائز ہے

پہلی حدیث

154/2962۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ

فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کی حالت میں (جب حاجت انسانی کے لئے باہر نکلتے تو) بیمار کی عیادت اس طرح فرماتے کہ ٹھیرے بغیر مزاج پرسی کرتے ہوئے گزر جاتے تھے (وہاں ٹھیرتے نہیں تھے) اس حدیث کی روایت ابوداود اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

دوسری حدیث

155/2963 ۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ معتکف کے لئے لازم ہے کہ وہ (ارادۃً) کسی مریض کی عیادت کے لئے اور نماز جنازہ کے لئے باہر نہ نکلے اور (شہوت کے ساتھ) وہ عورت کو نہ چھوئے اور نہ مباشرت کرے اور معتکف کسی ناگریز ضرورت (جیسے پیشاب، پاخانہ) کے بغیر (اعتکاف گاہ سے) نہ نکلے اور بغیر روزہ کے اعتکاف درست نہیں اور اعتکاف اسی مسجد میں درست ہے جس میں (پانچوں وقت کی نمازیں) جماعت سے ہوتی ہوں۔اس کی روایت ابو داود نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ معتکف کسی بیمار کی عیادت اور نماز جنازہ کے لئے باہر نہ نکلے، اس لئے کہ بیمار کی عیادت فرض نہیں ہے بلکہ بیمار پرسی فضائل اعمال میں داخل ہے اور اسی طرح نماز جنازہ فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے کہ معتکف کے سوا دوسروں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو نماز جنازہ معتکف سے بھی ساقط ہو جاتی ہے، البتہ معتکف ضرورت انسانی جیسے پیشاب، پاخانہ یا نماز جمعہ کے لئے باہر نکلے اور ضمناً بغیر ٹھیرے ہوئے بیمار کی مزاج پرسی کرے یا نماز جنازہ میں شریک ہو جائے تو اس کے لئے یہ درست ہے جیسا کہ ابذل المجہود اور بحر رائق میں مذکور ہے اور ائمہ اربعہ کے پاس یہ ہے کہ اگر معتکف حاجت انسانی یعنی بول و براز کے لئے نکلے اور اتفاقاً چلتے چلتے کسی مریض کی بیمار پرسی کر لے یا نماز جنازہ میں شرکت کر لے اور اپنے راستہ سے نہ ہٹے اور نماز جنازہ کی ادائی کے بعد بالکل نہ ٹھیرے اور فوراً واپس ہو جائے تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوگا ورنہ اعتکاف

باطل ہو جائے گا جیسا کہ مرقات نے طیبی کے حوالے سے لکھا ہے۔

معتکف کو مسجد میں بستر بچھانا جائز ہے

156/2964۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو آپ کے لئے (مسجد میں) فرش بچھا دیا جاتا یا ستون توبہ کے پاس آپ کی چارپائی بچھادی جاتی تھی (ستون توبہ مسجد نبوی کا وہ ستون ہے جس سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو باندھ لیا تھا جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھول دیا) اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

معتکف اعتکاف کی وجہ سے جو نیکیاں نہیں کرسکتا اُن کا ثواب اس کو مل جاتا ہے

157/2965۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ معتکف اعتکاف کی حالت میں گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اعتکاف کرنے کی وجہ سے جو نیکیاں (مثلاً بیمار کی عیادت اور نماز جنازہ میں شرکت وغیرہ) اس سے رہ جاتی ہیں ان کا ثواب (بغیر عمل کے) اسی طرح اس کے لئے (نامۂ اعمال میں) لکھا جاتا ہے جس طرح ان نیکیوں کے کرنے والے کے لئے لکھا جاتا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

خاتمة الطبع

الحمدللہ کہ توفیق الٰہی سے آج بتاریخ 12 ربیع الاول 1389 ھ یوم دوشنبہ مطابق 31 مارچ 1969ء زجاجۃ المصابیح کے اردو ترجمہ مسمّی بہ نور المصابیح کا پانچواں حصہ کتاب الزکوٰۃ سے شروع ہوکر باب الاعتکاف پر ضروری تشریحات اور مباحث کے ساتھ مکمل ہوا جو ہدیۂ ناظرین کرام ہے، اس حصہ پر زجاجۃ المصابیح (عربی) جلد اول ختم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی افادیت کو عام فرمائے اور مترجم اور معاونین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور اس کام کے نگران اور سرپرست مولانا ابوالبرکات سید شاہ خلیل اللہ مدظلہ کے سایۂ عاطفت کو دیرپا سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

ان شاء اللہ نور المصابیح کا چھٹا حصہ ''کتاب فضائل القرآن سے شروع ہوکر اسی طرح تکمیل کو پہونچے گا۔

وَصَلَّی اللّٰہ علی سَیِّدِنا محمد نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِ وَعَلٰی اٰلِهٖ الکرام وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحمدلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

یوم دوشنبہ 13 ربیع الثانی 1394ھ

مطابق 6 مئی 1974ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ط

باخدا دیوانہ باش و بامحمد ہوشیار

کتاب الحج والزیارۃ

(بموجب فقہ حنفی)

بسرپرستی حضرت مولانا الحاج ابولبرکات سید شاہ خلیل اللہ نقشبندی وقادری

جانشین

حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات سید شاہ عبداللہ نقشبندی وقادری محدث دکن قدس سرہ

مرتبہ

ابوالخیرات محمد عبدالستار خاں نقشبندی وقادری استاذ عربی جامعہ عثمانیہ

خادم حضرت پیرومرشد محدث دکن علیہ الرحمۃ

طبع اول

(1000) 1393ھ م 1973ء

ماہنامہ معارف ماہ اپریل 1955ء اعظم گڑھ اس طرح اظہار رائے کیا گیا ہے

زجاجۃ المصابیح حصۂ اول و دوم، مؤلفۂ جناب مولنا سید عبداللہ شاہ صاحب حیدرآبادی تقطیع بڑی ضخامت (609,590) صفحات کاغذ، کتابت، طباعت بہتر، قیمت فی جلد چھ (6) روپے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کی فقہ پر یہ بہت پرانا اعتراض ہے کہ امام صاحب احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قیاس ورائے کو ترجیح دیتے تھے اور فقہ حنفی کی بنیاد حدیث وسنت سے زیادہ قیاس پر ہے، مگر ہر زمانہ میں اس کے اتنے جوابات دیئے جاچکے ہیں کہ اب اس اعتراض کی کوئی وقعت باقی نہیں رہ گئی ہے۔

مولنا سید عبداللہ شاہ صاحب نے جو عالم دین ہونے کے ساتھ ایک صاحب باطن بزرگ بھی ہیں، اسی نقطہ نظر سے مشکوۃ المصابیح کے طرز پر زجاجۃ المصابیح چار جلدوں میں تالیف فرمائی ہے، اس کے ابواب کی ترتیب فقہی ہے اور ہر باب سے متعلق حنفی مسائل کی تائید میں احادیث وسنن اور اقوال وآثار صحابہ وتابعین کا ایک ذخیرہ جمع کردیا گیا ہے، اسی کے ساتھ ان مسائل کے متعلق حاشیہ میں آیات قرآنی بھی لکھ دی گئی ہیں، جن مسائل میں ائمہ احناف کے اقوال مختلف ہیں، ان میں مفتی بہ قول اختیار کیا گیا ہے اور اس کی مؤید احادیث نقل کردی گئی ہیں، فقہ حنفی کے جن مسائل پر اعتراض کیا جاتا ہے، ان کا مدلل جواب بھی دیا گیا ہے اور ان سے متعلق احادیث کے مفہوم کی توضیح اور تعین کرکے حنفی مسلک کی وضاحت کی گئی ہے اور حسب ضرورت حنفی کتابوں کے حوالہ سے مسائل کا بھی جابجا اندراج کیا گیا ہے اور ان سے متعلق حدیثیں بھی نقل کردی گئی ہیں، اس کے علاوہ بعض اور خصوصیات بھی ہیں، جن کا اندازہ اصل کتاب کے مطالعہ ہی سے ہوسکتا ہے ان خصوصیات نے اس کتاب کا افادہ اور زیادہ بڑھادیا ہے۔

حضرت مؤلف نے یہ کتاب مرتب کرکے فقہ حنفی کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔

Index of /images/books

- [Parent Directory]
- [Noorul Masabih v.1/]
- [Noorul Masabih v.10/]
- [Noorul Masabih v.11/]
- [Noorul Masabih v.12/]
- [Noorul Masabih v.13/]
- [Noorul Masabih v.14/]
- [Noorul Masabih v.15/]
- [Noorul Masabih v.16/]
- [Noorul Masabih v.17/]
- [Noorul Masabih v.18/]
- [Noorul Masabih v.19/]
- [Noorul Masabih v.2/]
- [Noorul Masabih v.20/]
- [Noorul Masabih v.3/]
- [Noorul Masabih v.4/]
- [Noorul Masabih v.5/]
- [Noorul Masabih v.6/]
- [Noorul Masabih v.7/]
- [Noorul Masabih v.8/]
- [Noorul Masabih v.9/]
- [Zujajah v1/]
- [Zujajah v2/]
- [Zujajah v3/]
- [Zujajah v4/]
- [Zujajah v5/]

Index of /images/books/Noorul Masabih

Parent Directory
6_1.jpg
6_10.jpg
6_100.jpg
6_101.jpg
6_102.jpg
6_103.jpg
6_104.jpg
6_105.jpg
6_106.jpg
6_107.jpg
6_108.jpg
6_109.jpg
6_11.jpg
6_110.jpg
6_111.jpg
6_112.jpg
6_113.jpg
6_114.jpg
6_115.jpg
6_116.jpg
6_117.jpg
6_118.jpg
6_119.jpg
6_12.jpg
6_120.jpg
6_121.jpg
6_122.jpg
6_123.jpg
6_124.jpg
6_125.jpg
6_126.jpg
6_127.jpg
6_128.jpg
6_129.jpg
6_13.jpg
6_130.jpg
6_131.jpg
6_132.jpg
6_133.jpg
6_134.jpg
6_135.jpg
6_136.jpg
6_137.jpg
6_138.jpg
6_139.jpg
6_14.jpg
6_140.jpg

6_141.jpg
6_142.jpg
6_143.jpg
6_144.jpg
6_145.jpg
6_146.jpg
6_147.jpg
6_148.jpg
6_149.jpg
6_15.jpg
6_150.jpg
6_151.jpg
6_152.jpg
6_153.jpg
6_154.jpg
6_155.jpg
6_156.jpg
6_157.jpg
6_158.jpg
6_159.jpg
6_16.jpg
6_160.jpg
6_161.jpg
6_162.jpg
6_163.jpg
6_164.jpg
6_165.jpg
6_166.jpg
6_167.jpg
6_168.jpg
6_169.jpg
6_17.jpg
6_170.jpg
6_171.jpg
6_172.jpg
6_173.jpg
6_174.jpg
6_175.jpg
6_176.jpg
6_177.jpg
6_178.jpg
6_179.jpg
6_18.jpg
6_180.jpg
6_181.jpg
6_182.jpg
6_183.jpg
6_184.jpg
6_185.jpg
6_186.jpg
6_187.jpg

6_188.jpg
6_189.jpg
6_19.jpg
6_190.jpg
6_191.jpg
6_192.jpg
6_193.jpg
6_194.jpg
6_195.jpg
6_196.jpg
6_197.jpg
6_198.jpg
6_199.jpg
6_2.jpg
6_20.jpg
6_200.jpg
6_201.jpg
6_202.jpg
6_203.jpg
6_204.jpg
6_205.jpg
6_206.jpg
6_207.jpg
6_208.jpg
6_209.jpg
6_21.jpg
6_210.jpg
6_211.jpg
6_212.jpg
6_213.jpg
6_214.jpg
6_215.jpg
6_216.jpg
6_217.jpg
6_218.jpg
6_219.jpg
6_22.jpg
6_220.jpg
6_221.jpg
6_222.jpg
6_223.jpg
6_224.jpg
6_225.jpg
6_226.jpg
6_227.jpg
6_228.jpg
6_229.jpg
6_23.jpg
6_230.jpg
6_231.jpg
6_232.jpg

6_233.jpg
6_234.jpg
6_235.jpg
6_236.jpg
6_237.jpg
6_238.jpg
6_239.jpg
6_24.jpg
6_240.jpg
6_241.jpg
6_242.jpg
6_243.jpg
6_244.jpg
6_245.jpg
6_246.jpg
6_247.jpg
6_248.jpg
6_249.jpg
6_25.jpg
6_250.jpg
6_251.jpg
6_252.jpg
6_253.jpg
6_254.jpg
6_255.jpg
6_256.jpg
6_257.jpg
6_258.jpg
6_259.jpg
6_26.jpg
6_260.jpg
6_261.jpg
6_262.jpg
6_263.jpg
6_264.jpg
6_265.jpg
6_266.jpg
6_267.jpg
6_268.jpg
6_269.jpg
6_27.jpg
6_270.jpg
6_271.jpg
6_272.jpg
6_273.jpg
6_274.jpg
6_275.jpg
6_276.jpg
6_277.jpg
6_278.jpg
6_279.jpg

6_28.jpg
6_280.jpg
6_281.jpg
6_282.jpg
6_283.jpg
6_284.jpg
6_285.jpg
6_286.jpg
6_29.jpg
6_3.jpg
6_30.jpg
6_31.jpg
6_32.jpg
6_33.jpg
6_34.jpg
6_35.jpg
6_36.jpg
6_37.jpg
6_38.jpg
6_39.jpg
6_4.jpg
6_40.jpg
6_41.jpg
6_42.jpg
6_43.jpg
6_44.jpg
6_45.jpg
6_46.jpg
6_47.jpg
6_48.jpg
6_49.jpg
6_5.jpg
6_50.jpg
6_51.jpg
6_52.jpg
6_53.jpg
6_54.jpg
6_55.jpg
6_56.jpg
6_57.jpg
6_58.jpg
6_59.jpg
6_6.jpg
6_60.jpg
6_61.jpg
6_62.jpg
6_63.jpg
6_64.jpg
6_65.jpg
6_66.jpg
6_67.jpg

6_68.jpg
6_69.jpg
6_7.jpg
6_70.jpg
6_71.jpg
6_72.jpg
6_73.jpg
6_74.jpg
6_75.jpg
6_76.jpg
6_77.jpg
6_78.jpg
6_79.jpg
6_8.jpg
6_80.jpg
6_81.jpg
6_82.jpg
6_83.jpg
6_84.jpg
6_85.jpg
6_86.jpg
6_87.jpg
6_88.jpg
6_89.jpg
6_9.jpg
6_90.jpg
6_91.jpg
6_92.jpg
6_93.jpg
6_94.jpg
6_95.jpg
6_96.jpg
6_97.jpg
6_98.jpg
6_99.jpg

n v.5